www.novelsclubb.com
اور تبدیلی گلے پڑ گئی
arts
از قلم ہمایوں ایوب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

اور تبدیلی گلے پڑ گئی

از قلم

ہمایوں ایوب

www.novelsclubb.com

انتساب:

ثمرہ بخاری

نبیہ نقوی

رخ چوہدری

کے نام!

www.novelsclubb.com

جن کی چھپی ڈائجسٹ میں کہانیوں سے متاثر ہو کر

ہم نے اس کہانی کو قلم بند کرنے کی ادنٰی سی کوشش کی ہے۔

پہلی قسط:

وہ صبح ہمیشہ کی طرح اپنے ساتھ بے چینی اور افراتفری لے کر طلوع ہوئی تھی۔

ابا اور چھوٹے چاچا گھر پر ہی تھے اور صبح صبح انہیں وقت پر ناشتہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا تھا۔ یہ ذمہ داری گھر کی دونوں بھابھیاں خود سرانجام دیتی تھیں مگر... شاید بے بی آج معمول سے پہلے ہی تیار ہو چکی تھی، تبھی وہ بھی باورچی خانے میں گھسی ہوئی تھی۔

بے بی!

بڑی بنی ٹھنی نک سک سے تیار رہنے والی وہ عورت بے بی تھی جو خوش شکل، خوش مزاج اور جوش سے لبالب بھری ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ بھرے بھرے متناسب جسم کی مالکن، لمبے گھنے بالوں میں لال گلاب کا پھول لگانے کی وجہ سے وہ بڑی منفرد معلوم ہوتی تھی اور سو عام عورتوں کے بیچ میں سے بھی بڑی آسانی سے پہچانی جاسکتی تھی۔ اسی اسٹائل کی وجہ سے وہ پورے خاندان میں ایک الگ ہی فین فالوئنگ رکھتی تھی۔

"بڑی بھابھی!" صفورا بیگم کو پراٹھے پر رج رج کر مکھن لگاتے دیکھ بے بی بولی۔ "ناشاد بھائی کو مکھن وغیرہ سے پرہیز کروایا کریں۔" سنتے ہی صفورا بیگم نے منہ بنایا۔

"بے بی! جیسے تم جانتی نہیں اپنے بھائی کو... سوکھا پراٹھا ان کے گلے سے اترتا کہاں ہے؟"

"آپ دوسرا پراٹھا گائیں... میں خود ان کو پیش کروں گی۔" صفورا بیگم نے فوراً تعمیل کی۔

www.novelsclubb.com

"شکر ہے یہ (شاہزاد صاحب) مکھن وغیرہ کھاتے ہی نہیں، تبھی تو ماشاءاللہ تندرست ہیں۔" خالدہ بیگم نے آملیٹ کو پین پر پلٹتے کہا۔

"ظاہر ہے چھوٹی بھابھی... شاہزاد بھائی کو بھی میں نے سمجھا سمجھا کر ان چیزوں سے باز کیا ہے۔" بے بی نے آملیٹ کو جھانک کر دیکھتے کہا۔

"ویسے تم یہاں کیا کر رہی ہو..." صفورا بیگم نے توے پر پراٹھا پلٹتے ہوئے ایک نظر بے بی کو دیکھا جو کالج جانے کیلئے تیار لگ رہی تھی۔

عموماً وہ دیر سے تیار ہوتی تھی، مگر آج وقت سے پہلے نہ صرف تیار تھی، بلکہ عجلت میں بھی لگ رہی تھی۔ پھر وہ لڑکیوں کے پاس بھی نہ تھی جو قابل حیرت بات تھی۔"...اور وہ تینوں لڑکیاں کدھر ہیں؟"

"ان تینوں کا تو نام ہی نہ لیں..." بے بی نے منہ بگاڑا۔ "پتا نہیں کسی اینگل سے وہ آپ لوگوں کو لڑکیاں لگتی ہیں۔ لڑکیوں والی تو کوئی بات ہی نہیں ہیں تینوں میں... اب دیکھو تو... کالج میں مینا بازار لگا ہے... ہفتے سے کالج کی لڑکیاں اس کی تیاریاں جوش و خروش سے کر رہیں تھیں... مگر آپ نے ان کے منہ سے مینا بازار

کا نام بھی سنا؟'' بے بی نے بتایا تو دونوں بھابھیاں اپنے کام چھوڑ، اٹپٹا کر بے بی کو دیکھتے فکر مند لگیں۔

''دیکھا... یہی حرکتیں رہیں ناں تو ہوں گئیں یہ اپنے گھروں کی۔'' بڑی بھابھی کو تو ہمیشہ ہی ان کے رشتوں کی فکر رہتی تھی۔

''کہیں نہیں جا رہیں تینوں... ساری عمر ہمارے سینوں پہ مونگ دلنے کیلئے بیٹھیں رہیں گی... دیکھئے گا۔'' خالدہ بیگم بھی چڑی تھی۔

''یہ تو ہمیشہ کا ہی ہے... مگر لاڈلیوں کی بات تو سنیں... کہتی ہیں... 'ہم وہاں جا کر کیا کریں گیں؟'... جیسے مینا بازار تو لڑکوں کیلئے لگتا ہے ناں۔'' بے بی دانت پیستے بولی۔

''مہربانی کرو... ان کو مینا بازار لے کر جاؤ... !'' صفورا بیگم کے ہاتھ میں کفگیر تھا۔ اسی سمیت ہاتھ جڑ کر انہوں نے بے بسی سے بے بی کو کہا تھا۔''... لڑکیوں والی حرکتیں کرتی ہیں تو ذرا دلاسہ رہتا ہے کہ وہ واقعی لڑکیاں ہیں۔''

www.novelsclubb.com

"...مگر مجھے پتا ہے مسئلہ کیا ہے۔" خالدہ بیگم بھی دور اندیش عورت تھی۔ فوراً بے بی کے چڑنے کی وجہ سمجھ گئی تھی۔ "...ہمیشہ کی طرح ان کے پاس پہننے کو کچھ نہیں ہو گا۔"

بے بی نے اپنے تاثرات بگاڑے۔ "ان کی پہننے کی فکر نہ کریں...ان کے پاس پہننے کو بہت کچھ ہوتا ہے...ہاں البتہ وہ پہننے کیلئے ڈھنگ کا نہیں ہوتا۔" دونوں بھابھیاں مایوس ہوئیں۔

"پتا نہیں کب عقل آئے گی ان تینوں کو..." بڑی بھابھی بڑبڑائیں۔

"ناشتہ لگ رہا ہے یا باہر سے کریں؟" باہر سے آواز آئی۔

"آرہا ہے بھائی...بیٹھ جائیں۔" بے بی نے جلدی سے کہا تھا۔

"ان کو تو بس کھانے پینے سے مطلب ہے۔" صفورا بیگم پراٹھا توے سے اتارتے ہوئے بڑبڑائیں۔ "...اس گھر کے بس لڑکے ہی سدھرے...اور ہم تین عورتیں۔ باقی مرد اور لڑکیاں تو نہ تین میں 'نہ تیرہ میں۔"

"اس بات پہ تو میں سو فیصد اتفاق کرتی ہوں۔" خالدہ بیگم نے ناشتہ سیٹ

کرتے ہوئے کہا تھا۔

☆...☆...☆

خاندان کی وہ تینوں ہی لڑکیاں بقول اشعر، 'بے وقوف...'

بقول سائر 'بد سلیقہ...'

اور بقول مائر 'پھوہڑ' تھیں،

تو خاندان کی عورتوں نے بھی انہیں الگ الگ القابات سے نواز رکھا تھا۔

بڑی بھابھی کے بقول... 'نہ پہننے اوڑھنے کا سلیقہ ہے، نہ بننے سنورنے سے دل چسپی ہے۔'

تو بقول چھوٹی بھابھی کے... 'غریبوں کی ہمدرد اور گلی کے کتوں کی اَن داتا...'

گھر کا بچا کچھا کھانا، فارغ پڑا دیکھتیں تو گلی کے کتوں کو دے آتیں...

... وہ تو بعد میں پتا چلتا کہ وہ کھانا آبا کا تھا... یا اشعر کا تھا... پر وہ نہ دیکھتی نہ پوچھنے کی ضرورت سمجھتی اور نہ بتانے کی زحمت فرماتی... سیدھا کتوں کو دے آتی،

پھر جب کوئی کھانا مانگتا تو سارا گھر گویا آسمان پر اٹھ جاتا۔ ایسا ہنگامہ برپا ہوتا کہ وہ توبہ توبہ کرتی اوپر چھت پہ بھاگ جاتی مگر پھر بھی باز نہ آتیں۔

بقول بے بی... 'آئے ہائے کیا کھالیا تھا ان تینوں کے وقت جو ایسی نکمیاں پھوہڑ اور بے وقوف لڑکیاں پیدا ہوئیں...؟'

دروازہ کھٹکتے ہی سب کے منہ سے بے ساختہ نکلتا۔

"اللہ خیر کرے بس مہمان نہ ہوں!"... پر آنے والے کو کون روک سکتا تھا؟ مہمانوں کے سامنے ایسی حرکتیں کر بیٹھتیں کہ میزبان منہ چھپاتے پھرتے۔

مہمان کا آنا... مطلب کپوں، گلاسوں، پلیٹوں کا ٹوٹنا۔ ہاں دودھ کا گرنا بھی لازم و ملزوم تھا۔

www.novelsclubb.com

کل ہی دری پانی کی دیگچی بھر کر لا رہی تھی کہ چار بجے واٹر سپلائی کا پانی آتا تھا جو پینے اور کھانے کیلئے استعمال ہوتا تھا... جس کو نہانا ہوتا تو وہ نہا بھی لیتا۔ ویسے تو موٹر لگا ہوا تھا پر جر کے پانی سے واٹر سپلائی کا پانی زیادہ اچھا تھا کہ جس سے ٹینکی بھر دی جاتی تھی، باقی ضرورت کیلئے جر کا پانی استعمال ہوتا تھا۔ دری روز کی طرح

دونوں لڑکیوں کے ساتھ ریس لگا کر کچن کا ڈرم بھر رہی تھی کہ دری کا پیر پھسلا اور وہ محترمہ زمین بوس ہوئی۔

نیوٹن کے تجربے کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر چیز 'کشش ثقل' کی وجہ سے زمین پر ہی آکر گرتی ہے... پر دیگچی پر شاید کشش ثقل نے کام نہ کیا، تبھی وہ اڑتی ہوئی اوطاق سے باہر نکلتے چھوٹے چاچا پر گر کر... ان کو بھگو تو گئی... پر حد تو یہ ہوئی کہ وہ دیگچی ان کے بڑے سے سر میں پھنس گئی، اور چھوٹے چاچا بوکھلا کر ایک طرف آتے آتے مڑے اور دیوار سے ٹکرا کر فرش پر گر پڑے۔

ایک تو دری کی چیخیں... اور دوسری طرف چھوٹے چاچا کے گرنے کا دھماکہ...

www.novelsclubb.com

ایسی ہڑبونگ مچی کہ اوطاق میں بیٹھے مہمان جن سے عورتیں پردہ کرتیں تھیں، وہ بھی بھاگے آئے اور چاچا کے سر میں پھنسی دیگچی نکالنے میں مدد کرنے لگے۔

دری الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر...، اپنا چِھلا ہوا گھٹنا نکالے ریں ریں کر

رہی تھی تو بے بی، بڑی بھابھی اور چھوٹی بھابھی سر پیٹتے اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہیں تھیں۔

وہ تو شکر ہوا کہ چھوٹے چاچا کے سر سے گھما پھرا کے دیگچی جیسے تیسے نکل ہی آئی ورنہ آری منگوانی پڑ جاتی۔

دیگچی سے مکھڑا کیا برآمد ہوا...؟

سرخ آنکھیں جھاگ اڑاتے منہ کو دیکھ کر دری اپنا درد بھلا کر اپنے کمرے میں بھاگی۔

یقیناً چھوٹے چاچا اسے کچا چبا جاتے۔

مگر... صرف یہ نہیں تھا۔

کل کی ہی بات تھی کہ جب روحی بیگم نے آئیں مہمان خواتین کیلئے ٹرے سجائی تھی۔ کپ، کیٹلی، بسکٹ، نمکو... ٹرے میں سجائے... بے بی کے لاکھ سمجھانے کی وجہ سے وہ بڑے دھیان سے ایک ایک قدم اٹھاتی... مہمانوں کی طرف چلی جا رہی تھی، مگر کچھ فاصلے پہ کچن کا فرش جو تھوڑا سا اوپر کی طرف اٹھا ہوا

www.novelsclubb.com

تھا... اصولاً تو روحی کو ایک قدم اوپر رکھنا تھا مگر وہ اپنے دھیان میں سیدھا چلی گئی تو سامنے سے اونچے فرش نے اسے آگے جانے سے روک لیا اور وہ دھڑام نیچے گری۔

شور پہ سب بھاگتے باہر آئے۔

وہ سب کو سمجھا سمجھا کے تھک گئی کہ میرا اس میں کوئی قصور نہیں... اس فرش نے دھوکہ دیا...

پر اس کی کون سنتا...؟

لہذا وہ روہانسی ہو کر... 'میں نہیں کھیل رہی'... کہتی واک آؤٹ کر گئی۔

پھر چھوٹی بھابھی کو ڈبل کام کرنا پڑ گیا اور مسلسل بول بول کر بولنے کا نیا ریکارڈ اپنے نام کروایا۔ انہیں کام سے ویسے ہی چڑ تھی... اوپر سے اپنی بیٹی کی وجہ سے مزید کام کرنا پڑ گیا تھا۔ سارا فرش دھویا، وائپر لگایا، چائے بنائی، پھر بسکٹ سموسے باہر سے منگوانے پڑے جبکہ مٹھی نے پیشکش بھی کی تھی کہ... ''چائے میں بنالوں؟'' پر چھوٹی بھابھی نے ہاتھ جوڑ کر ایسے جتایا کہ مٹھی کو سر پیر سمیت

یہاں سے بھاگنا پڑا تھا۔

☆...☆...☆

"ٹرن ٹرن ٹرن"

فون کی گھنٹی کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی۔

دادو شہر میں جہاں سب کے پاس موبائل کی سہولت پہنچ چکی تھی...

جہاں پی ٹی سی ایل کی تاریں ہی زمین میں کہیں دفن ہو گئیں تھیں...

ڈائریوں سے ٹیلی فون کے نمبرز ہی گم ہو گئے تھے...

وہیں پر اِس گھر کا رواج ہی الگ تھا۔ چاہے آندھی آئے، چاہے طوفان... ٹیلی فون ازل سے موجود تھا، موجود ہے... اور شاید رہے گا۔ ایسا نہیں تھا کہ یہاں موبائل نہیں تھے... مگر پھر بھی فون ضروری تھا... ضرورت کیلئے۔

"کم بخت ایک یہ اللہ مارا فون... جب بجتا نہیں تو مہینوں نہیں بجتا... اور جب بجتا ہے تو بجتا ہی چلا جاتا ہے۔"

برآمدے میں رکھے تخت پر بیٹھی صفورا بیگم دوپہر کیلئے سبزی چھیلتی تپتی

دھوپ کی طرح تپتی، دور پڑے اس بابائے آدم کے زمانے کے فون کو دیکھتے بڑ بڑائی۔

اس وقت گھر پہ کوئی بھی نہیں ہوتا تھا، کیونکہ مرد حضرات اور لڑکے اپنے کاموں پہ نکل جاتے تھے اور بے بی اور لڑکیاں کالج کا منہ دیکھنے گئی ہوتیں تھیں... تو گھر میں بس دونوں بھابھیاں ہی ہوتی تھیں۔ وہ دونوں صبح کا سارا کام نبٹاتے ہوئے اچھا خاصا بیزار ہو جاتیں تھیں۔ پھر دوپہر کے کھانے کی تیاریاں شروع کرنے تک وہ دونوں چڑ چکیں ہوتیں تھیں... پھر شام کو بے بی اور ان تینوں لڑکیوں کے کام شروع ہوتے تھے۔

آج اس فون نے الگ ہی تپا دیا تھا۔ خالدہ بیگم نہانے گئی تھی لہٰذا صفورا بیگم کو ہی فون اٹھانا تھا، تبھی فون اٹھاتے ہی تقریباً چیخی۔ ''کون ہے؟'' گویا وہ منہ نوچنے پر آ گئی تھی۔

''السلام علیکم خالہ جان!'' دوسری طرف سے کہا گیا۔

''وعلیکم السلام!'' اب کے انہوں نے قدرے دھیمے انداز میں کہا۔

"خالہ میں عباد بول رہا ہوں۔" مؤدبانہ انداز میں وہاں سے کہا گیا۔

"ہاں ہاں عباد کیسے ہو بیٹا؟" وہ جلدی سے بولیں۔

"ہاں ہاں ٹھیک ہوں.. اللہ کا شکر... آپ ٹھیک ہیں...؟ باقی سب کیسے ہیں...؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

ادھر ادھر کی چند باتوں کے بعد اس نے اطلاع دی کہ مٹیاری میں، عید کے بعد والے ہفتے میں اس کی بہن کی شادی ہے۔ لہٰذا اس نے سب کو شادی میں آنے کی دعوت دی تھی۔

"آئے ہائے یہ کیا طریقہ ہوا کہ فون پہ دعوت دے دی اور کارڈ تک نہیں بھجوایا... بلکہ کہا کہ شادی کا کارڈ فرجاد کو واٹس اپ کر دیا ہے۔" خالدہ بیگم کو باتھ روم سے نکلتا دیکھ صفورا بھی تیزی سے بڑبڑائیں۔ "ادب لحاظ تو جیسے آج کی نسل سے چلا ہی گیا ہے۔"

خالدہ بیگم چونک کر انہیں دیکھ کر پوچھنے لگی۔ "کیا ہوا بھا جائی...؟" تولیے سے اپنے بال پوچھتے ہوئے پوچھنے لگیں۔ "کس کی شادی کا ذکرِ خیر چل رہا ہے؟"

”عباد کی بہن ہے ناں سجل ! اس کی شادی ہے... اسی سلسلے میں عباد کا فون آیا تھا۔“ وہ تخت پہ بیٹھ کر واپس سبزی چھیلنے لگی۔

”چلو شکر ہے... کچھ تو کاموں سے آرام ملے گا... بیٹھ کر... کھا پی کر آئیں گے۔“

ان کو شادی میں جانے سے زیادہ کاموں سے چھٹکارا ملنے کی خوشی ہوئی تھی۔

☆...☆...☆

ہلکی ہلکی دھوپ میں سرد ہواؤں کا سلسلہ جاری تھا۔

چنگ چی رکشے سے اتر کر وہ چاروں کالج کا آہنی دروازہ عبور کر کے جب اندر آئیں تو ان کے ایک طرف اسٹیج دکھائی دیا تھا۔ اسٹیج کے سامنے بہت ساری کرسیاں سیٹ کی گئیں تھیں۔ اسپیکر اور کیمرے والے بھی کھڑے دکھائی دیتے تھے۔ کرسیوں کے آس پاس اسٹالز بھی لگائے گئے تھے جس میں لڑکیوں کی دلچسپی کا بے تحاشا سامان وغیرہ پڑا تھا، جو لڑکیوں کے رش سے کچا کچ بھرا ہوا بھی محسوس ہوتا تھا... مگر بے بی کے ساتھ آئی تینوں لڑکیاں چونکہ عام لڑکیاں نہ تھیں... اس

لئے ان کے لئے یہاں ایسا کچھ نہ تھا جوان کیلئے دلچسپی کا ہو‘ تو وہ منہ بنا کر بے بی کو دیکھنے لگیں۔

”ہم ادھر آکر کیا کریں گے...؟“ دری نے اس بار یہ سوال کرنے کی ذمہ داری نبھائی تھی۔

”وہاں کپڑے ہیں... جیولری ہے... جاؤ دیکھو پسند کرو... خریدو... پیسے تو ہیں تم لوگوں کے پاس۔“ بے بی نے ان کو مشورہ دیا مگر وہ تو اپنے پہلے سے ہی بنے ہوئے منہ مزید برے بنانے لگیں۔

”بے بی! ہمیں نہیں دیکھنے کپڑے وپڑے...“ مٹھی نے مخالفت کی۔ بے بی نے گھور کر دیکھا۔

”جو دل کرے... کرو بس کوئی حرکت مت کرنا اور ہاں... چاٹ واٹ کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔“ بے بی نے بگڑ کر تنبیہہ کی مگر ان تینوں کے کان انٹینا کی طرح کھڑے ہوئے۔

”چاٹ کدھر ہے...؟“ روحی کے منہ میں نام سنتے ہی پانی کا سیلاب

www.novelsclubb.com

ٹھاٹھیں مارنے لگا۔

”وہ رہی... وہ رہی...“ دری نے دیکھتے ہی اس طرف دوڑ لگا دی۔

”رکو تو...“ مٹھی کے بعد روحی بھی پیچھے ہولی۔

”گرو رامت جانا۔“ بے بی ان کو روکتی ہی رہ گئی مگر وہ تینوں بے قابو

سانڈوں کی طرح یہ جا وہ جا...

☆...☆...☆

”ویسے سجل کون سی تھی...؟ وہ جو چھوٹے قد کی موٹی سی لڑکی تھی... یا وہ

جو بڑے قد کی پتلی سی لڑکی تھی۔“ خالدہ بیگم نے یاد کرتے ہوئے سوال کیا تھا۔

”اللہ جانے کون سی تھی... پر جو بھی ہے... شادی سجل کی ہو رہی ہے۔

“صفورا بیگم کو خود یاد نہ تھا۔ ناشاد صاحب سنتے ہوئے بولے۔

”پر سجل تو چھوٹی ہے ناں۔ پھر چھوٹی کی شادی پہلے کیوں ہو رہی ہے؟“

”نہیں بھائی صاحب! امل چھوٹی ہے...“ شاہزاد صاحب نے تصحیح کرنا چاہا

مگر خالدہ بیگم پھر الجھ پڑیں۔

"شاید آپ بھول رہے ہیں کہ وہ دونوں لڑکیاں جب پہلی بار یہاں آئیں تھیں تب بڑی، چھوٹی بنی تھی اور چھوٹی بڑی بنی تھی۔" وہ ذہن پر زور دیتے ہوئے بولیں۔ "میرا خیال ہے امل واقعی بڑی تھی۔ واقعی کچھ تو گڑبڑ ہے جو پہلے سجل یعنی چھوٹی کی شادی کروا رہے ہیں۔"

"اوہو!" صفورا بیگم نے سر پکڑ لیا۔ "یہ ٹھیک ہے کہ پچھلی بار جب وہ دونوں یہاں آئیں تھیں، تب وہ دونوں اپنا نام ادل بدل کر آئیں تھیں مگر مجھے یہ پکا یاد ہے کہ سجل بڑی بہن تھی... اور امل چھوٹی۔"

"اففف او!" ناشاد صاحب کا سر چکرانے لگا۔ "تم نے عباد کے منہ سے کس کا ذکر سنا تھا؟"

"سجل کا۔" صفورا بیگم کو اس بات پہ تو کوئی شک و شبہ نہ تھا۔

"یعنی یہ تو پکا ہے کہ شادی سجل کی ہے۔" شاہزاد صاحب نے درمیان میں کہا۔

"پر مسئلہ تو یہی ہے کہ سجل بڑی بہن ہے یا چھوٹی...؟" خالدہ بیگم کی سوئی

www.novelsclubb.com

ابھی تک وہیں اٹکی تھی۔

"ہمیں کیا کرنا ہے کہ وہ بڑی ہے کہ چھوٹی۔" شاہزاد صاحب گرج کر بولے تو خالدہ بیگم نے گھور کر ان کو دیکھا۔

"اب تم دونوں تو بس کرو۔" ناشاد صاحب نے گھمبیر حالات دیکھتے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو خبردار کیا۔

اسی گھر کے باہر والی تنگ گلی میں بے بی غصے سے آگے آگے چل رہی تھی، جبکہ اس کے پیچھے وہ تینوں لڑکیاں مرے ہوئے قدموں کے ساتھ آرہیں تھیں۔ وہ گرے آہنی دروازہ بس تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔

"پھر چلنے کی تیاری کرنی ہے...؟" صفورا بیگم نے جیسے ناشاد صاحب سے اجازت طلب کرنے کیلئے پوچھا تھا۔

"ظاہر ہے چلنا ہے۔" ناشاد صاحب نے ہشاش بشاش انداز میں کہا۔ "اور نا جانے کا تو کوئی جواز ہی نہیں، کیونکہ وحید بھائی آخر ہمارے بھی کچھ لگتے ہیں۔"

دروازہ کھول کر آتی بے بی کے کان میں جب وحید کا نام پڑا تو اس کے پیر من

و مٹی میں دفن ہو گئے تھے۔ وہ جو غصے سے پھٹنے کو تیار کھڑی تھی... اچانک وحید کے نام پہ گویا مجسمہ ہی بن گئی۔ صفورا بیگم کچھ کہتے کہتے رکی۔ ان کی نظر فوراً ہی بے بی کی طرف اٹھی تھی جو غصے سے بھری ہوئی معلوم ہوئی تھی۔

اچانک ہی ان کو بڑی مصیبت اپنی طرف آتی محسوس ہوئی۔ ماضی میں جو کچھ ہو چکا تھا، اس کو مدِ نظر رکھ کر وہ سب بے بی کے سامنے وحید صاحب کا نام لینے سے اجتناب ہی کرتے تھے۔ مگر کب تک...؟

صفورا بیگم کے رنگ اڑے دیکھ وہ سب دروازے کی طرف متوجہ ہوئے۔

بے بی کے عقب سے وہ تینوں لڑکیاں بمع عبایہ (نقاب سمیت) نکلیں اور بے بی کے ساتھ کھڑیں ہو گئیں۔ محاورتاً ہی نہیں، حقیقتاً وہ تینوں بے بی کی دم چھلا تھیں۔

”ارے بے بی... تم لوگ اتنا جلدی آ گئے...؟“ خالدہ بیگم نے گڑبڑاتے ہوئے وہیں سے پوچھا تھا۔

ان تینوں لڑکیوں نے ایک دوسرے کو ہمدردی سے دیکھا تھا۔ بے بی نے

بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"شکر کریں ہم عزت سے نکل آئے... نہیں تو لوگ ہمیں دھکے دے کر نکالتے۔"

"آئے ہائے ایسا کیا ہو گیا...؟" صفورا بیگم نے بے پر کی ہانکی تھی۔"...اور تم تینوں یہاں کس سے پردہ کر رہی ہو جو نقاب تک کر رکھا ہے...؟"

"ان تینوں نے مجھے کالج میں کسی کو منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑا ہے۔"

بے بی نے ان کو انگشت نگاہوں سے سر تا پاء دیکھا۔

"پھر تو... اصولاً بے بی تمہیں اپنا منہ چھپانا چاہیئے۔" خالدہ بیگم نے یہ بات کر کے سمجھداری کا ثبوت دیا تھا۔

"ان کے بھی ایسے کوئی کارنامے نہیں ہیں جو یہ منہ نکال کر دنیا میں گھوم سکیں۔" بے بی ایک کرسی پہ جگہ بنا کر بیٹھ گئی۔ وہ تینوں لڑکیاں ویسی ہی کھڑیں تھیں۔

"اب کیا کر دیا ہے ان بے وقوفوں نے؟" ناشاد بھی ان لڑکیوں کے روز روز

www.novelsclubb.com

کے کارناموں سے تنگ تھے۔

”مینا بازار لے کر گئی تھی... وہاں سب کچھ مچھلی بازار بنا دیا۔“ بے بی نے بے بسی سے گھر کے چاروں بڑوں کو دیکھا تھا۔

☆...☆...☆

روزمرہ کی زندگی میں آپ نے بہت سارے ایسے لوگ دیکھے ہوں گے، جنہیں دیکھتے ہی آپ 'پاگل' ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیتے ہیں۔ وہ تینوں لڑکیاں بھی پاگل نہیں تھیں... مگر سب ان کو پاگل سمجھتے تھے، اور ہر پاگل کی طرح وہ بھی نہیں مانتی تھیں کہ وہ پاگل ہیں... الٹا وہ ان سب کو پاگل سمجھتی تھیں جو ان کو پاگل کہتا تھا۔ اور ان لوگوں پر بھی یہ بات بہت اچھی طرح لاگو ہوتی تھی کہ ہر پاگل خود کو پاگل سمجھتا ہے کیا...؟

وہ تینوں ایک ساتھ چنے اور آلو سے بھرے گول گپوں کو املی والے پانی میں ڈبونے کے بعد جیسے ہی اپنا بڑا سا منہ کھولنے کا ارادہ کر رہی تھیں کہ... تبھی مس رخشندہ کو اس طرف آتے ہوئے دیکھتے ہی انہوں نے جلدی سے اس گول گپے کو

www.novelsclubb.com

منہ میں رکھا اور زبردستی کھانے لگیں۔

مس رخشندہ سمیت بہت ساری ٹیچرز تمام لڑکیوں کو کرسیوں پر بیٹھنے کیلئے آوازیں دے رہیں تھیں، کہ مہمانِ خصوصی آ چکے تھے، اور ان کو کرسیوں پہ رش دکھانا فی الحال ضروری تھا۔ جلد یا بدیر... میڈم مشرف اسٹیج پہ کھڑے ہو کر اپنی تقریر کرنے والی تھی، جس کو سننا کم از کم ان تینوں کے بس کی بات نہ تھی۔ پیسے چونکہ دری کو دینے تھے (کہ مٹھی نے چاٹ اور روحی نے قلفی کے پیسے پہلے ہی بھر دیئے تھے...)، وہ دونوں موقع دیکھتے ہی غائب ہوئیں مگر دری پکڑی گئی۔

مس رخشندہ نے گھور کر دری کو دیکھتے کہا۔ "سارا دن تو کھاتی رہتی ہو... آج نہ کھاؤ گی تو کوئی زلزلہ نہیں آ جائے۔ آؤ کرسیوں پہ بیٹھ جاؤ۔" وہ تو دری کو دیکھتے ہی پھٹ پڑیں تھیں۔ دری ناچار کرسیوں کی طرف مرے قدموں کے ساتھ آنے لگی۔

وہیں مٹھی اور روحی اندھا دھن نا جانے کس طرف بھاگے جا رہیں تھیں۔

ساری ٹیچرز، لڑکیوں کو پکڑ پکڑ کر کرسیوں پر بٹھانے میں مصروف تھیں۔

میڈم مشرف اسٹیج پہ چڑھ کر تقریر شروع کر رہیں تھیں۔ مہمانِ خصوصی کا ذکر خیر نکلا تھا اور اس کی تعریفوں کے پل ابھی تعمیر ہی کئے جا رہے تھے کہ قالین سے نکلے ہوئے وہ کیمرے اور اسپیکرز کے تار... ظالم سماج بن کر روحی کے پیروں سے لپٹ گئے۔

ان تاروں نے اس کے پیروں کو آگے بڑھنے سے روک تو دیا، مگر اس کا اگلا دھڑ آگے کو جھٹکا کھاتے ہوئے کیمرے کو لگا اور کیمرہ سیدھا جا کر ڈائس سے لگا... اور ڈائس اسٹیج پہ گرا... اور اسٹیج ٹوٹ کر زمین بوس ہوا... اور تابوت میں آخری کیل وہ شامیانہ تھا جس کے نیچے اسکول کا سارا عملہ بشمول مہمانِ خصوصی زندہ در گور ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

لمحوں میں وہ مینا بازار... خاک ہو گیا تھا۔

کسی کو سمجھ نہ آیا کہ ہوا کیا۔

بس ایک بے بی تھی جو پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وقت سے پہلے ہی ان تینوں کو ڈھونڈ ڈھانڈ کے، کھینچتی کھچاتی یہاں سے لے کر رفو چکر ہوئی تھی۔

☆...☆...☆

"اس گھر کو تبدیلی کی اشد ضرورت ہے۔"

صفورا بیگم نے ہمیشہ کی طرح تبدیلی کا نعرہ بلند کیا۔

"اور تبدیلی سے آج تک بھلا کس کا ہوا ہے؟" لچ افزائی کرتے ہوئے مٹھی نے اپنا سر جھکا لیا تھا۔

"الٹا تبدیلی سے ان کا بیڑا ہی غرق ہوا ہے۔" دری نے بے پر کی ہانپتے کہا۔

"تبدیلی... ذہنی سکون کیلیئے اچھی ہوتی ہے۔اس لئے ناشاد صاحب نے وحید صاحب کی دعوت میں چلنے کا فرمان جاری کر دیا ہے۔" صفورا بیگم نے بتایا۔

"پر ہم دعوت میں جا کر کیا کریں گے؟" یہ سوال تو ان تینوں میں سے کسی نہ کسی کی زبان سے ادا تو ہوتا ہی ہوتا تھا۔

"جو لڑکیاں دعوت پہ کرتی ہیں... سجتی ہیں، سنورتی ہیں، ہنستی ہیں، ناچتی ہیں۔" خالدہ بیگم کا بھی ہمیشہ والا ریڈیو چل پڑا تھا۔

"چھوٹی بھابھی... آپ کو کتنی بار بتانا پڑے گا کہ ہمیں نہ سجنا سنورنا آتا

www.novelsclubb.com

ہے... نہ ناچنا آتا ہے...'' مٹھی نے جتایا۔

''...اور ہنستے ہوئے تو ہم آپ لوگوں کو ویسے ہی بری لگتی ہیں... تو رہنے دیں بے بی کے ساتھ ہم یہیں رہیں گے۔'' دری نے ایک نیا ہی پینترا پھینکا۔

''یہ آئیڈیا بہت اچھا ہے کہ تم لوگوں کو مٹیاری لے کر ہی نہ جایا جائے... کیونکہ تم لوگوں کے افعال اس قابل ہی نہیں کہ تم لوگوں کو باقی لوگوں سے متعارف بھی کروایا جائے۔'' جلی کٹی سنانے میں اماؤں نے بھی پی ایچ ڈی کر رکھی ہوتی ہے۔ بیٹی کی بات پہ صفورا بیگم ہی بولیں تھیں۔

''پر بے بی کو یہاں اکیلا بھی نہیں چھوڑ کر جا سکتے۔'' خالدہ نے پریشانی سے کہا تھا۔

''اور پھر جو ماضی میں ہوا تھا... اس کے بعد بے بی ایک بار پھر ان لوگوں کو کیسے Face کر سکتی ہے...؟'' صفورا بیگم نے بھی پریشانی سے سر کھجاتے کہا۔ ''دو عزیز ہستوں نے اس کے ساتھ فریب کیا تھا۔ وہ وہاں جا بھی کیسے سکتی ہے؟''

''ایسا بھی کیا ہوا تھا بڑی بھابھی؟'' روحی نے صفورا بیگم سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم لوگ کیا ادھر کان لگا کر ہماری باتیں سن رہی ہو؟ چلو جاؤ...اپنے اپنے کام کرو۔" ڈپٹ کر خالدہ بیگم نے اپنی بیٹی سے کہا۔

"بے بی یقیناً نہیں جائے گی تو یہ بات میری لکھ کر رکھ لو۔ ہم بھی نہیں جا سکیں گے۔" مٹھی نے روحی اور دری کو تسلی دینے کیلئے کہا تھا۔

وہ تینوں منہ بناتے ہوئے اٹھتی، یہاں سے غائب ہوئیں۔

☆...☆...☆

شام ڈھل رہی تھی، دن بھر شدید گرمی کے بعد کرنوں کی تمازت بکھیرتا سورج، تھکاماندہ سا افق کے اس پار غروب ہونے کی تیاری کر رہا تھا۔ گلابی شاموں کا اپنا ہی حسن ہوتا ہے۔ ماحول کی خنکی خود بخود ہی چاروں طرف خوشبو کی طرح بکھر جاتی ہے اور پھر خوامخواہ ہی اداس ہونے کو جی چاہتا ہے۔

اور اداسی میں تو دل چاہتا ہے۔

چپ چاپ پڑے سوچتے رہو۔

کچھ سوچتے رہو... کیا...؟ اس کی خود کو بھی خبر نہیں ہوتی۔

خاموش رہنا اچھا لگتا ہے، مگر...اس گھر میں خاموشی کبھی ممکن ہے کیا؟

"بے بی..." وہ بوگن ویلیا پھولوں کی لڑیوں کو دیکھ رہی تھی کہ عقب سے ناشاد صاحب کی آواز آئی۔اس نے مڑ کر دیکھا۔ناشاد صاحب کے ساتھ شاہزاد صاحب اور دونوں بھابھیاں بھی موجود تھیں۔

"جی بھائی؟" ان کو اپنی طرف سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے بے بی پریشان ہوئی تھی۔

"اگر تم یہیں رہنا چاہو تو ٹھیک ہے... ہم تمہیں چلنے کیلئے فورس نہیں کریں گے۔"

"آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں...؟" وہ ان کی بات سمجھ نہ سکی۔

"اگر تم وحید بھائی کی بیٹی کی شادی میں شرکت نہیں کرنا چاہتی تو..."

"...اور آپ کو کس نے کہا کہ میں شرکت نہیں کرنا چاہتی...؟" وہ ان کی ہچکچاہٹ سنتے ہی ان کی بات کاٹ گئی۔"میں ان کو جتانا نہیں چاہتی کہ سالوں پہلے جو ہوا... میں آج بھی اسی بھرم میں جی رہی ہوں... مجھے نہ ان کی پرواہ ہے نہ ان

کے گھر والوں سے... ہنہ!" وہ تو جوش و عزم کے ساتھ بولی۔"... میں توڑ نکے کی چوٹ پہ شادی میں شرکت کروں گی۔" وہ سب سوچ رہے تھے کہ بے بی ابھی آتشِ فشاں کی طرح غصے سے پھٹے گی... مگر ایسا کچھ نہ ہوا۔

"یعنی ہم سب کو بھی سجل کی شادی پہ جانا پڑے گا...؟"

وہ تینوں منہ لٹکا کر فاصلے سے ہم آواز ہو کر بولیں۔

قطعی بوجھل اعصاب کے ساتھ جس وقت وہ گھر میں داخل ہوا تو 'سجل' کے نام کی چاشنی سے جیسے ہوا نے اس کے کان میں رس گھولی تھی، مگر اسی کے ساتھ 'شادی' کا ذکر ایسا تھا جیسے اسی چاشنی کے رس میں کسی نے سیسہ کی آمزش ڈال دی ہو۔

"سجل کی شادی...؟" یہ جملہ اس کی زبان سے ادا بھی کیسے ہو سکتا تھا...؟

یہ کہتے ہوئے اس کی زبان کیوں نہ لڑکھڑائی؟

کیوں نہ مفلوج ہوئی؟

"ہاں جی... بس ڈیسائیڈ ہو گیا کہ سب شادی میں شرکت کیلئے چلیں گے۔

‘‘ناشاد صاحب نے پھر اعلان کیا۔

’’مگر میں وہاں جا کر کیا کروں گا؟‘‘

سب کی نظروں نے پہلے ان تینوں کو دیکھا جن کی طرف سے یہ الفاظ عموماً ادا ہوتے تھے، مگر وہ گھبرا کر ایسے پانی پانی ہوئیں جیسے نظروں کے بجائے توپوں کے رخ ان کی طرف مڑ گئے ہوں۔

’’ہم نے نہیں... فرجاد بھائی نے کہا ہے۔ ادھر دیکھیں۔‘‘ روحی نے بمشکل اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

’’اور تم یہ کیوں کہہ رہو ہو فرجاد؟‘‘ شاہزاد صاحب نے پوچھا۔

’’چاچا! یہ عورتوں اور لڑکیوں کے فنکشنز ہیں... پھر میں وہاں جا کر کیا کروں گا؟‘‘ وہ کوئی بہانا بنانے لگا۔ ’’... پھر اگزیمز بھی آرہے ہیں... پیپرز وغیرہ کا کام بھی رہتا ہے...‘‘

’’یہ سب ہوتا رہے گا...‘‘ ناشاد صاحب نے اس کی سنی، ان سنی کی۔ ’’بس ڈیسائیڈ ہو گیا کہ سب چل رہے ہیں... مطلب سب چل رہے ہیں۔‘‘

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اب ان کے فرمان کے آگے کس کے حیلے، کس کے بہانے چلنے تھے؟

☆...☆...☆

پیار جو ہے ناں... وہ ایسے ہی نہیں ہوتا... وہ کسی کی Permission نہیں مانگتا... نہ تو وہ پوچھتا ہے... نہ Wait کرتا ہے... نہ سوچتا ہے... نہ Plan کرنے دیتا ہے... وہ تو بس موقع دیکھتا ہے اور جکڑ لیتا ہے۔

محبت نامی بلا نے اسے بھی جکڑ لیا تھا... اور اسے پتا بھی نہ چلا تھا۔

اس نے یہ باتیں صرف سنیں تھیں... مگر ہر سنی سنائی بات غلط ہو ایسا ضروری نہیں ہوتا۔ بہت دفعہ وہ بات بھلے ہی ہمیں کتنی ہی غلط لگے... حقیقت سے کوسوں دور لگے... مگر اس کی اصل اپنی جگہ موجود رہتی ہے۔

یہ سب شروع ہوا... چند سال پہلے جب اسفند اور فرجاد کی دوستی ہوئی۔

اسفند بڑا لائق فائق لڑکا تھا۔ فرجاد کو یقین تھا کہ وہ یقیناً اپنے کیریئر میں بہترین کارنامے کرے گا۔ ان کی ہم آہنگی ہمیشہ سے تھی... مگر یونیورسٹی کے بعد ان دونوں کا رابطہ تقریباً نہ کے برابر ہو چکا تھا۔ فرجاد نے سنا تھا کہ اسفند یار مزید

پڑھائی کیلئے Abroad چلا گیا تھا۔ پھر وقت گزرتا گیا... فرجاد اپنے بڑوں کی طرح کالج میں ٹیچر لگ گیا تو کالج کے حوالے سے بہت سارے لوگ اس سے رابطہ کرنے لگے۔

رابطہ کرنے والوں میں ایک عباد بھی تھا، جس کی بہنوں کے پیپرز کا مسئلہ آرہا تھا۔ پہلے تو اس نے خاص توجہ نہ دی، مگر جب عباد نے بتایا کہ وہ اسفندیار کا چھوٹا بھائی ہے... اور اسفند کی بہنوں کے کاغذات کا مسئلہ ہے، تو اس نے فوراً ان کے کاغذ جمع کروائے اور ان کے پرچے درج کر لئے۔

امتحانات قریب تھے، اور اسفندیار کی دونوں بہنوں کے حال پورے تھے کہ ان کو کچھ آتا واتا نہ تھا۔ پھر بھی دری، روحی اور مٹھی سے بہتر حال میں تھیں...

بات سے بات نکلتی گئی تو فرجاد نے گھر والوں سے کہا۔

"میرا ایک دوست ہے جو مٹیاری میں رہتا ہے۔ اس کی بہن کا مسئلہ ہے تو وہ یہاں امتحان دینا چاہ رہی ہے۔ وہ اور اس کی بہن دادو آنا چاہ رہیں ہیں مگر ان کی رہائش کا مسئلہ ہے۔"

”تو کوئی مسئلہ نہیں...ان کا انتظام یہیں کروادیں گے۔“ناشاد صاحب نے کافی سوچ بچار کے بعد حتمی فیصلہ سنایا۔

تنگ گلیوں والا یہ محلہ سندھ کے شہر دادو کے چاندنی چوک کے ساتھ تھا۔

اسی محلے میں جابجا کسی سیاسی پارٹی کے لمبے لمبے بینر، پوسٹرز لگے دیکھے جا سکتے تھے۔ سات آٹھ گلیوں والا یہ محلہ...مزید تنگ گلیوں میں بٹ جاتا تھا جہاں اس قدر پتلی گلیاں تھیں کہ دو لوگ ساتھ بمشکل چل سکتے تھے۔ ایسے میں رہی سہی کسر اس نالی نے ختم کردی تھی جو اسی گلی میں کھلی ہوئی ہر گھر سے گزرتی تھی۔

(ہاں جی! اندرون شہروں میں آج بھی کھلی نالوں کا رواج جوں کا توں جاری و ساری ہے۔) ابھی ہم جس گلی کے اندر جارہے ہیں...وہاں اندھیرا سا پھیلا تھا۔ اگرچہ بڑا روشن دن تھا مگر لمبی دیواروں کی وجہ سے دھوپ کا گزر یہاں سے 'نہ' کے برابر ہوتا تھا۔ تین چار گھر چھوڑ کر وہ آہنی دروازہ آتا تھا جس کی تختی پہ ”THE QURESHI'S“ لکھا ہوا ہم صاف دیکھ سکتے ہیں۔

اور دو تین دن میں عباد اپنی دونوں بہنوں کو لیکر QURESHI'S

ہاؤس میں حاضر ہوا۔

اس ڈبل اسٹوری عام سے گھر کے بڑے، جن کو فرجاد بھائی کو دیکھو دیکھی سب تایا ابا کہتے تھے، وہ تھے 'ناشاد علی قریشی' جو دادو شہر کے گرلز اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ ان کی بیگم 'صفورا' تھیں۔

پھر چھوٹے چاچا 'شاہزاد علی قریشی' تھے جن کی بیوی 'خالدہ' تھیں۔

ناشاد اور شاہزاد صاحب کی اکلوتی بہن نایاب عرف 'بے بی' تھی جو کالج میں سندھی پڑھاتی تھی۔

''امل، سجل اسے اپنا ہی گھر سمجھو۔''

بے بی نے پُر جوش انداز میں ان دونوں بہنوں کا استقبال کیا تھا۔

وہ دونوں لڑکیاں خوش شکل ہونے کے ساتھ خوش مزاج بھی تھیں۔ وہ لڑکی جو امل بن کر آئی تھی، اس کے پاؤں میں تھوڑا نقص تھا جس کی وجہ سے اس کے چلنے میں لڑکھڑاہٹ دیکھی جا سکتی تھی، جبکہ وہ لڑکی جو سجل تھی، وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھی۔ ان دونوں کے آنے سے اس گھر میں الگ سی رونق محسوس کی جا

سکتی تھی۔سب ہی خوش تھے۔فرجاد بھائی روزان دونوں بہنوں کو پڑھاتے...اور امتحانات کی تیاری کروانے لگے۔

امتحان بس ایک سجل کا تھا، مگر امل بھی فرجاد کے ساتھ بیٹھ کر امتحانات کی تیاری کرتی تھی۔

ہفتے دس دن میں امتحانات ختم ہو گئے اور عباد ان کو واپس لینے کیلئے آرہا تھا، تب ان لڑکیوں نے انکشاف کیا کہ جو لڑکی سجل بن کر آئی تھی، وہ حقیقتاً امل تھی، او رجو امل تھی، وہ حقیقتاً سجل...توسب کے سر ہی چکرا گئے۔اصل میں سجل ذرا کم ذہین تھی، اس لئے امل کو سجل بنا کر امتحان میں بٹھایا گیا تھا تاکہ ذرا مارکس اچھے آ جائیں...اور یہ پلان کام بھی کر گیا تھا۔(ہمارے تعلیمی نظام کی وجہ سے...)

وہ بوجھل دل کے ساتھ واپس نہیں جانا چاہتی تھیں اس لئے انہوں نے جانے سے پہلے ہی سب پر اصل حقیقت آشکار کر دی تھی۔

عباد اپنے ماں باپ کو لایا تو گویا ایک اور بڑا دھماکہ ہوا۔

وحید صاحب اتنے عرصے بعد ناشاد اور شاہزاد صاحب کو دیکھ ہقا بقارہ گئے۔

اتنے سالوں بعد دادو آکر ان کی اس ڈرامائی انداز میں اپنے پرانے رشتے داروں سے ملاقات ہو گی...ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی۔

وہ بھی کیا ہی دن تھا جب بے بی ان تینوں بے وقوف لڑکیوں کے ساتھ مارکیٹ نکلی ہوئی تھی...اور اس کی ملاقات وحید صاحب اور ثمینہ سے نہ ہو پائی تھی۔

جب سے عباد کو معلوم ہوا کہ فرجاد کی فیملی اس کے بچھڑے ہوئے رشتے دار ہیں، تب سے ہی اس کا فون پہ رابطہ اس گھر سے بنا ہوا تھا۔ہاں...البتہ ایک سرد دیوار تو تھی ہی ان دونوں گھرانوں کے بیچ جس کو ختم کرنے کیلئے کوشش دونوں طرف سے ہی نہ ہو رہی تھی۔

یہ پہلا موقع تھا...جب دعوت کا تبادلہ ہوا تھا...یقیناً اس سرد دیوار کے پگھلنے کا وقت ہوا چاہتا تھا۔

☆...☆...☆

اس خاندان کے سارے لڑکے سائنس کے طالب علم تھے جبکہ تینوں

بے وقوف لڑکیاں آرٹس سے منسلک تھیں کیونکہ ان کو پڑھائی سے نہیں... سائنس سے ڈر لگتا تھا... بلکہ فرجاد بھائی سے ڈر لگتا تھا جو کہ بہت سخت ٹیچر تھے۔

سارا خاندان پڑھا لکھا اور تعلیم کے شعبے سے منسلک تھا۔بقول اشعر کے... 'ہم نے سب کو پڑھانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے... پر اپنے ہی گھر کی لڑکیوں کو نہ پڑھا سکے۔تف ہے ہم پہ!'

(ہاں... آرٹ ان کے لئے تعلیم نہ تھی۔)

وہ تینوں لڑکیاں پڑھائی سے نہیں... سروں سے ڈرتیں تھیں۔امتحان میں، ان کی خرانٹ شکلیں دیکھ کر راتوں کو جاگ جاگ کر جو رٹے لگائے تھے، وہ بھی بھول جاتیں تھیں۔ پھر ناچار ان کا آرٹس میں داخلہ کروایا گیا۔خیال تھا کہ ان کو بی ایڈ کروا کر اسکول میں نوکری دلوائی جائے تاکہ مستقبل کے معماروں کا باقاعدہ ستیا ناس کروایا جائے۔

کچھ بھی تھا مگر...

اس گھر کی شام بہت خوبصورت تھی۔

نہا دھو کر، فرش وغیرہ دھو کر، چارپائیاں بچھا کر سارے گھر کے افراد مل کر اس وقت بے بی کے ہاتھ کی بنی چائے پیتے تھے، اور سامنے والی میمن بیکری کے پین کیک چائے میں ڈبو ڈبو کر کھاتے اور سارے دن کی مصروفیت ایک دوسرے کو بتاتے تھے۔

اس وقت وہی قصے کہانیاں بتائے جا رہے تھے۔

"مینا بازار میں تو کچھ تھا ہی نہیں..." غیر دلچسپی سے دری نے بتایا تھا۔

"اور مجھے تو لڑکیوں کی سمجھ نہیں آتی جو چوڑیوں اور مہندی کے اسٹالز پہ بلاوجہ ہی انتارش کر کے کھڑیں ہوئیں تھیں۔ عجیب Over-Excited سی لڑکیاں... مجھے تو بالکل نہیں پسند یہ شوخ چنچل سی نازک لڑکیاں۔"

روحی کی باتوں پہ صفورا بیگم کو پتنگے لگے۔ "ارے تم لوگوں کی عقلوں پہ تو پتھر پڑے ہیں جو تم خود لڑکیاں ہو کر... ایسے لڑکیوں کے شوق کو اڑو نگ بڑو نگ بول رہی ہو۔"

"اور نہیں تو کیا بھابھی... بے بی بتا رہی تھی کہ لڑکیوں نے اپنے ہاتھ کے سیے ہوئے کپڑے بھی اسٹالز پر بیچ رہیں تھیں... اور کپڑے وہ سارے بھی کافی خوبصورت تھے، مگر یہ تینوں تو بس چاٹ اور قلفی ہی چاٹتی رہیں سارا وقت۔ "خالدہ بیگم نے بھی جلاپے کے ساتھ جتایا۔

"لڑکیاں کتنی سلیقہ مند ہوتی ہیں مگر ہماری لڑکیوں کو تو سلیقہ چھو کر بھی نہیں گزرا۔" بے بی ان کے بیچ بیٹھتے ہوئے بولی۔ "ان لڑکیوں کو نہ کھانا بنانے آیا ڈھنگ کا... نہ سلائی کڑھائی میں کوئی دلچسپی۔"

مردوں اور لڑکوں کی اپنی ہی باتیں جاری تھیں۔

"سلائی کٹائی جیسے غیر مہذب کام ہم سے نہیں ہوتے۔" دری نے فوراً کہا تھا۔

"اب ایک نئی ہانک سن لو اس کی۔" صفورا بیگم نے اپنی بیٹی کی بات پہ سر پیٹا۔ "سلائی کٹائی بھی اس کیلیے غیر مہذب کام ہے۔"

"بڑی بھابھی... ٹھیک تو کہہ رہی ہے دری۔ آخر کپڑوں کے بھی کچھ حقوق

ہوتے ہیں۔" مٹھی نے کہا۔

"اور نہیں تو کیا... کپڑے بے چارے اپنے وجود کو تار تار ہوتا دیکھ کس قدر بے بس محسوس کرتے ہوں گے۔" روحی بولی۔

"فی الحال تو میں خود کو بے بس محسوس کر رہی ہوں کہ کیسی نکمیاں لڑکیاں اس گھر میں پیدا ہوئیں ہیں..." خالدہ بیگم بھی اپنی بیٹی کے نادر خیالات جان کر صدمے سے گرنے کو تھیں۔

"یہ باتیں چھوڑیں...اور میں آپ کو مزے کا ایک قصہ سناتی ہوں کہ میڈم مشرف اسٹیج سے کیسے گریں۔" مٹھی یہ قصہ پہلے ہی صفورا بیگم کو سنا چکی تھی۔اب وہ خالدہ بیگم کو بتا رہی تھی۔

"جب تم بڑی بھابھی کو سنا رہی تھی، تبھی میں نے سن لیا تھا۔" وہ سننے کے موڈ میں نہ تھیں۔

"یہ تو غلط بات ہے...ہمیشہ آپ ایسا کرتی ہیں..."

مٹھی نے منہ بسورا۔

www.novelsclubb.com

روز کی باتیں وہ تینوں الگ الگ ہر کسی کو سنانے کی عادی تھیں... کہ ان کے اور کوئی شوق نہ تھے، اور وقت گزاری کیلیئے یہی تفریح انہوں نے اپنے پاس رکھی ہوئی تھی مگر... پھر بھی کب تک اس تفریح سے دل بہلایا جا سکتا تھا؟

☆...☆...☆

رویت ہلال کمیٹی کے ملوں کے اعلان کا انتظار تھا کہ عید کس تاریخ کو ہونی ہے، اور خیر سے انہوں نے وقت پہ ہی تاریخ دے ڈالی تھی۔

عیدالاضحیٰ اگلے ہفتے ہی تھی۔ پھر اس کے اگلے ہفتے سجل کی شادی... مطلب بس ہر طرف افرا تفری ہی پھیلی ہوئی تھی۔ لڑکوں نے عید کے ساتھ ساتھ شادی کی تیاریاں بھی مکمل کر لیں تھیں، جبکہ بھابھیوں کے ساتھ بے بی ابھی تک سر پیٹ رہی تھی... کہ وہ تینوں بے وقوف لڑکیاں ابھی تک سر جھاڑ منہ پھاڑ بس بکروں کے ساتھ پکڑم پکڑائی کھیلنے میں مصروف تھیں۔

ہاں جی... پرسوں ہی تین بکرے قربانی کیلیئے منگوائے گئے تھے، اور وہ تینوں انہی کے ساتھ لگی رہتیں تھیں۔ چھٹی کا موقع دیکھ اشعر، سائر اور مائر تینوں بکروں

کو گھمانے پھرانے کیلئے لیکر باہر ابھی نکلے ہی تھے کہ صفورا بیگم نے ان تینوں کو دھر لیا۔

"کون بے وقوف عید کے بعد والے ہفتے میں شادی رکھتا ہے؟" دری نے سنتے ہی غیر دلچسپی سے کہا۔

"بے بی! کیا ہم تینوں بھی بکروں کے ساتھ جائیں...؟" روحی نے بڑی آہستگی سے پوچھا تھا۔

بے بی جو کاپیاں چیک کرنے میں مصروف تھی، غصے سے پلکیں اٹھا کر اس نے روحی کو دیکھا۔ "کیا کہا تم نے؟ میں نے سنا نہیں۔" دانت پہ دانت جماتے ہوئے وہ بولی۔

"ابھی بکرے زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔... تو ہم بھی گھوم کر آتے ہیں۔" مٹھی نے وضاحت دی۔

خالدہ بیگم اور صفورا بیگم کا بس نہ کر رہا تھا کہ وہ اپنے اپنے سر دیواروں پر مار دیں۔

www.novelsclubb.com

''پتا نہیں یہ تینوں نمونیاں سسرال میں جا کر کیا گل کھلائیں گی؟'' بے بی نے ضبط کی حد کو چھوتے ہوئے صبر کا مظاہرہ کیا۔تینوں لڑکیوں نے سر کھجایا جیسے کوئی وجہ تلاش کرنے کے بارے میں سوچ رہیں ہوں۔ان کو دیکھ بڑی بھابھی بولیں۔

''ہمارے خاندان کی ساری لڑکیاں آنکھ کی اندھی، گانڈھ کی پوری ہیں۔''

''آئے ہائے لڑکیاں ہیں ہی کتنی آپ کے خاندان میں؟'' دری نے احتجاجاً کہا۔

''بس تین...! ہنہ'' مٹھی انگلیاں اٹھاتے بولیں۔

''تین ہیں...ایک دو اور ہوتی تو پتا نہیں کیا حال ہوتا۔'' بے بی ترتیب سے کاپیاں چیک کرتے ہوئے بولی۔''اب شادی میں جانا ہے اور تیاری کسی کی بھی پوری نہیں ہے۔کپڑے، سینڈل، میک اپ اور پارلر بھی جانا پڑے گا ان تینوں نمونیوں کو ساتھ لے کر۔'' بے بی کا درد سر تھا کہ وہی ان تینوں لڑکیوں کو ڈیل کرنے والی تھی۔ چلو...گھر میں تو جیسے تیسے چل جاتا مگر جب دعوت ملتی تو بے بی کو ان تینوں پر سر سے پیر تک سخت محنت کرنی پڑتی تھی...پھر کہیں جا کر ان تینوں

www.novelsclubb.com

کے چہروں کے خدو خال ظاہر ہونا شروع ہوتے تھے۔

بڑی بھابھی، چھوٹی بھابھی اور بے بی تینوں وقت پہ آئی برو ز بنواتیں، بالوں کو رنگ لگواتیں... ہر وقت ٹپ ٹاپ رہتی تھیں مگر وہ تینوں لڑکیاں منہ پھاڑ سر جھاڑ گھر میں گھومتی رہتی۔ ہمیشہ کی طرح بڑی بھابھی نے ان تینوں لڑکیوں کی ذمہ داری بے بی پر ڈالی تھی۔

کپڑے لینے تھے، جوتے لینے تھے، تھوڑا بہت میک اپ اور پارلر بھی جانا تھا۔

بے بی کیلئے یہ سب مینج کرنا بہت مشکل ہوتا تھا۔ صبح کالج جانا... پھر کالج سے واپس آکر گھر کے کام... ان کاموں میں سے بڑی مشکل سے کچھ وقت نکلتا تھا کہیں بھی جانے کیلئے...

اوپر سے وہ تینوں لڑکیاں بہت ہی عجیب تھیں۔ ایک ہی چپل پہنتیں جو گھس جاتی پھر ہی دوسری لیتیں۔ جو پیسے جیب خرچ کیلئے ملتے وہ بس کھانے پینے میں خرچ کر دیتیں تھیں۔ اس لئے وہ تینوں کوئی سوکھی پتلی سڑی ہوئیں نہ تھیں... بلکہ

www.novelsclubb.com

اچھی خاصی جاندار اور بھری بھری معلوم ہوتیں تھیں۔(موٹی نہ تھیں... مگر آج کل کی سوکھی سڑی لڑکیوں کی طرح بھی نہ تھیں۔)شوق نہ میک اپ کا... نہ کپڑوں کا... اس لئے جب کبھی کوئی دعوت آتی تو ہر بار نئے سرے سے تیاریاں کی جاتی۔

''انسان کو کچھ تو تیاری رکھنی چاہئے نا... اتنا کہتی ہوں کہ سیل لگتی ہے... جانی کے دکان سے لے لو... پر تم لوگ سنتے ہی نہیں۔''

''ہمارا جانا کوئی اتنا لازمی بھی نہیں ہے۔'' دری نے کہا۔

''ہاں ہاں پڑی رہو ہمارے سینوں پہ مونگ دلنے کیلئے۔'' بڑی بھابھی نے ڈانٹا تو وہ مسکین سی شکل بنا کر بے بی کی طرف دیکھنے لگی۔

''صحیح کہہ رہی ہے بھاجائی! لوگوں میں اٹھو بیٹھو گی نہیں تو لوگ جانیں گے کیسے؟ پہچانے گے کیسے؟'' بے بی نے سمجھایا۔

''سجل نے ابھی بی ایس سی پاس کیا ہے... اور اس کی شادی ہو رہی ہے... اتنا اچھا رشتہ ہو رہا ہے اس کا ماشاءاللہ۔'' خالدہ نے کہا۔

"ہاں فرجاد بتارہا تھا کہ میڈیکل کالج میں پڑھاتا ہے لڑکا۔" بے بی نے کہا۔

"سارے پڑھانے والے لوگ تو اسی خاندان میں جمع ہو گئے ہیں۔" مٹھی بڑبڑائی۔

"ہاں تم تینوں کے علاوہ۔" صفورا بیگم نے گھورا تو وہ تینوں اپنے منہ چھپانے لگیں۔ "نہ پہننے، اوڑھنے کا شوق نہ بننے سنورنے کا... بس پین کیک چائے میں ڈبوڈبو کر کھاتی رہو۔" صفورا بیگم نے مزید سیخ پا ہوتے کہا۔ "بے بی ان کو لے جاؤ... شام کو ساری تیاریاں کر لیں۔"

"جی جی بھاجائی!" بے بی نے آرام سے کہا۔ "چلو آج شاہی بازار چلتے ہیں۔"

"وہ کاپیاں سمیٹتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اور وہ تینوں منہ بنانے لگیں۔

ان کے لئے شاپنگ، دنیا کا سب سے بورنگ کام ہوتا تھا... اور بے بسی کی انتہا کہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسی کے لئے تیاریاں کرنے لگیں تھیں۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں، جو بھلائے نہیں بھولتے۔ حالانکہ ان کا بھلا دینا ہی بہتر ہوتا ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ کسک بن کر دل میں رہتے ہیں، اور زخم تازہ کی طرح دُکھتے رہتے ہیں۔

ان کی یاد دُکھ دیتی ہے۔

مگر کبھی کبھی دُکھ دینے والی یادیں بھی تو اچھی لگتی ہیں نا... تو ایسی ہی ایک یاد 'سجل' بھی ہے جو جب بھی اسے یاد آئی... اسے لگا جیسے کوئی اس کے دل کو نوچ رہا ہے۔ خوامخواہ ہی اس کی آنکھوں میں نمی اتر آتی تھی... وہ ایسا محسوس کرتا جیسے وہ سجل کا مجرم ہے۔

ایسا مجرم جس کا قطعاً ارادہ نہ تھا 'جرم' کرنے کا... مگر جرم ہو گیا ہو۔

اور ایسا جرم جو کسی کو نظر نہ آئے... اس کی سزا بہت اذیت ناک اور طویل ہوتی ہے... کیونکہ اپنے جرم کا صرف مجرم کو ہی پتا ہوتا ہے۔

ضمیر کی عدالت روز اسے نئے سرے سے سزا سناتی ہے، اور وہ لہو لہو ہوتا رہتا ہے۔ شاید وہ کبھی اس خلش سے آزاد نہ ہو پائے، جو پھانس بن کر اس کے دل میں

اٹکی ہوئی ہے۔ جس کی چبھن تنہائی میں اور بڑھ جاتی ہے۔

ہاں سجل اس کیلیئے پھانس ہی تھی۔

جو اسے سوچوں کے دلدل میں آہستہ آہستہ ڈبونے کیلیئے تیار کھڑی تھی۔

"میں تمہارا سامنا نہیں کر سکوں گا۔" اس کی گرفت پیپر ویٹ پہ سخت ہوئی تھی۔ "تم میرے سامنے کبھی مت آنا... مجھ سے کبھی نہ ملنا۔"

وہ اپنی سوچوں کو جھٹک کر ایک بار پھر اپنے کام میں دل لگانے کی کوشش کرنے لگا، مگر دل بار بار کسی نہ کسی بہانے سے واپس انہی سوچوں کی طرف دھکیلنے لگتا۔

"کاش! سجل قریشی... ہم ملے ہی نہ ہوتے۔" اس نے دکھ سے سوچا۔

"یا شاید مجھ سے محبت کا جرم نہ ہوا ہوتا... جو مجھے تم سے شرمسار کر گیا۔"

یہ سوچیں اسے مزید زمین میں دھنسا رہیں تھیں۔

"میرے سامنے مت آنا... کبھی مت آنا... ورنہ میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔"

تھک کر اس نے کرسی سے ٹیک لگا لیا اور آنکھیں موند لیں۔

☆...☆...☆

پچھلی شام وہ شاپنگ سے ناکام نامراد واپس لوٹ آئیں تھیں۔ سب نے برقعے پہنے ہوئے تھے۔ بے بی کا سخت موڈ خراب تھا۔ چارپائی پہ بیٹھی بھابیوں نے انہیں غور سے دیکھا تھا۔ ان کے ہاتھ خالی تھے۔

”کوئی ڈھنگ نہیں ہے آپ کی بیٹیوں میں... نہ شاپنگ کا... نہ پسند کا...

“ بے بی نے برقعہ اتارتے ہوئے اعلان کیا تھا۔

”کیا ہوا؟“ صفورا بھابی پوچھنے لگی۔

”یہ نمونیاں ذرا قابل نہیں ہیں شاپنگ کرنے کی۔“ وہ کولر کی طرف پانی پینے کی نیت سے جاتے ہوئے بولی۔

”ارے ہوا کیا؟“ اب خالدہ بیگم پوچھنے لگی۔

”میرا دماغ گھوم رہا ہے ان کے ساتھ بول بول کر... اب مجھ میں ہمت نہیں ہے مزید کچھ بولنے کی۔“ بے بی کولر سے گلاس بھرتے بے زاری سے بولی تو خالدہ اپنی بیٹی کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"اوہو اب کچھ پھوٹو بھی منہ سے۔" خالدہ بیگم دھاڑیں تو روحی فر فر بولنے لگی... جس کا خلاصہ یہ تھا کہ فضول رنگ تھے، کڑھائی والے کپڑے بالکل بھی اچھے نہیں تھے، وہی سلمیٰ ستارے ٹشو دوپٹہ... سلک کی شلوار... چپل بھی بالکل فضول ڈیزائن کے دھا پوڑے۔ کچھ بھی اچھا نہیں تھا۔ روحی کے بتانے پر دونوں بھابھیوں نے سر پیٹا۔

"اف... ایک تو چھٹی کر کے وہ تم لوگوں کو شاپنگ کرنے کیلئے لے کر گئی... اب بار بار تو نہیں لے کر جائے گی۔ کچھ تو لینا تھا ناں..." بڑی بھابھی نے ڈانٹا۔

"لیکر تو آئے ہیں۔" تینوں لڑکیوں نے ایک ہی ساتھ بولتے برقعوں میں چھپے ہاتھ کھڑے کئے... تو تینوں کے ہاتھ میں کچھ تھیلیاں تھیں... جس میں گول گپے، چاٹ، سموسے پکوڑے اور پشم (کوٹن کینڈی) نمایاں تھے۔

"کوئی ایک لڑکی تو ڈھنگ کی عطا کی ہوتی اللہ میاں نے!" بڑی بھابھی نے دہائی دی جسے وہ تینوں نمونیاں آن سنی کرتی، کچن میں گھس گئیں۔

...اور تھوڑی دیر کے بعد وہ سب رل مل کر یہ سب کھا رہیں تھیں جن میں دونوں بھابھیاں اور بے بی خود بھی شامل تھیں۔

☆...☆...☆

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ مسئلہ کیا ہے جو تم مٹیاری نہ جانے کے اتنے بہانے کر رہے ہو...؟"

ناشاد صاحب نے تحمل کے ساتھ سوال پوچھا تھا۔

"ابا... میں کتنی بار کہہ چکا ہوں کہ میں ایک فضول سی دعوت کیلئے اپنے کام نہیں چھوڑ سکتا۔ عیدالاضحیٰ کا موقع ہے، دوستوں کی دعوتیں ہیں... میرے کالج کے کام ہیں... پھر آپ سب مٹیاری جائیں گے تو اس گھر کی رکھوالی کیلئے کوئی تو پیچھے بھی ہونا چاہیئے۔"

وہ سارا دن جو جو بہانے سوچتا رہا... وہی ہیر پھیر کرتے ہوئے بتاتا گیا۔

بھابیوں کے ساتھ بے بی بھی فرجاد کی بہانے بازیاں سن رہی تھی۔ بے بی پچھلے دو تین دن سے ہی نوٹ کر رہی تھی کہ فرجاد کا مزاج یکسر ہی بدل گیا تھا۔ وہ

کم گو تو تھا ہی، مگر اب وہ بات ہی بہت کم کرنے لگا تھا۔ کھانا اسکپ کر جاتا... گھنٹوں اپنے کمرے میں بند رہتا۔ بلانے پہ ہی باہر آتا...

ورنہ عیدالضحیٰ کے موقع پر سب سے پر جوش وہی ہوتا تھا... کہ گوشت وغیرہ کھانے کا وہ بے حد شوقین تھا... مگر اس بار کی عید میں فرجاد کے مزاج میں بہت بے زار پن، محسوس ہو رہا تھا۔

"پہلی بات کہ مٹیاری والی دعوت کوئی فضول دعوت نہیں..." ناشاد صاحب نے انگلی اٹھا کر فرجاد کو تنبیہ کیا۔ "وحید بھائی تمہارے چاچا ہیں... اور ان کی بیٹی، اس گھر کی بھی بیٹی ہے... تو اس کی شادی میں سب کی شرکت لازم ہے۔ "ناشاد صاحب کی آواز میں ایک رعب تھا... جیسے ان کی بات پتھر پہ لکیر ہو چکی ہے۔"... اور اس گھر کو پیچھے کسی کی رکھوالی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ گھر کی دیواریں بھی بہت اونچی ہیں اور تالا بہت اچھے سے چار دن حفاظت کر سکتا ہے۔" وہ کہتے ہوئے سانس لینے کیلئے دو لمحہ رکے۔ پھر بولے۔ "اور تمہارے دوستوں کو جو دعوتیں کرنی ہیں... عید کے فوراً بعد سے کرنا شروع کر دیں... ورنہ چار دنوں میں

گوشت ختم نہیں ہو جائے گا۔ واپس آ کر جتنی دعوتیں اڑانی ہو... اڑا لینا۔"

"فرجاد کوئی اور مسئلہ ہے تو تم ہم سے ڈسکس کر سکتے ہو۔" بے بی نے پہلی بار اس سے براہ راست ایسا سوال کیا تھا۔ فرجاد نے بے بی کی طرف ایک نظر دیکھا۔ کہیں اس کے دل کا چور پکڑا تو نہیں گیا تھا؟

"ٹھیک ہے... جیسا آپ کہیں۔" وہ ضبط کر کے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کمرے سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔

"میرا بیٹا کبھی ایسا نہیں تھا... پھر اب کیوں ایسے کر رہا ہے؟" صفورا بیگم فکر مند ہوئی۔

"شاید ورک اسٹریس ہو گا۔" بے بی نے صفورا بیگم کو تسلی دینا چاہی... جبکہ وہ خود پریشان تھی۔ اس پریشانی کی وجہ یقیناً وہ چور تھا جو بے بی نے بالآخر پکڑ لیا تھا۔

☆...☆...☆

دادو میں تو ان تینوں لڑکیوں کے پسند کے کپڑے نہ مل سکے تو جلدی سے آن لائن منگوائے گئے۔ کپڑے ملتے ہی ان کپڑوں کو دادو کی مشہور "پھیشن ڈیزائنر

www.novelsclubb.com

مہران مہربان' کو بھجوا دیئے گئے۔ مہران مہربان نے ان کے سارے کپڑے فٹافٹ تیار کر کے بھجوا بھی دیئے تھے۔اس بیچ پارلر کا بھی ایک چکر لگ چکا تھا... گھر کے تمام ٹوٹکے بھی آزما لئے گئے تھے، دبی دبی شخصیت ابھرنے لگی تھی... مطلب ان تینوں لڑکیوں کے سارے کام جیسے بے بی نے چاندرات تک نبٹا ہی دیئے تھے ۔اب اگلے تین دن... عید کے تھے، جس میں کرنے کو اب بس چھوٹے موٹے کام رہ گئے تھے۔

عید کا دن تھا...اور ہر عید کے دن کی طرح... صبح صبح ہی ناشاد صاحب نے سب کو اٹھانے کا اپنا ٹھیکہ پورا کیا تھا۔وقت پہ سب تیار ہو کر نماز پڑھنے کیلئے جا چکے تھے۔وہ سب ہمیشہ سے ہی عید گاہ میں عید کی نماز ادا کرتے تھے، جو چاندنی چاک سے نکل کر پاس والے شاہانی محلے میں تعمیر تھا۔

مردوں اور لڑکوں کے جانے کے بعد بھابھیاں ناشتے اور میٹھے کے انتظام میں لگ جاتیں۔بے بی اور لڑکیاں پہلے گھر کا حلیہ ٹھیک کرتی... پھر اپنا اپنا حلیہ ٹھیک کر کے بھابھیوں کا ہاتھ بٹا دیتیں۔اس بیچ بھابھیاں تیار ہوتی...

مردوں اور لڑکوں کے آنے کے بعد عید کی مبارکباد کا تبادلہ ہوتا... عیدی بانٹی جاتی... ناشتہ اور میٹھا کھا کر وہ سب مخدوم بلاول کی طرف سفر کیلئے نکل جاتے۔

مخدوم بلاول نامی یہ گاؤں دادو سے بیس منٹ کی مسافت پہ تھا۔ وہاں ایک بزرگ کا روضہ تھا۔ ناشاد صاحب اور شاہزاد صاحب کے باپ داداؤں کی قبریں اسی مقدس مقام پہ تھیں۔ اسی روضے کے مدِ مقابل گاؤں تھا جہاں انہوں نے اپنا بچپن گزارا تھا۔ آج بھی ان کا وہ چھوٹا سا گھر وہاں موجود تھا۔ وہیں لڑکیوں اور عورتوں کو چھوڑ کر مرد اور لڑکے قبروں پہ فاتحہ کیلئے آ جاتے۔ ان کی قبروں پہ پانی کا چھنکار کرتے... گلاب کی پنکھڑیاں نچھاور کرتے۔

بے بی، بھابھیاں، گاؤں کی عورتوں سے ملتیں... لڑکیاں... گاؤں کی لڑکیوں کے ساتھ روضہ کے پاس لگے میلے کی سیر کو نکل پڑتیں۔ ہمیشہ کی طرح اچھی مٹھائی (کھوپڑے سے تیار کی گئی خاص مٹھائی) پہ وہ تینوں ٹوٹ پڑیں تھیں۔ جو پیلی چٹنی کے ساتھ سموسے کھانے کا یہاں مزہ تھا... ایسا کہیں اور نہ تھا۔ وہ انہی

www.novelsclubb.com

سموسوں پکوڑوں کو کھانے کیلیئے عید کا انتظار کرتیں تھیں، کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ ہر عید پر... یہ سب سلسلہ... صرف لڑکیوں کا نہیں... باقی سب کا بھی معمول تھا۔

قبروں سے واپسی پر لڑکے اوطاق (بیٹھک) میں بیٹھ کر اپنی بات چیت کرتے جبکہ مرد حضرات دوپہر کے کھانے کا انتظام دیکھتے۔ یہ بھی عید کی خوشیوں کو منانے کا ایک خاص بہانا تھا۔ چاہے عیدالفطر ہو... یا عیدالاضحیٰ... عبدل چاچا (جو گاؤں کا حجام تھا جسے عام زبان میں نائی بھی کہا جاتا ہے۔) دیگ میں مزیدار سندھی پلاؤ بناتا تھا گوشت کے ساتھ... جس کو بناتے ہوئے مرد حضرات اپنی باتیں بھی کر لیتے تھے... تو کھانے کا کھانا بھی ہو جاتا۔ عصر کے وقت گاؤں سے واپس دادو آیا جاتا...

عیدالفطر کا موقع ہوتا تو یقیناً اب سب آرام کی تیاریاں کرتے... مگر چونکہ عیدالاضحیٰ کا موقع تھا... تو فرجاد بھائی نے قصائی کو بلوایا... فوراً دو بکرے اللہ کی راہ میں قربان کیئے... مغرب تک گوشت کو محلے میں بٹوا دیا اور رات کو باربی کیو کا

سارا سیٹ اپ شروع ہو گیا۔ مصالحے وغیرہ کی تیاری صبح ہی بے بی اور بھابھیوں نے کر لی تھی... جبکہ لڑکوں نے کوئلے وغیرہ کا سارا انتظام اپنی مدد آپ کے تحت کیا تھا۔

دوسرے دن تیسرا بکرا بھی قربان کیا گیا اور گوشت کو مصالحے وغیرہ لگا کر فریج میں ڈال دیا گیا تھا۔ تکہ بوٹی، کباب، ران، منڈھی، پائے... آئے ہائے ہائے... کیا لطف آرہا تھا۔

اسی سے اندازہ لگالیں کہ تین دن انہوں نے کیا ہی خوب گوشت کے مزے لوٹے ہوں گے...

☆...☆...☆

”پتا نہیں وہ کون سی لڑکیاں ہوتی ہیں جن کی ہرنی جیسی چال ہوتی ہے... ہمارے گھر کی تینوں لڑکیاں تو کبھی دروازے پر جا کر ٹکراتی رہتی ہیں تو کبھی ٹیبلوں، کرسیوں سے گھٹنے اور کہنیاں تڑواتی پھرتی ہیں۔“

خالدہ بیگم کی صبح صبح ہی مداح سرائی شروع ہو چکی تھی۔

صبح صبح ہی ان کی بیٹی نے دودھ جو گرادیا تھا۔

نہیں نہیں قصور روحی کا نہیں تھا... بلکہ پتیلے کا تھا جو اس کے ہاتھ سے ریت کی طرح پھسل گیا۔ حتیٰ کہ وہ فرج کے دروازے سے ٹکرا کر گری تھی مگر وہ تینوں پہلے ہی کون سا کبھی اپنی غلطیاں مانتی تھیں؟

"مجھے تو یہی ٹینشن کھائے جارہی ہے کہ مٹیاری میں پورے سندھ سے خاندان والے اور دور پرے کے رشتے دار آئیں گے... ان کے سامنے یہ لڑکیاں تو ہمیں ذلیل کروا کر رہیں گیں۔"

صفورا بیگم نے تنک کر کہا۔

"سنا ہے لاڑکانے سے بھی بڑے بڑے لوگوں کی تشریف آوری متوقع ہے۔" بے بی نے ابھی کہا ہی تھا کہ صفورا بیگم اور خالدہ بیگم نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا، پھر بے بی سے باری باری پوچھنے لگیں۔

"آئے ہائے... وہ بھی آرہی ہے کیا؟"

"پھر تو بہتر ہے کہ ہم نہ ہی چلیں۔"

"کیوں ناں چلیں؟" بے بی اپنا بیگ پیک کر رہی تھی۔اسی میں مصروف دکھائی دی۔

"مگر وہ خبطی عورت مجھے ایک منٹ برداشت نہیں۔"صفورا بیگم نے جھرجھری لی۔

"پھر وہ کتنا اول فول بولتی ہے...اور سنا ہے اس کے شوہر نے طنزیات میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے۔" خالدہ بیگم نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

"ہمیں کیا لینا دینا... ہم تو بس عباد اور سجل کی خوشی کیلیئے وہاں جا رہے ہیں۔ باقی کسی کو منہ ہی نہیں لگائیں گے۔"بیگ کی زپ بند کرتے ہوئے بے بی اٹھ کھڑی ہوئی اور ہاتھ جھاڑنے لگی۔"یاد رکھیں بھابھی...ہر انسان کی عزت اس کے اپنے ہاتھ میں ہوتی ہے...جو جتنا اپنی عزت کو محفوظ رکھے گا... اتنی عزت بچائے گا۔"بے بی کے انداز بدلے معلوم ہوتے تھے۔

"بے بی! تم کوئی پنگا شنگا کرنے کیلیئے تو نہیں جا رہی ہو ناں...؟" خالدہ بیگم ہمیشہ سے ہی دور اندیش عورت تھی۔فوراً سمجھ جاتی تھی۔

"پنگا شنگا کرنے کی نیت تو نہیں پر...ہاں...ہو تو کچھ بھی سکتا ہے...کیونکہ شادی ہے...رشتہ دار ہیں...سو دماغ...سو زبانیں...لاکھوں باتیں..." بے بی ان کے پاس آتے ہوئے جگہ بنا کر بیٹھ گئی۔"...پنگا شنگا تو ہو گا...میری Guts Feeling(دل کی آواز...)بہت کچھ کہہ رہی ہے مجھ سے۔"

کل وہ سب اللہ اللہ خیر صلوہ مٹیاری کیلئے نکل رہے تھے۔

مٹیاری میں ان سب کا چار دن رکنے کا پروگرام بنا تھا۔بیٹھے بٹھائے لڑکیوں نے بھٹ شاہ گھومنے کا پروگرام بھی بنالیا تھا۔(وہاں کی برفی پر وہ تینوں جان جو دیتی تھیں۔)اوپر سے دری نے تو سہون شریف جانے کی بھی رٹ لگائی ہوئی تھی مگر، چونکہ مٹیاری اور سہون کا Route بہت ہی الگ تھا،اس لئے اس کی بات رد کر دی گئی تھی۔

سب اپنے اپنے بیگ اور سامان وغیرہ پیک کرنے میں مصروف تھے۔

"بھئی کوئی بھی پنگے شنگے ہوں...مجھے فرق نہیں پڑتا...بس اللہ سے دعا کروں گی کہ وہ پنگے شنگے ہماری ہونہار اولادوں کی وجہ سے نہ ہوں۔"صفورا بیگم

www.novelsclubb.com

نے پوری قیاس آرائیاں سن کر اپنا تجزیہ دیا تھا۔

”ہاں بس اللہ عزت رکھ لے... کیونکہ اگر ان تینوں کی وجہ سے وہاں کچھ بھی ہوا... تو بھول جائیں کہ ہماری لڑکیوں سے کوئی خاندان والے رشتہ بھی کریں گے۔“ خالدہ بیگم نے بھی تبصرہ ریکارڈ کروایا۔

”میری تو کوشش ہو گی کہ عورتوں کی غیبتیں سننے سے اچھا ہے ان تینوں کو میں اپنے ساتھ ہی رکھوں۔“ بے بی نے بھابھیوں کی پارلیمنٹ میں بل پیش کیا جس کو دونوں بھابھیوں نے پاس بھی کیا۔

”بہت اچھا سوچا...“ خالدہ بیگم نے سر اثبات میں ہلایا جبکہ صفورا بیگم نے برا منہ بنایا۔

”ویسے بھی وہاں ثمینہ ہو گی... اور ثمینہ سے تم جتنا ہی دور رہو... اچھا ہے۔

“

”میری سہیلی اور ہم جولی رہی ہے... اسے ہینڈل کرنا مجھے خوب آتا ہے، اس کیلئے اس کی فکر نہ کریں۔“ بے بی نے بڑے واضح انداز میں کہہ دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

دونوں بھابھیاں بے بی کو حیرت سے دیکھتی رہیں... شاید بے بی مٹیاری جانے کو بہت ہی عام سی بات سمجھ رہی تھی... جبکہ یہ عام بات نہیں تھی۔

یہ بہت بڑی حماقت تھی۔

کم از کم بے بی کیلئے...

انسان بھی عجیب چیز ہے...

وہ یا تو ماضی کی یادوں سے چمٹا رہتا ہے

یا

یکسر بھلا ہی دیتا ہے۔

☆...☆...☆

وقت کا تند و تیز دھارا اپنے ساتھ کتنے حادثات، کتنے واقعات اور کتنی زندگیوں کو بہا کر لے جاتا ہے، اس کا اندازہ حال کی پُر سکون موجوں سے لگانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ سمندر بظاہر بڑا پر سکون نظر آتا ہے... لیکن اس کے اندر کتنے

طوفان چھپے ہوتے ہیں... اس کا پتا اس وقت چلتا ہے جب ہوا کے تھپڑے اس کی سطح پر تازیانے لگاتے ہیں۔ بپھری ہوئی لہریں راستہ کی ہر رکاوٹ بہا کر لے جاتی ہے۔ ہر شے تہہ و بالا ہو جاتی ہے۔ محض کھنڈر رہ جاتے ہیں۔

گاڑی کی پچھلی سیٹ پر... تینوں لڑکیوں کے درمیان میں بیٹھی بے بی خاموش مگر بیزار تھی۔

ٹیاری، حیدر آباد سے آدھے گھنٹے کی مسافت پہ تھا... جبکہ ٹیاری کا دادو سے مفاصلہ تقریباً ساڑھے تین سے چار گھنٹے کا تھا۔

سویرے نکلے تھے تو جلدی ہی پہنچ گئے تھے۔ چونکہ واٹس اپ پہ لوکیشن بھیج دی گئی تھی، اس لئے وہ آسانی سے گلی میں پہنچ چکے تھے۔ گلی میں تین چار گاڑیاں پہلے ہی رش کئے موجود تھیں۔ زور زور سے ہارن بجائے جا رہے تھے۔ کچھ آدمی اور لڑکے گھر کے دروازے پہ کھڑے گیٹ دھڑ دھڑ بجائے جا رہے تھے۔

دور سے ہی بڑا سا گھر لائٹس سے سجا نظر آ رہا تھا۔ (ظاہر ہے دن ہے تو لائٹس بند تھیں۔) لائٹس کا ایک پورا جال تھا جو پورے گھر، دیواروں، درختوں

اور گلی میں کھڑے کھمبوں پر لپٹا ہوا تھا۔

بڑی سی گلی میں کہیں ٹینٹ لگائے گئے تھے، تو کہیں کرسیاں رکھی ہوئیں تھیں۔

''اوہو... یہ دروازہ کیوں نہیں کھول رہے؟''

دیر تک گھر کا دروازہ بجاتے دیکھ کر مٹھی چڑ کر بولی تھی۔

''پتا بھی ہے کہ مہمان آرہے ہیں، پھر بھی دروازہ لاک کیا ہوا ہے۔''اشعر نے منہ بنانا۔

''نہیں بیٹا... ان کا مسئلہ ہے... وہ دینو کاکا۔''فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ناشاد صاحب نے کہا۔

''دینو کاکا؟''اشعر بڑبڑایا۔

''ہاں... جب تک وہ دروازہ نہ کھولے... کوئی دروازہ نہیں کھولتا۔''ناشاد صاحب نے بتایا۔

''ایسا کیوں...؟''اشعر حیران ہوا۔

"کیونکہ وہ کسی کو دروازہ کھولنے نہیں دیتا۔" بے بی جل کر بولی۔

"دینو کاکا! جلدی بھلا کھولو دروازہ۔" ناشاد صاحب کے پیچھے بیٹھی دری چلائی تو منہ موڑ کر ناشاد صاحب نے اسے گھورا۔

"اور تیز چلاؤ... تاکہ تمہاری آواز پہنچ ہی جائے... دینو کاکا کے پاس..." وہ سیدھا بیٹھتے ہوئے بولے۔ "پہلے ہی کم مسئلے نہ تھے دینو کاکا کے ساتھ... کہ عمر کی وجہ سے اب چل بھی نہیں پاتا ہوگا۔" ناشاد صاحب نے افسوس سے کہا۔

"پھر کیا ہم ایسے ہی گاڑی میں بیٹھے رہیں گے؟" مٹھی حد درجہ بے زار ہوئی۔ ویسے ہی اس کا موڈ آف تھا... اس لئے کہ... پیٹرول پمپ کے ٹک شاپ سے اشعر نے لیز نہیں لا کر دی تھی...

اسی وقت بڑے سے گھر کا دروازہ کھلا... اور ایک آدمی تیز تیز بولتا باہر نکلا۔

"چلو گاڑی پیچھے لو... گاڑی پیچھے لو۔"

وہ گاڑیوں کو پیچھے کرنے کے اشارے بھی ہاتھ سے کرتا جا رہا تھا۔

"کیا ہمیں واپس جانے کا کہہ رہے ہیں...؟" روحی نے روہانسی ہو کر پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"السلام علیکم ناشاد صاحب!"

اس بڑے سے گھر کے اندر سے نکلنے والا وہ کبڑا سا شخص تھا...جو ناشاد صاحب سے مخاطب ہوا۔"بس گاڑی کو ذرا سا پیچھے لیں۔اندر کی گاڑی نکلے تو آپ کو اینٹر کرواتا ہوں۔" کبڑا خان مودبانہ انداز میں بولا۔

"چلو گاڑی پیچھے لو۔"ناشاد صاحب نے اشعر سے کہا تو وہ گاڑی پیچھے کرنے لگا۔

"آپ بھی پیچھے کریں۔" کبڑا خان پیچھے گاڑیوں کو کہہ رہا تھا۔

عجب ہڑبوگ مچی ہوئی تھی۔ہارن...لوگوں کی آوازیں...اوپر سے کبڑا خان کی چیخ و پکار...تینوں لڑکیاں کبھی ادھر دیکھتیں...تو کبھی ادھر...

ان کی گاڑی جیسے ہی پیچھے ہوئی...اور گھر کے اندر سے پک اپ باہر نکلی...تو ان کی گاڑی کے بالکل پیچھے کھڑی ویگو سب گاڑیوں کو کراس کرتی... تیزی سے آگے بڑھی اور گیٹ کے اندر داخل ہو گئی۔

"دیکھو کتنا چالاک ہے۔ہمیں پیچھے کروا کے...اس گاڑی کو آگے آنے دیا

www.novelsclubb.com

تاکہ اس کی گاڑی کو پارک کرنے کی اچھی جگہ مل جائے۔" روحی نے تلملا کر کہا۔

"ہاں دیکھو تو بھلا... اب اس کی گاڑی ویگو تھی تو کیا اس کو پہلے جانے کا حق تھا...؟" اب مٹھی نے بھی مٹھیاں بھینچیں... تو لڑکیوں کے بیچ میں پھنسی بے بی نے ویگو میں جاتی اس شخصیت کو دیکھا جو وحید صاحب کے گھر کی چہیتی تھی۔

"اس شخصیت سے ہمارا کوئی مقابلہ نہیں تو تم سب چپ کر کے بیٹھو۔

" بے بی نے جل کر انہیں سرزنش کی۔

"چلو آگے بڑھو۔" کبڑا خان نے اشارہ دیا تو اشعر آگے بڑھا۔

ایک گاڑی پہلے ہی گیٹ میں داخل ہو رہی تھی۔

"اندر جگہ ہے؟" اشعر نے کبڑا خان سے پوچھا۔

"ہاں جی بہت ہے۔ چلیں۔" کبڑا خان نے بتایا تو اشعر آہستہ آہستہ گاڑی اندر لے جانے لگا۔

گیٹ کے اندر بڑا کھلا پارکنگ ایریا تھا۔ فواروں سے بنا، کشادہ گارڈن... کبوتروں، رنگ برنگی چڑیاؤں، زیبرا، ہرن، خرگوش، طوطے کیلئے

پنجروں سے سجاوہ انٹرنس بہت خوبصورت تھا۔ان سب چیزوں کو دلچسپی سے دیکھتی دری، گاڑی رکتے ہی دروازہ کھول کر باہر نکلی اور ناجانے کس چیز میں اس کا پیر پڑا کہ پورا چپ چپا ہو گیا۔

"آئی... یہ کیا ہے؟" نگاہیں زمین کی طرف گئیں تو کچھ عجیب سی چیز دیکھ کر ہڑبڑائی۔

"کیا ہوا؟" ناشاد صاحب گاڑی سے اتر کر پوچھنے لگے... اور اس چیز کو دیکھ کر ڈانٹنے لگے۔ "... نیچے دیکھ کر نہیں اتر سکتی تھی...؟"

"اب مجھے کیا پتا تھا کہ اتنے صاف ستھرے خوبصورت گھر کی زمین پہ یہ گوبر پڑا ہو گا۔" دری نے منہ بنایا۔

"اس لئے بزرگ کہتے ہیں... انسان کو سر جھکا کر چلنا چاہیئے۔" مٹھی بولی۔

"ویسے بزرگ صحیح کہتے ہیں... کبھی کبھی گرے ہوئے پیسے بھی نظر آجاتے ہیں۔" گاڑی سے اترتے ہوئے روحی بولی۔

"او... سوسوسوری سوری..." ایک لڑکا بھاگتا آیا... اور دری سے مخاطب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوا۔ ”میں آپ کے پیر دھلواتا ہوں۔“ وہ لڑکا خاصا گھبرایا ہوا تھا۔

”جاؤ... میز بانوں کے آنے سے پہلے پیر دھو کر آؤ...“ بے بی نے آہستہ سے اسے جانے کا کہا تو دری اپنا دوسرا پیر بچاتی، لنگڑاتی آگے بڑھی۔

”بے بی بی بی... کیسی ہو بیٹا؟“ وہ کبرا خان کی آواز تھی، جسے دری نے سنتے، منہ بنایا تھا۔

”آپ لوگوں کو وہاں گاڑی پارک نہیں کرنی چاہیئے تھی...“ وہ نوجوان سا لڑکا، دری سے بولا تھا اور لان میں پڑے پائپ کو اٹھانے لگا۔ دری نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ ”ہم نے یہ سیٹ اپ بجلی کیلیئے کیا تھا۔“ اب وہ ذرا رازداری سے بتا رہا تھا۔

”بجلی...؟“ وہ بڑبڑائی۔

”دینو کاکا... نلکا کھولو۔“ وہ خالی پائپ دیکھ کر، چیخ کر... دور چارپائی پر بیٹھے، سفید بالوں والے اس برزگ نما شخص کو پکار رہا تھا۔ تین چار بار بولنے پر بھی وہ ٹس سے مس نہ ہوا تو وہ پائپ کو ہلانے لگا۔

www.novelsclubb.com

دوسری طرف وہ سب مہمان گاڑیوں سے اتر کر... مجمع سا بنائے ایک دوسرے سے مل رہے تھے۔

"آہا بے بی... تم میں تو بالکل بھی کوئی Change نہیں آیا...۔" نازک سے کام والی ساڑھی پہنے، وہ ویگو والی شخصیت بڑے ناز و انداز سے بے بی سے ملی۔ گال سے گال ملاتے... چومے بغیر ام ام کرتی... بجلی کو اتنے سالوں بعد دیکھ کر بھی بے بی کو بہت کوفت ہوئی تھی۔

وہ سب باری باری ملتے... کبڑا خان کی سربراہی میں آگے بڑھے تھے۔

"اوہو دینو کاکا!" وہ لڑکا ابھی بھی چیخ ہی رہا تھا۔

"آیو آیو..." دینو کاکا نے تو توجہ نہ دی... تو کوئی دوسرا شخص کہتا نلکا کھولنے کیلئے بھاگا۔

"دینو کاکا ایسے ہی ہیں..." وہ نوجوان لڑکا بے زاری سے دری کو بتانے لگا۔ "اسفند بھائی بالکل ٹھیک کہتے ہیں... کہ دینو کاکا کو دادا محل بھیج دینا چاہیئے۔"

وہ ابھی بول ہی رہا تھا... اور دری پوچھنے ہی لگی تھی کہ دینو کاکا ایسے کیوں

ہیں...؟اور دادا محل کہاں ہے...؟ مگر پائپ سے ٹھنڈا پانی نکل کر دری کو بھگو گیا تو وہ بوکھلا کر ایک طرف کو ہوئی اور وہاں کھڑے درخت سے ٹکرا گئی اور دھڑام سے نیچے گری اور اسے دن میں تارے نظر آنے لگے۔(کارٹون والے...)

"آپ ٹھیک ہیں؟"لڑکے نے پوچھا۔

"ہاں؟"وہ سر ہلاتی، پیشانی سہلاتی بولی۔"نہیں۔"

"آپ پیر دھولیں۔"لڑکا کہہ رہا تھا۔"میرا نام یاسر ہے۔"وہ اس کے پیر پر پائپ سے پانی ڈالنے لگا۔

"میں نے پوچھا...؟"دری نے جوتا اتار کر پیر صاف کیا جو آہستہ آہستہ لال ہو رہا تھا۔

"یہ کلر والا گوبر تھا کیا...؟"وہ پیر دھوتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"وہ گوبر نہیں مہندی ہے۔"اس نے بتایا تو دری اچھل پڑی۔

"کیا؟"وہ اسے غصے سے دیکھتی دانت پیسنے لگی۔"مہندی بھی کوئی ڈھنگ کی چیز ہے جس کو گھر میں ایسے سجا کر رکھا جائے...وہ بھی فرش پہ...؟"وہ جلدی

سے جوتے پہنتے...اسے ناک دکھاتی مہمانوں کے ساتھ اندر کی طرف بڑھ گئی۔

"گوبر جیسی غلیظ چیز پر چپ تھی تو مہندی جیسی صاف چیز پر اچانک چیخی کیوں؟" یاسر حیران ہوا تھا۔

☆...☆...☆

وقت کتنی برق رفتاری سے اپنی مسافت طے کر جاتا ہے، اس کا احساس انسان کو روزمرہ کے معاملات میں قطعی نہیں ہوتا۔ کہاں وہ تمام لوگ جو ابھی چند سال پہلے تک ایک ساتھ پڑھتے تھے... ہنسی مذاق کرتے تھے، آج ملیں ہیں تو لگتا ہے... یہ سب کل کی باتیں ہوں... جیسے ایک ہی رات میں اچانک وہ اتنے بڑے ہو گئے کہ اب وہ ایک دوسرے کے بدلے انداز... بدلے خدوخال ہضم نہ کر پا رہے ہوں... یا... حقیقت تسلیم نہ کر پا رہے ہوں۔

اس پہر بھی گھر میں ایک ہنگامہ بپا تھا۔ نوکر چاکر کاموں کیلئے چیخ و پکار کر رہے تھے۔ اس کے باوجود بے بی کو گھر کے چار دیواریوں کی سرگوشیاں محسوس ہو رہی تھی۔ جیسے وہ باتیں کر رہی ہوں... کہ وحید اور ثمینہ نے دل کھول کر جشن منانے

کا اہتمام کر ڈالا ہے۔۔۔اور یہ ایسی کوئی انوکھی بات بھی نہ تھی۔ان کے گھر کی پہلی شادی تھی،اور اولاد کی شادی تو وہ موقع ہوتا ہے کہ جس کا خواب ہر ماں باپ اولاد کی پیدائش کے بعد سے دیکھتا ہے، جس کے انتظار میں وہ وقت کی ہر کٹھنائی کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے جاتے ہیں۔

کبڑا خان کی قیادت میں وہ جس راہداری سے گزر رہے تھے، وہاں ایک کھڑکی سے باہر کی طرف نظر اچھالی تو سامنے وہ بڑا سا گیٹ دکھتا تھا، جس کو ایک ہفتے سے ہی پھولوں سے سجانے کا فرمان جاری کیا گیا تھا۔مالی کو خاص ہدایت دی گئی کہ ہر روز مرجھائے ہوئے پھولوں کی جگہ تازہ پھول لگائے جائیں۔

اب وہ اس شاہانہ ہال میں داخل ہو رہے تھے جہاں اس گھر کے مالکن سج دھج کر ان کے استقبال کیلئے کھڑی تھی۔'اسے' اتنے سالوں بعد دیکھنے کی وجہ سے بے بی بمشکل خود کو کسی بھی ردعمل سے روکنے میں کامیاب ہوئی تھی۔

"السلام علیکم۔۔۔"

سفید خوبصورت ڈریس زیب تن کئے، کانوں میں گول جھومر ڈیزائن کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سونے کی بالیاں پہنے، لمبے گولڈن بال کھولے، سونے کے کڑے اور چوڑیوں سے بھری کلائی...اور گلے میں موٹی سی چین لٹکائے، وہ خوبصورت عورت ان کو اپنے گھر میں خوش آمدید کر رہی تھی۔

"وعلیکم السلام!"

سب نے ایک ساتھ جواب دیا تھا۔

"Such a Beautiful Dress...مینو۔" بجلی آگے بڑھ کر اسے گلے لگاتی، لگاوٹ سے بولی۔ صاف لگ رہا تھا کہ یہ پیار محبت بہت ہی Fake ہو۔

"اوہو بجلی...تم تو بس تعریفوں کے پل ہی باندھتی چلی جاتی ہو۔" ثمینہ بیگم عرف مینو نے جتاتے ہوئے کہا، اور اب دیگر مہمانوں کی طرف متوجہ ہوئی۔

"آپ کیسے ہیں ناشاد بھائی؟" مینو اب ناشاد صاحب کے سامنے سر جھکا کر کھڑی تھی۔ ناشاد صاحب نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ پھر باری باری وہ سب سے ملتی آخر بے بی کی طرف بڑھی اور کچھ کہے بنا اس سے گلے ملتی

(دکھاوے کیلئے...)، سب کو صوفوں پہ بٹھاتی اب سامنے والے صوفے میں جگہ بنا کر خود بھی بیٹھ گئی تھی۔

''امید ہے آپ لوگ ٹھیک طرح سے پہنچ گئے تھے؟'' مینو، صفورا بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

''ہاں ہاں...'' صفورا بیگم نے جواب دیا۔

ہلکی پھلکی باتوں کے دوراں مینو باری باری سب مہمانوں کا حال احوال پوچھ رہی تھی جبکہ وہ تینوں لڑکیاں محسوس کر رہیں تھیں کہ مینو، بے بی کو مکمل طور پر نظرانداز کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

''کیوں؟'' وہ تینوں لڑکیاں ان کو دیکھ کر سوچ رہیں تھیں۔

تبھی سفید بالوں والا وہ لمبا چوڑا شخص اندر داخل ہوا، اور ناشاد صاحب سے ملنے لگا۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی آشنا چہرہ دیکھ کر خوشی نہیں ہوتی۔

بے تابانہ قدم اس کی جانب نہیں بڑھتے... بلکہ آنکھیں بند کر لینے کا دل کرتا

ہے...اور ایسا تبھی ہوتا ہے کہ جب اس آشنا کے چہرے پہ کوئی شرمندگی ہو...یا پھر اس نے بہت دکھ دیے ہوں۔

بے بی کو اپنی کج ادائیوں کی ڈھیر ساری کرچیاں کلیجے میں چبھتی محسوس ہوئیں۔

''آنکھیں میچ لو...مت دیکھو اس کی سمت نایاب قریشی...ورنہ پتھر کی ہو جاؤ گی۔''اس کے ذہن نے اسے خبردار کیا۔

بہت خوش اخلاقی سے سب سے ملنے کے بعد وہ اب بے بی کو دیکھتے ہوئے عام سے انداز میں پوچھنے لگا۔

''کیسی ہو بے بی...؟''وہ دونوں میاں بیوی ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

''الحمداللہ...ہمیشہ کی طرح بالکل ٹھیک۔''بے بی نے پُراعتماد سے انداز میں جواب دیا تھا تو وہاں بیٹھے سب لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ مینو جو کچھ دیر پہلے تک بے بی کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی،اب اسے بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔

سچ بات تو یہی ہے کہ اس پل بے بی کا بھی دل یہی چاہ رہا تھا کہ ثمینہ کھیڑ و اور وحید قریشی اسے نظر نہ آئے۔

حالانکہ بے بی ان سے شرمندہ نہ تھی... الٹا شرمندہ تو ان کو ہونا چاہیے تھا...

اصولاً تو بے بی کو ان سے نفرت ہونی چاہیے تھی...

کبھی بے بی نے ایسا چاہا بھی ضرور تھا کہ اس کارواں رواں وحید قریشی اور ثمینہ کھیڑ و سے نفرت کرے... اتنی... جتنی اس روئے ارض پر کسی نے اپنے دشمن سے بھی نہ کی ہو... مگر ایسا کبھی نہ ہو سکا۔

اسے کبھی ان سے نفرت نہ ہو سکی تھی... چاہ کر بھی...

زندگی میں بعض لوگ، بعض چہرے ایسے بھی آتے ہیں جنہیں ایک بار چاہ لو... جن سے ایک بار محبت کر لو... پھر کبھی ان پہ نفرت کی پرچھائیں نہیں ڈالی جا سکتی... نفرت کرنی تو دور کی بات ہے۔

"آئی نو... تم ایک بہادر عورت ہو۔" وحید صاحب نے بھی بڑے پُراعتماد

www.novelsclubb.com

انداز میں مسکرا کر جواب دیا تبھی مینو اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلیں آپ لوگوں کو آپ کا کمرہ دکھادوں... لمبے سفر سے آئے ہوں گے... تھک گئے ہوں گے... تو ذرا آرام کر لیں۔" مینو کہتی بڑی سی سیڑھیاں چڑھنے لگی تو ان سب کو بھی ناچار اٹھنا پڑا۔ بے بی نے سکھ کا سانس لیا کہ... فی الحال یہاں بیٹھنا اس کیلئے محال تھا۔

سیڑھیوں کے ساتھ بنے ایک کمرے میں ثمینہ داخل ہوتے ہوئے بولی۔ "یہ آپ لوگوں کا کمرہ ہے..."

وہ سب اس بڑے سے کمرے کا جائزہ لے رہیں تھیں، جس میں ڈبل بیڈ... اور ایک گاڑی کی ڈیزائن کا بیڈ جیسے کسی بچے کا ہو... تین چار پائیاں... بستروں سے سجیں موجود تھیں۔ کمرے میں واش روم، ڈریسنگ روم کے ساتھ اے سی کا بھی انتظام تھا۔ یہاں صفورا بیگم، خالدہ بیگم، بے بی اور ان تین لڑکیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ مردوں اور لڑکوں کے الگ انتظام تھے۔

"بہت اچھا کمرہ ہے۔" صفورا بیگم نے بتایا۔

www.novelsclubb.com

وہ تینوں لڑکیاں گاڑی والے بیڈ کو للچائی نظروں سے دیکھ رہیں تھیں۔ ”اور یہ گاڑی والا بیڈ بھی...۔“ وہ ساتھ ساتھ بولیں تھیں۔

”مینو جائے تو وہ اس بیڈ پر قبضہ کرلیں۔“

اب وہ تینوں دماغ میں پلان بنا رہیں تھیں۔

☆...☆...☆

دوسری طرف پلان تو وہ سارے لڑکے بھی بنا رہے تھے۔ ”کوئی بات نہیں بوائز! ایک پلان فیل ہو گیا تو کیا ہوا...؟ ایک نئے پلان کے ساتھ پیشِ خدمت ہوں۔“ ان لڑکوں کا سربراہ یہی لڑکا تھا جو بڑی شان سے یہ اعلان کر رہا تھا۔

”میرا خیال تھا... پہلی ناکامی کے بعد تمہارے ارادے شاید پست ہو جائیں گے... مگر میں یہ بھول گیا کہ لیڈر وہی ہوتا ہے جو ناکامی کا منہ دیکھنے کے بعد بھی نہ جھکے... بلکہ ہمت سے ناکامی کو تسلیم کرے اور نئی تدبیر سوچے۔ اس لئے تو تجھے میں لیڈر کہتا ہوں۔“ یہ دانش تھا۔

”...اونہو! یہ اتنی کوئی اہم بات نہیں...“ دانش کی ہر وقت اپنے لیڈر کے

گن گانے کی عادت یاسر کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔"اہم یہ ہے کہ دوسرا پلان کیا ہے؟"وہ مدعے پہ آتے ہوئے بولا۔

"دوسرا پلان...؟"وہ زیر لب بڑبڑاتے ہوئے شیطان کی طرح ہنسا تھا۔

☆...☆...☆

وحید علی قریشی، ناشاد صاحب کے چچازاد بھائی تھے، جو سالوں سے مٹیاری میں مقیم تھے۔ان کا بڑا سا سرکاری گھر، نوکر چاکر اور بہت خوشحال گھرانہ تھا۔ مہمانوں سے گھر چکا چک بھرا ہوا تھا۔اور بھی مہمانوں کے آنے کا سلسلہ جاری و ساری تھا۔گھر کی رونق دیکھنے لائق تھی۔وحید صاحب کے گھر میں پہلی شادی تھی اس لئے خوب ہنگامہ بپا تھا۔باہر مہمانوں کیلئے کھانے پینے کی دیگیں چڑھی ہوئیں تھیں جس کا سارا انتظام باہر نوکر چاکر دیکھ رہے تھے۔

ثمینہ کو دادو سے Qureshi's کی آمد کی کوئی اتنی خاص خوشی نہ تھی مگر پھر بھی سالوں بعد وہ ان کو دیکھ کر ان سے چاہ کر بھی سرد رویہ رکھنے میں ناکام تھی۔قریشیز کو اس کمرے میں آئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا... مگر مینو باتیں کرنے

بیٹھی تو بس پھر بیٹھی ہی رہ گئی تھی۔

ایک چارپائی پہ جگہ بنا کر بیٹھی، وہ تینوں لڑکیاں بے زاری سے مینو کو دیکھ رہیں تھیں کہ وہ جانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔انہیں بالکل اندازہ نہ تھا کہ دونوں بھابیوں کی مینو سے اتنی دوستی تھی۔ان سب کے پرانے قصے، بچپن کی باتیں سنتے ہوئے وہ ناسمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہیں تھیں۔

اتنی گہری دوستی تو پھر اتنی لاتعلقی کیوں...؟

بے بی بس ہوں ہاں ہی کر رہی تھی، جبکہ مینو اب بھی اسے نظرانداز ہی کر رہی تھی۔

وہ تو بھول بھٹک کر بجلی کی کمرے میں تشریف آوری ہوئی تو مینو یکسر اسی Mode میں آئی جس میں گھنٹہ پہلے تھی۔

"کیا ہو گیا ہے مینو !Down اتنے سارے Guests آئے ہیں...اور تم یہیں Common Peoples کے بیچ Glue کی طرح چپک کر Sitting کر رہی ہو۔"

بجلی دو سال امریکہ کے وزٹ پہ گئی تھی تو ہر پینڈو امریکہ پلٹ کی طرح وہ پاکستان آکر اپنی غلط سلط انگلش کا وافر مقدار میں استعمال کرتی تھی۔

"ہاں وہ باتوں باتوں میں وقت کا اندازہ ہی نہ ہوا... چلیں آپ لوگ آرام کریں میں جا کر باقی مہمانوں کا انتظام دیکھ لوں اور کھانا وغیرہ بھی بھجواتی ہوں۔"

"ثمینہ ہم ٹھیک ہیں تم پریشان نہ ہوں۔ ہمارا اپنا گھر ہے... ہم خود ہی کھا لیں گے۔" صفورا بھابھی نے رسانیت سے کہا۔

"چاچی!" کمرے کے دروازے سے آواز آئی تو سب نے اس طرف دیکھا۔ وہ دنداتی اندر آئی۔"... جابر بھائی آئے ہیں تو امی کہہ رہی ہیں سالن دے دیں۔ کیونکہ ہم نے ٹینڈے پکائیں ہیں جو کہ جابر بھائی کو پسند نہیں۔" ثمینہ کے دیور کی بیٹی شانزے، جو ان کے گھر کے قریب رہتی تھی، ڈونگا لئے چلی آئی۔

"آئے ہائے اتنی لمبی بات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بس سالن چاہئے کہتی تو میں کون سا منع کر دیتی؟" مینو ناگواری سے بولی۔ "ویسے جابر کراچی سے کب آیا...؟" ثمینہ چارپائی سے چپل پاؤں میں ڈالنے کے باوجود جگہ سے ہلے بغیر پوچھ

رہی تھی۔ ”سلام تک کرنے نہیں آیا۔“ مینو نے گلہ ریکارڈ کروایا۔

”ابھی تو آئے ہیں بے چارے۔“ شانزے مسکین سی شکل بنا کر بولی۔

”ارے ارے بے چارا کاہے کو...؟ اتنی اچھی Job،House،Car، Servants... پھر کاہے کا بے چارا...؟ سوچ سمجھ کر Talk کیا کرو لڑکی۔“ بجلی نے ناراضگی سے کہا۔

انگریزی کے دھڑا دھڑ حملے پہ وہ تینوں حیرانی سے بجلی کو دیکھنے لگیں۔

”جابر کون ہے؟“ خالدہ بیگم نے پوچھا۔

”نوید بھائی کا بیٹا ہے۔ انجینئر ہے کراچی میں، سرکاری نوکری کرتا ہے، سرکاری گھر ہے، نوکر چاکر ہیں، گاڑی ہے...“

”ماشاءاللہ پھر بھی Saying بے چارا!“ مینو کی بات مکمل کرتے بجلی نے شانزے کو گھورا۔

”ایک تو آیا ہے... اوپر سے سلام بھی کرنے نہیں آیا۔“ مینو ماتھے پہ ہاتھ رکھ کر بڑبڑائی۔

www.novelsclubb.com

"چاچی! سالن!" شانزے نے اپنے ہاتھ میں پکڑا سالن کا برتن لہرا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کیا، تو سب اس کی شکل دیکھ کر، پھر مینو کی طرف دیکھنے لگے۔

"لو اور سنو... جابر آیا ہے اور سلام تک کرنے نہیں آیا۔" مینو کی سوئی اسی بات پہ آ کر اٹک گئی تھی۔

اب اندر آتی امل کو دیکھ کر مینو وہی بتانا چاہ رہی تھی کہ امل فوراً بولی۔ "اچھا جابر بھائی آئے ہیں...؟" اس نے شانزے سے پوچھا۔

"ہاں ابھی تو آئے ہیں بے چ..." شانزے کہتے کہتے رکی اور گھبرا کر بجلی کو دیکھنے لگی۔

"ہائے برو!" امل ہاتھ اٹھا کر چارپائی پہ بیٹھی تینوں لڑکیوں سے بولی۔

"تم یہ برتن مجھے دو... میں کسی کے ہاتھوں سالن بھجوا دیتی ہوں... تم تو بس باتوں میں لگا دو گی تو شام تک ارد گرد کا ہوش ہی نہیں رہے گا۔" سارا الزام شانزے کے سر ڈال کر مینو برتن پکڑے چل دی تو امل شرمندگی سے مہمانوں کو دیکھنے لگی۔ بجلی بھی پتلی گلی سے نکل گئی۔

"چلو سجل کے کمرے میں چلتے ہیں۔" امل لڑکیوں سے بولی۔

"فریش ہو کر آتی ہیں۔" بے بی نے کہا کہ وہ فی الحال لڑکیوں کو اکیلے جانے کی اجازت نہیں دینا چاہتی تھی۔

"کھانا تیار ہے تو میں بھائی سے کھانا لگوانے کا کہتی ہوں۔" امل کہتے، شانزے کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔

"چلو! ہمیں لگا کہ صرف ہمارے گھر میں ہی ایسی نمونیاں آئی ہیں مگر... خیر.." بے بی اطمینان سے سوچ رہی تھی۔

☆...☆...☆

کچھ لوگ توقع کر رہے تھے کہ آج دوستاروں کا ملن ہو گا... نظریں ملیں گی... دل دھڑکیں گے... کوئی آئی ہیٹ یو بولے گا... گلے، شکوے، ترلے، ناراضگی، جلی کٹی باتیں سننے کو ملے گی... لڑائی ہو گی... جنگ چھڑے گی... ہر قسم کی گفتگو ہو گی... محبتاں... نفرتاں... شکایتاں... کیں جائیں گی۔

"تم نے مجھے دھوکہ دیا شرم نہیں آئی؟"

”کوئی شرم ہوتی ہے، کوئی حیاء ہوتی ہے۔“

”ڈائن بھی سات گھر چھوڑ کر حملہ کرتی ہے...وہ بھی نکڑ والے گھر پر...اور تو نے جس میں کھایا جس میں پیا اسی میں چھید کیا۔“

ایسی باتیں سننے کو ملیں گی مگر یہ کیا...

ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔

”مزہ نہیں آیا...۔“

جو ایسا سوچ رہے تھے،ان میں بجلی بھی شامل تھی...

کمرے سے نکلتے ہی بجلی نے مینو کو پکڑ لیا۔”مینو! What is this؟“

”کیا؟“مینو ناسمجھی سے بولی۔

”تم نے بے بی کی Family کو کیوں invite کر لیا...؟“

”میں نے نہیں کیا...عباد نے کیا ہے۔“مینو نے عام سے لہجے میں کہا۔وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے راہداری سے گزر رہے تھے۔

”تم نے See نہیں کیا کیسے وہ صفورا Talk کر رہی تھی کہ ہمارا اپنا گھر

ہے... ہم خود ہی کھالیں گے..." بجلی نقل اتارتے ہوئے بے زاری سے بولی۔ "میں کہہ رہی ہوں... ان Clever (چالاک) عورتوں کے Net (جال) میں بالکل مت پھنسنا۔ یہ صرف Up Up سے Nice بنتی ہیں... اندر سے وہ تمہاری Enemies ہیں۔"

بجلی، مینو کو سمجھاتے ہوئے سیڑھیوں سے اتر رہی تھی جب سات برقع پوش عورتیں دروازے پہ کھڑی دکھائی دیں۔ ان دونوں کو دیکھتے ہی ملی نغمے کی طرح ترنم سے بولیں۔

"السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ ٱللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ"

اپنی خوش گپیوں میں مصروف، لاؤنج میں بیٹھے مردوں نے اپنی باتیں روک کر ان کی سمت دیکھا تھا۔

مینو کے تو پیروں سے زمین نکل گئی تھی۔ گھبرا کر اس نے ایک طرف کو جاتے گلو کو لاؤنج کا دروازہ بند کرنے کا کہا اور بجلی کے ساتھ ان عورتوں کے پاس آئی۔

"وِلیکم سلام!" مینو کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ "آپ لوگ... اچانک... خیریت..." ان کو اچانک دیکھ کر مینو واقعی بوکھلائی ہی تو تھی۔ جلدی جلدی سر پہ دوپٹہ اوڑھنے لگی۔ بجلی کو بھی ساڑھی کا پلو سر پہ پہننے کا اشارہ کیا۔ بجلی نے تعجب سے ساری صورتحال کو دیکھا تھا۔ وہ ان برقع پوش عورتوں سے انجان تھی۔

"ویسے نابھا بھی عمر میں آپ مجھ سے بہت بڑی ہیں، میرا آپ کو ٹوکنا بنتا تو نہیں لیکن بولے بغیر رہوں گی بھی نہیں۔" برقع کے اندر سے جو آواز ابھری تھی، مینو بخوبی جانتی تھی کہ کس کی تھی۔ "...یہ وِلیکم سلام کیا ہوتا ہے؟" وہ دبے دبے غصے کے ساتھ اب نرم لہجہ اختیار کرتے اپنے ساتھ والی عورت سے مخاطب ہوئی۔ "عصمت باجی! آپ ان کو ذرا اس کا مطلب تو بتائے گا۔"

حکم ملتے ہی عصمت باجی بولیں۔ "بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ... عربی روح سے وِلیکم سلام کا مطلب نکلتا ہے... تم پر موت آئے۔"

"بہت معذرت... میرا مطلب وعلیکم السلام!" ضبط کرتے ہوئے مینو نے

جواب دیتے کہا۔ ”آپ لوگ ڈرائینگ روم میں چلیں ناں... سکون سے بات کرتے ہیں۔“ مینو نے ان سے کہا تو وہ ساری پردہ پوش عورتیں بطخوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے یہ جا وہ جا...

”یہ سب who (کون) ہیں مینو؟“ بجلی نے الجھ کر پوچھا۔ یہ عورتیں تھیں کون...؟ جن کو اتنا پروٹوکول دیا جا رہا تھا۔

”سجل کے ہونے والے شوہر کے خاندان کی عورتیں ہیں۔“ مینو، سرگوشیانہ انداز میں بجلی سے بولتی، اس کے سر پہ ساڑھی کا پلّو ایک بار پھر ٹھیک کرتی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں۔

گلی سے یہاں تک بس مرد ہی مرد تھے، جن کی وجہ سے وہ اپنا پردہ جوں کا توں کئے بیٹھیں تھیں۔ اب تسلی ہوئی کہ یہاں مرد کوئی نہیں تو ان سب عورتوں نے منہ سے پردے ہٹا دیئے تھے۔ انہوں نے سکھ کا سانس لیا تھا، جبکہ بجلی نے ساڑھی کے پلو سے گھونگھٹ بنا لیا کہ ان عورتوں کی شکلیں ہی نہ دکھیں۔

”آپ لوگ ٹھنڈا پیئیں گی یا گرم؟“ میزبان کی طرح مینو نے پوچھا تھا۔

”Magnum آئیس کریم ہے تو وہ کھالیں گے !“ لڑکے کی ماں نے پٹ سے جواب دیا تھا۔

”میں ذرا کسی کو لانے کیلئے بھجواتی ہوں۔“ مینو نے ڈرائنگ روم کے دروازے سے امل کو حکم نامہ جاری کیا، وہ منہ پھلاتی کہیں کو کہیں نکل گئی۔

”آپ Groom کی Mother ہیں یقیناً۔“ بجلی نے اسی عورت سے کہا تھا جس نے Magnum کی فرمائش کر ڈالی تھی۔

”استغفر اللہ... ! یہ تو ماں کی گالی دے رہی ہے۔“ ساری عورتیں سن کر توبہ توبہ کرنے لگیں جیسے پتا نہیں کیا گستاخانہ بات کر دی ہو۔

”ان کا مطلب ہے آپ دلہے کی ماں ہیں؟“ مینو نے بات سنبھالتے ہوئے کہا۔

”اچھا اچھا۔“ عورتوں کی استغفار بند ہوئی۔

”اور یہ کون ہیں... ؟“ سامنے سے سوال آگیا۔

”میں مینو کی بہت Hard (پکی) والی Friend ہوں۔“

"اچھا فرینڈ ہیں مطلب دوست ہیں۔" لڑکے کی ماں نے باقی عورتوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے بتایا نہیں کہ آپ آج چکر لگانے والی تھیں۔" مینوان کے ہنگامہ دورے کو لیکر پریشان دکھائی دے رہی تھی۔

"عصمت باجی! آپ بتائیں۔" لڑکے کی ماں نے اپنی بڑی سے بات بڑھانے کا کہا۔

"بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ! ہم نے سنا ہے آپ کل کوئی ہندوانہ رسمیں کر رہیں ہیں اپنے گھر میں۔" ہندوانہ لفظ کے ساتھ ہی ان عورتوں کے توبہ کیلئے ہاتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اوہو... ہم کوئی ایسی ہندوانہ رسمیں نہیں کر رہے... ہم تو مایوں کر رہے ہیں..."

"مگر اسلام میں ان چیزوں کی بڑی سخت ممانعت آئی ہے۔" لڑکے کی ماں نے فوراً جملہ پھینک کے مارا۔

www.novelsclubb.com

''دنیا کو گھر کی خوشی دکھانے کیلئے کچھ تو کرنا ہی پڑے گا... ویسے بھی ہمارا دین بڑا واضح انداز میں کہتا ہے کہ دین اور دنیا کو ساتھ لیکر چلنا چاہئے۔'' مینو نے ایک عقلی جواز پیش کیا مگر وہ بڑی بی جسے سب عصمت باجی بلا رہے تھے، ایک بار پھر استغفار پڑھ کر بولنے لگی۔

''حقیقت میں ہماری تباہی کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ ہم اپنے حساب سے باتیں فرض کر لیتے ہیں، سارا دن ٹی وی موبائلوں میں منہ دیئے بیٹھے ہوتے ہیں... فلموں ڈراموں سے ذرا فراغت ہوئی تو ٹکریں مار مار کے چار سجدے کر لئے... اللہ اللہ خیر صلہ...!'' انداز ایسا کڑوا کسیلا کہ لوبان ہی شرما جائے۔ ''شوہر تھکا ہارا آفس سے آرہا ہے تو بیویاں ٹی وی میں منہ دیئے بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ نہیں کہ اس سے پوچھیں سرتاج آپ تھکے ہوئے لگ رہے ہیں... آیئے میں آپ کا ہاتھ منہ دھلوا دوں۔''

''ہائے تو کیا سرتاج معذور ہیں... ٹونڈے ہیں...؟ Hands نہیں ہیں کیا ان کے؟'' بجلی کو ان کی باتیں بالکل ہضم نہ ہوئیں۔

عورتیں منہ کھول کر ایک بار پھر توبہ توبہ کرنے لگیں۔ ''اوہو بجلی تم تو چپ کرو۔'' مینو نے آہستہ سے کہا، پھر ان عورتوں سے مخاطب ہوئی۔ ''دیکھیں... سارا خاندان آج جمع ہو گیا ہے... ان کو دعوت نامے جا چکے ہیں... ہم چاہتے ہیں کہ خاندان ذرا خوشیاں منائے، رسمیں کریں... ویسے بھی شادیوں کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی نکلتا ہے کہ محبت بڑھے تو اس میں برائی تو کچھ نہیں ہے۔''

''برائی تو ہے۔'' لڑکے کی ماں بولی۔

''How...؟'' بجلی نے گھمبیرتا سے پوچھا۔

''آپ بتائیں۔'' ہاں جی، دلہے کی ماں نے عصمت باجی کو ہی مخاطب کیا تھا۔

''مرد اور عورت کا اختلاط ہوگا اور اس کی اسلام میں سخت ممانعت ہے... پھر آج کل کی لڑکیوں نے کپڑے تو استغفر اللہ!'' عصمت باجی نے خود بھی توبہ کرنے کیلئے دونوں کانوں کی لوئیں چھوئیں تو ساتھ بیٹھیں باقی عورتوں نے بھی یہی عمل دہرایا۔

"مگر ہم نے تو کھانے اور فنکشن کا سارا انتظام کر لیا ہے... پھر یہ سب تو ضائع ہو جائے گا... اللہ کے یہاں تو یہ بھی پسند نہیں کیا جاتا کہ کچھ ضائع ہو جائے۔"

مینو کو ایک سرا تو ملا جس سے وہ یہ بگڑتے حالات سنبھال سکے۔

"کیا کہتی ہو عصمت باجی!" لڑکے کی ماں نے اپنی سگی عصمت باجی سے پوچھا۔

"شرع میں تو ان فضول چیزوں کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی... مگر دین میں سختی بھی نہیں... تمہیں یہ ہندوانہ رسمیں کرنی ہیں تو شوق سے کرو... مگر دوسرے کو مجبور نہ کرو کہ وہ بھی تمہارے نقشِ قدم پہ چل کے جہنم کا ایندھن بنیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے ماحول میں اور آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ماحول میں بہت بڑا فرق ہے... اس لئے ہم تو آج سمجھانے آ گئے کہ آپ کو جو ہندوانہ رسمیں کرنی ہیں... آپ لوگ شوق سے کریں... مگر کیونکہ کھانے کا بھی اچھا انتظام کیا گیا ہے تو دنیا کو دکھانے کیلئے ہم عشاء سے ذرا پہلے یہاں پہنچ جائیں گے... تاکہ بس عشاء ہو... ہم شکرانے کے نوافل ادا کریں... پھر کھانا کھا کر چلیں

جائیں۔ مگر ایک بات کا خاص خیال ہونا چاہئے کہ مردوں اور عورتوں کا بالکل بھی اختلات نہیں ہونا چاہئے... ہمارے یہاں ساری پردے والی بیبیاں ہیں... اور ہم یہ غیر اسلامی چیزیں بالکل بھی برداشت نہیں کریں گے۔"

"جہیز جو اتنا بھر بھر کر take کیا جارہا ہے... وہ غیر اسلامی نہیں؟" بجلی نے برجستہ ہی کہا، تو مینو نے اسے کہنی مار کر آنکھیں دکھائیں... اور ان عورتوں سے بولی۔

"میں آپ کو زبان دیتی ہوں کہ جیسا آپ لوگ کہیں گے... ان شاءاللہ ویسا ہی ہوگا۔"

"چلو Magnum آئے تو ہم بس کھا کر نکلتے ہیں۔" لڑکے کی ماں نے کہا۔

"ویسے لڑکے کے گھر والوں کی تو کوئی عزت ہی نہیں سوکھے منہ ابھی تک بٹھا کر رکھا ہے۔" اب تو عصمت باجی بنا حکم دیئے ہی بول پڑی تھی۔

"امل!" مینو نے آوازیں دینا شروع کر دیا تھا۔

☆...☆...☆

نہ جانے لوگ شادی بیاہ میں چیخ چیخ کر بولنا کیوں ضروری سمجھتے ہیں؟

شور اس قدر زیادہ تھا کہ کان پڑی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔اس کے باوجود بنے میاں نے بناڈرے ساری بات اس کے کان گزار کر دی تھی۔پہلے تو وہ بے یقینی سے سنتا رہا،اس کے بعد جو وہ بولا تو گویا طوفان پہ آ گیا۔

"مگر اس میں میری کوئی غلطی نہیں...میں نے گلو کو صحیح بتایا تھا...اب وہ غلط سمجھا تو میں کیا کر سکتا ہوں۔" بنے میاں نے کھسیانے انداز میں کہا۔

"مگر جب کام تمہیں دیا گیا تھا تو تم نے خود کیوں نہیں کیا جو گلو کو یہ کام پکڑا دیا۔" وہ غصہ ہونے کے باوجود بہت ہی سپاٹ انداز میں بولا...اور اس کا سپاٹ لہجہ بنے میاں کے اندر کی ایک ہڈی کو بھی ہلانے میں ناکام تھا۔

"میں...میں تو..." بنے میاں کوئی بہانا ڈھونڈنے میں ناکام ہی دکھائی دیا۔

سب ہی جانتے تھے کہ بنے میاں انتہائی سست نوکر تھا۔بڑی عمر کا رعب جھاڑ کر گلو سے اپنے سارے کام کروالیتا تھا...اور گلو کے ساتھ یہ مسئلہ تھا کہ اسے کہا ایک کام

جاتا تھا اور وہ کام دوسرا ڈال آتا تھا۔

آج بھی یہی ہوا تھا۔

لڑکے کے خاندان کی عورتوں نے Magnum کی کیا فرمائش کی... گویا اس گھر میں تہلکہ ہی مچ گیا۔ امل نے فوراً سے کبڑا خان کو Magnum آئیس کریم منگوانے کا حکم نامہ جاری کر دیا۔ کبڑا خان کی ذمہ داری تھی کہ وہ بتائے ہوئے کام باقی ملازمین کو سونپے اور گھر کے نظام کو دیکھے، مگر یہاں آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا تھا۔ کبڑا خان نے بنے میاں کو Magnum آئیس کریم لانے کا کہا تو بنے میاں اپنی سستی کے پیش نظر گلو کو بلا کر آہستہ سے بتاتا ہے کہ جلدی سے Magnum آئیس کریم لے کر آئے۔ اب گلو پتا نہیں کس موڈ میں تھا کہ اس نے Magnum پہ غور نہ کیا... اور محلے کی دکان سے Mango Cup آئیس کریم اٹھا لایا۔ وہی بیس بیس روپے والے۔

اب Magnum کی جگہ ان کو مہمانوں کے سامنے رکھنا... کتنی گستاخانہ بات تھی۔

لڑکے والے زیادہ انتظار نہ کر کے، سو سو باتیں سناتے ہوئے چل دیئے اور اب کلاس بنے میاں کی لگ رہی تھی۔(جو کلاس تو کہیں سے نہ تھی۔)

"تم لوگوں کو Magnum اور Mango آئس کریم میں فرق نہیں پتا!

"وہ بولا تو بنے میاں نے اپنی غلطی تسلیم کرتے کہا۔

"مجھے معاف کر دیں آئندہ میں سستی نہیں کروں گا۔" بنے میاں نادم دکھائی دیا تو اس نے اسے جانے دیا۔

"اس گھر میں شادی ہو رہی ہے...اور نوکروں کا یہ حال ہے..." وہ بڑبڑاتے ہوئے کچن سے نکل کر سیڑھیاں اترنے کیلئے قدم راہداری کی طرف موڑ ہی رہا تھا جب ایک کمرے سے لڑنے کی آواز آئی۔

"تم نے اس پر پیر بھی رکھا تو میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گی۔"

"تم نے اس کو نظر اٹھا کر بھی دیکھا تو میں تمہاری آنکھیں نوچ لوں گی۔"

"تم نے اس پر بیٹھنے کا بھی سوچا تو میں تمہاری تشریف سجھا دوں گی۔"

تین الگ الگ آوازیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

اس نے دروازے پہ دستک دی تو یکدم ہی خاموشی پھیل گئی۔اس نے دروازے کا کوب گھمایا اور دروازہ کھولا تو سامنے کے منظر کو دیکھ وہ ششدر رہی رہ گیا۔

ان تینوں لڑکیوں کے حال برے تھے۔لگتا تھا ایک دوسرے کے بال کھینچتی رہی ہوں۔وہ تینوں اس کے چھوٹے سے بیڈ پہ بیٹھی اب ایسی ہمہ تن گوش تھیں جیسے دروازہ کھلنے سے پہلے یہاں بڑا امن تھا۔بڑی شانتی تھی۔

"ارے عباد بیٹا! اندر آؤ!"صفورا بیگم نے عباد کو دروازے پہ کھڑا دیکھ، جلدی سے خود کو کمپوز کیا تھا۔

"السلام علیکم! سب خیریت ہے...؟"وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

وہ تینوں کسی پتلے کی طرح اپنی جگہ ساکت بیٹھی ہوئیں تھیں۔

بے بی جو کچھ دیر پہلے تک ان کی لڑائی ختم کروانے کی کوششوں میں جتی ہوئی تھی،ان کو چپ دیکھ اب سکون کا سانس لیتے بولی۔"ہاں سب خیریت ہے۔تم

سناؤ!"

"جی الحمداللہ!" وہی ٹھہرا ہوا لہجہ۔"برا نہ مانیں تو ابھی مجھے کچھ آوازیں آ رہی تھی کمرے سے...اس لئے ادھر چلا آیا۔"

"ہاں تو تمہارا اپنا گھر ہے...اپنا کمرہ ہے...جم جم آؤ!" خالدہ بیگم نے جان بوجھ کر آوازوں کا ذکر ہی گول کر دیا تھا۔عباد نے ان کے چہروں پر ہوائیاں دیکھیں مگر دانستہ خاموش رہا کہ وہ خود ہی مسئلہ بتانے میں Comfortable نہیں تو وہ مزید کیا کریدے۔

"آپ لوگ ادھر آئے مجھے بہت خوشی ہوئی۔دیگھ بھی اتر گئی ہے تو میں بس ابھی کھانا لگواتا ہوں۔"عباد کو اب بے مقصد یہاں کھڑا ہونا عجیب لگا،اس لئے ہلکی پھلکی بات کر کے بہانے سے باہر نکل گیا... مگر باہر نکلتے ہی جب اس نے دروازہ بند کیا تو اس نے واپس وہی آوازیں سننا شروع کر دیں۔

"ادھر میں سوؤنگی!"

"نہیں میں..."

"نہیں میں..."

عباد نے کاندھے اچکائے اور سیڑھیاں اتر گیا جبکہ کمرے میں بے بی ان تینوں کو ایک دوسرے سے چھڑانے میں لگی تھی جو اس گاڑی کے ڈیزائن والے بیڈ پہ سونے کیلئے لڑ مر رہیں تھیں۔ اپنی بیٹیوں کی ہاتھا پائی پہ صفورا بیگم اور خالدہ بیگم اپنا اپنا سر پیٹ رہیں تھیں۔

"بس بھی کرو اب!" بے بی نے ناچار تنگ آ کر چیخ کر کہا تو وہ تینوں خاموش ہو گئیں۔ "پتا نہیں کب عقل آئے گی ان نمونیوں کو!" بے بی نے منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

"آتے ہی تماشا لگوا دیا... اللہ مجھے صبر دے۔" صفورا بیگم صدمے سے کھڑی کی کھڑی رہ گئیں۔

"عباد بھی پتا نہیں کیا سوچ رہا ہو گا۔" خالدہ بیگم بھی ان تینوں کو گھورتے بولیں۔ "یہ لڑکیاں پتا نہیں کب بڑی ہوں گی... بالکل بھی تمیز نہیں ہے کہ پرایا گھر ہے... سو خاندان والے موجود ہیں مگر نہیں... یہاں اس سڑے ہوئے بیڈ پہ

www.novelsclubb.com

بچوں کی طرح لڑ رہی ہیں۔"

"چار دن ہم یہاں ہے تو روزا ایک لڑکی اس بیڈ پہ سو کر اپنا شوق پورا کرے گی۔" بے بی نے منصف بن کر عدل و انصاف سے کام لیا تھا۔ پاکستان کی عدالتوں کو بے بی سے انصاف سیکھنے کی ٹریننگ لینی چاہئے۔

"ہمیشہ میرے ساتھ زیادتی ہوتی ہے... آج بھی گاڑی کی ونڈو سیٹ پہ یہ دری اور مٹھی بیٹھ کر آئیں تھیں، اس لئے اس بیڈ پہ اب میں سوؤنگی۔" روحی نے احتجاج میں کہا۔

"ٹھیک ہے آج تم سوؤ گی... بس بات ختم!" بے بی نے اعلان کیا تو مٹھی اور دری منہ بنانے لگیں۔

"ٹھیک ہے کل میں سوؤنگی..." دری نے پہلے بولا تو مٹھی نے بھی کہا۔

"نہیں میں۔"

"چپ کرو تم دونوں۔" صفورا بیگم نے گرج کر ان کو چپ کروایا۔

"بے بی ان کو سنبھالو ورنہ مجھ سے کوئی گناہ ہو جائے گا۔" خالدہ بیگم کی

www.novelsclubb.com

برداشت بھی ختم ہو چکی تھی۔

☆...☆...☆

لڑکے کے خاندان والی عورتوں کے جانے کے بعد دھڑا دھڑ مہمانوں کی آمد سے مینو مصروف ہو چکی تھی، مگر اب ذرا فرصت جو ملی تو بجلی نے فوراً سے اسے پکڑ کر سوال کر لیا۔

"ہونہہ! کیا Think کر یہ Relation(رشتہ) کیا ہے تم نے مینو؟"

"سچ پوچھو تو اس رشتے کے حق میں تو میں بھی نہیں تھی..." مینو نے رنج و غم سے کہا۔ "وہ تو نوید بھائی کے جاننے والے تھے جن کو بس نیک اور اچھی لڑکی چاہیے تھی تو انہوں نے سجل کی بات کی، عورتیں آئیں پسند کر گئی تو رشتہ طے ہو گیا۔"

"پر our سجل ایسی کوئی fallen on(گری پڑی) بھی نہیں کہ جو First رشتہ Hand آیا اس سے کروا دی۔" بجلی اپنے دماغ کے گھوڑے چلانے لگی۔

''رشتے تو ہمیشہ ہی آئے ہیں سجل کے... مگر ایک نقص... ایک نقص کی وجہ سے اسے ہمیشہ ٹھکرا دیا جاتا ہے۔'' مینو کی بات سن کر بجلی نے کہا۔

''اسے mouth بھر کر نقص نہ کہا کرو مینو۔ وہ نقص نہیں... Naturally طور پر سجل کا ایک Foot بڑا اور ایک چھوٹا ہے، جس کی وجہ سے اس کی Walk میں لڑکھڑاہٹ Feel ہوتی ہے...''

''مگر لڑکے والے تو یہ بات نہیں سمجھتے ناں...'' مینو نے آنسو ضبط کئے۔ ''ان کے لئے تو ہر وہ کنواری لڑکی جو دنیاوی معیار پہ پورا نہ اترے، بیوہ یا طلاق شدہ جیسی حیثیت ہی رکھتی ہیں۔''

''اوہو مینو! What happened؟ کیوں اتنی Sad ہو رہی ہو۔'' بجلی نے اسے تسلی دی۔ ''میری تو ہمیشہ Wish تھی کہ سجل میرے House کی Bride بنے مگر حدید نے مجھے کسی کو Face دکھانے لائق leave (چھوڑا) کیا ہوتا تو ایسا ہوتا ناں۔'' بجلی کے اپنے دکھ تازہ ہو گئے۔

دو سال پہلے تک بجلی یہی سوچ رہی تھی کہ وہ اپنے بیٹے حدید کی شادی سجل

سے کروائے گی جس کیلئے وہ وقفے وقفے سے اس بابت بات بھی کرتی رہتی تھی، مگر حدید نے سارے کئے کرائے پہ پانی پھیر دیا تھا جب اس نے کسی دو نمبر لڑکی سے کورٹ میرج کر لی اور وہ لڑکی حدید کو لیکر الگ ہو گئی۔

"چھوڑو یہ پرانی باتیں... اور دیکھو پھر کوئی آیا ہے۔" مینو نے دیکھا کہ باہر پارکنگ میں کوئی گاڑی آ رکی تھی۔

☆...☆...☆

"سامان آیا ہے شاید!"

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد باہر عجیب سا شور محسوس ہونے پر مٹھی نے کمرے کی کھڑکی سے باہر جھانکا تھا جہاں کچھ لوگ پک اپ کے ساتھ کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔

"سامان...؟" بے بی بھی کھڑکی میں کھڑی ہو کر دیکھنے لگی جہاں دینو کاکا دروازہ کھول کر کھڑا تھا اور کبڑا خان کچھ آدمیوں کے ساتھ بات کر رہا تھا۔ پھر لوگ پک اپ سے موٹر سائیکل اتارنے لگے۔

”بلو، گلو جلدی آؤ!“ کبڑا خان نے آواز دے کر ملازمین کو بلایا تو دو ہٹے کٹے ملازم بھاگتے ہوئے آئے اور پک اپ کے آگے والا دروازہ کھول کر کسی چیز کو گھسیٹ کر باہر نکالنے لگے۔ دری وہ منظر دیکھتے ہی پوچھنے لگی۔

”ائی! یہ کیا چیز ہے...؟“

پتلا سوکھا سا، سفید بالوں والا وہ ایک آدمی تھا جس کو گلو نے بانہوں میں بھر کر، گاڑی سے اتار تا تھا۔ وہ شاید زخمی تھا... یا بیمار تھا۔ ملازمین اسے دینو کاکا کی چارپائی پر بٹھا کر... اب پائپ کھول کر اس کے ہاتھ پیر اور منہ دھلوا رہے تھے اور اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا اسرار قریشی خاندان حیرت سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

اب کہیں سے وحید صاحب آتے دکھائی دیئے، اور وہ نہ صرف آتے دکھائی دیئے بلکہ غصے میں چیختے سنائی دیئے۔ جیب سے چند نیلے نوٹ نکال کر گلو کو تھمائے اور گلو نے پک اپ والے کو وہ چند نوٹ پکڑائے۔

پک اپ کے روانہ ہوتے ہی دروازہ بند کر کے گلو اندر آیا اور دینو کاکا کی چارپائی کے ساتھ پڑا پنکھا چلانے لگا تو اس پنکھے کی ہوا پہ وہ پتلا سوکھا آدمی سر اٹھا کر

www.novelsclubb.com

کہنے لگا۔

"تھوڑا آہستہ کرو... نہیں تو یہ مجھے ساتھ اڑا لے جائے گا۔"

"ائی مختیار بھائی۔" صفورا بیگم کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

"مختیار بھائی؟" بے بی نے بھی غور سے دیکھنا چاہا۔ "ہاں یہ تو مختیار بھائی ہیں۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی تیزی سے باہر نکلی تو وہ تینوں لڑکیاں بھی اس کے پیچھے لپکی۔

"کون ہیں یہ مختیار بھائی؟" روحی پوچھنے لگی۔

"کزن ہے میرا... بچپن میں ہم ساتھ کھیل کود کر بڑے ہوئے ہیں... ہمارے ساتھ دادو میں رہتا تھا۔" سیڑھیاں اترتے ہوئے بے بی بتا رہی تھی۔ مینو اور بجلی کب سے مہمانوں کے اندر آنے کا انتظار کر رہیں تھیں مگر وہ نہ آئے۔ اب بے بی اور ان لڑکیوں کو ہڑ بڑی سے باہر جاتے دیکھ وہ دونوں ان کے پیچھے لپکی۔

لوگوں کے ہجوم کو چیرتی وہ مختیار بھائی کی طرف آئی اور فکر مندی سے پوچھنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لگی۔ ”مختیار بھائی کیا ہوا... ؟ آپ ٹھیک تو ہیں... ؟“

مختیار بھائی کی حالت واقعی بہت بری تھی۔ اتنے پتلے کہ پنکھے کی ہلکی ہوا پر بھی اڑے اڑے جا رہے تھے۔ پھر اتنے بڈھے کہ بڈھا بھی دیکھ کر شرما جائے... لکڑی جیسی گردن ٹانگیں اور بازو... کبوتر جیسی چھوووووووٹی سی آنکھیں... تینوں لڑکیاں اس کا مکمل پوسٹ مارٹم کر رہیں تھیں۔

”کون ؟“ اس نسوانی آواز پر کبوتر جیسی آنکھیں بمشکل کھول کر غور سے دیکھتا، مختیار بھائی پوچھ رہا تھا۔ شاید پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

”میں مختیار بھائی... بے بی !“ بے بی کے بتانے پر وہ اچھلا۔

”ائی بے بی... میری بے بی... میری بہن... میری مٹھی...۔“ مختیار بھائی کا بس ہی نہیں چل رہا تھا کہ لپٹ ہی جائیں۔ اس لئے بے بی تھوڑا فاصلہ رکھے ہوئے تھی۔ ”مٹھی... مٹھی...۔“ وہ بے بی کے ہاتھ تھامے عقیدت سے کہہ رہا تھا۔

”جی ؟“ مٹھی آگے بڑھی اور حیران ہوئی... وہ آدمی... نہ کبھی سنا نہ

www.novelsclubb.com

دیکھا...اسے کیسے پہچانتا ہے...؟

"یہ کون ہے مٹھی...؟"اس شخص نے پوچھا۔

"آپ مجھے کہتے تھے ناں مٹھی...پھر آپ چلے گئے...فالتو پڑا ہوا تھا تو ہم نے اس کا نام رکھ دیا۔"بے بی نے بتایا۔

"نہیں...یہ مٹھی نہیں ہے...مٹھی بس تم ہو...۔"اس شخص نے کہا تو مٹھی دو قدم پیچھے لیکر منہ بناتی کھڑی رہ گئی۔

"ارے مختیار ماما...کیا ہوا...؟"عباد ابھی گھر میں داخل ہوا تو سب کو ادھر کھڑا دیکھ کر اس طرف چلا آیا۔

"میں اسکوٹر پر آرہا تھا کہ سامنے سے گائے آ گئی اچانک۔"مختیار نے بتایا۔

"سدا ئین(ہمیشہ) گرتے ہو۔"بے بی بولی۔

"پر میں تو اپنی سائیڈ لے کر آرہا تھا...کہ گائے سامنے آ گئی اچانک۔میں نے اسکوٹر کو بریک بھی لگا دی...اسے چوٹ بھی نہیں آئی...پھر بھی بپھر کر اس نے ایسی ٹکر ماری کہ میں اڑتا ہوا اسکوٹر سمیت گپ(کیچڑ)میں جا کر گرا۔شاباس ہو اس

پک اپ والے کو جو مجھے اٹھا کر ادھر لے آیا۔" مختیار بھائی اپنی سوانح حیات بتاتے ہوئے جذباتی ہو گئے تھے۔

"مفت میں نہیں لیکر آیا... تین ہزار روپے لیکر گیا ہے وہ کمینہ!" وحید صاحب نے غصے سے کہا تو تینوں لڑکیاں انہیں دیکھنے لگیں۔اب سمجھ آیا وہ ملازم پہ کیوں برس رہے تھے۔

"ایک تو میری لوئی (شال) گر گئی...اوپر سے گھڑی بھی پتا نہیں کدھر چلی گئی جو عباد ہانگ کانگ سے لیکر آیا تھا۔" مختیار بھائی کلائی مسلتے اپناد کھڑا سنا رہا تھا۔

"آپ کا بلڈ پریشر لو ہو گیا ہو گا...میں شربت بنا کر لاتی ہوں۔" بے بی بولی۔

"Servant ہے ناں...لے آئے گا۔" بجلی بولی۔" بنے میاں go...!"

"بجلی نے آنکھیں دکھائیں تو ہمیشہ کا سست بنے میاں منہ بنا کر چلتا بنا۔بے بی مختیار کو دیکھنے لگی۔

"تمہیں یاد ہے؟" مختیار بھائی، بے بی سے پوچھنے لگا۔

"ہاں...جب بھی باہر سے آتے تھے...اماں تمہارے لئے روح افزاء میں

لیموں، برف چینی ملا کر رکھتی تھی۔" بے بی اداسی سے مسکرائی۔

"کتنی لاڈلی ہوتی تھی تم اپنے امی ابا کی۔" مختیار' بے بی سے مخاطب تھا۔

"سب لاڈ پیار انہی کے ساتھ چلا گیا۔" بے بی ٹھنڈی آہ بھر کر بولی۔

"اتنی نازک سی تھی... پھر کیسے اتنا بڑا دکھ برداشت کر لیا؟"

"بس جینا پڑتا ہے... اللہ ہمت عطا کر دیتا ہے۔" بے بی نے کہا تو وحید صاحب نے اسے دیکھا جبکہ مینو نے پہلو بدلا اور ہاتھ مسلنے لگی۔ (مینو کو پریشانی میں ہاتھ ملنے کی عادت تھی۔)

"تم نے بھی اپنی کیا حالت بنالی مختیار بھائی!" بے بی نے افسوس سے کہا۔

"بس بے بی قسمت ہی خراب ہے اپنی!" مختیار بولا۔

"شادی بھی تو کی تھی... کہاں ہیں بھابھی اور بچے۔"

بے بی اور مختیار کی بات چیت پر سب ان کو ہی دیکھ رہے تھے۔

"بس چلی گئی وہ... بے بی!" مختیار ٹھنڈی آہ بھرتے بولا۔

"اللہ اسے جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔" بے بی نے کہا تو سب نے ہی

www.novelsclubb.com

آمین کہتے منہ پہ ہاتھ پھیرا ہے۔

”ارے نہیں...وہ مری نہیں زندہ ہے...“مختیار بھائی نے جلدی سے کہا تو وہ تینوں لڑکیاں منہ پہ الٹا ہاتھ پھیر کر آمین واپس لینے لگیں۔

”کتنا کہتے تھے ابا کہ تھوڑا پڑھ لو... مگر تمہیں تو گلی میں گِلی ڈنڈا کھیلنے سے ہی فرصت نہیں تھی۔“ بے بی نے آہستہ سے ڈانٹے کہا تو وہ تینوں احمقوں کی طرح ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں، کیونکہ وہ بھی بار بار بولنے کے باوجود پڑھتی نہیں تھیں۔

نہ پڑھنے کا انجام ایسا بھیانک ہوتا ہے؟

وہ سوچ رہی تھیں۔

☆...☆...☆

یہاں استقبال تو بہت تپاک سے کیا گیا تھا مگر اتنے نئے نئے چہرے تھے کہ تمام چہروں سے وہ مکمل ناآشنا تھے۔امل مستقلاًان تینوں کے ساتھ تھی۔ وہی سارے خاندان سے ان کو متعارف کروا رہی تھی۔ مہمان اتنے تھے کہ سمجھ سے

باہر تھا کہ کون کیا ہے۔رشتے تو ان کو سمجھ نہیں آرہے تھے مگر موٹی موٹی جو باتیں تھیں وہ یہ کہ وحید صاحب کے ایک بھائی نوید تھے، جس کے تین بیٹوں کے ساتھ اکلوتی بیٹی تھی شانزے... جس کی امل سے اچھی دوستی تھی اور وحید صاحب کی ایک بہن تھی ناہید جو کینیڈا سے کل ہی یہاں پہنچنے والی تھی۔

امل،ان تینوں کو سجل کے پاس لے جانے کا بار بار کہہ رہیں تھیں مگر بے بی کی سخت ہدایات تھیں کہ وہ دلہن کے کمرے میں ایسے ہی منہ اٹھا کر نہ جائیں... پہلے تو دری نے صاف کہا کہ منہ اٹھا کر نہ جائیں تو کیا یہاں رکھ کر جائیں...؟

اس پہ گھوریوں سے کچھ حملے ہوئے، پھر کہا گیا کہ ذرا حلیہ اچھا کر لینا... تو شام کو جانا۔

وہیں کسی کمرے میں بجلی، مینو سے کہہ رہی تھی۔

"یہ اصغری اور اس کی بہو کو which (کون) سے Room میں stay کروانا ہے؟"

"عباد کے کمرے کے ساتھ والا کمرہ خالی ہے... وہیں ان کا انتظام کرواتی

ہوں۔" مینو نے ابھی بتایا ہی تھا کہ بجلی کڑکی۔

"آئے ہائے وہاں تو میں live کرنے کا think کر رہی ہوں۔"

"اوہو... تو اصغری کے ساتھ تم رہ لینا کون سا مسئلہ ہے۔" مینو نے سادگی سے کہا مگر بجلی تو بجلی تھی، کڑکتے ہوئے بولی۔

"ائے ہائے... why (کیوں) میں اس اصغری کے ساتھ stay کروں گی؟"

"اوہو... تو آرام سے رہو... میں اصغری کا کہیں اور انتظام دیکھ لیتی ہوں۔" مینو نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا اور فاصلے پہ کھڑے وہ سارے لڑکے آنکھوں سے اشارے کرتے ہوئے کوئی سازش رچانے کی پلاننگ کرنے لگے تھے۔

☆...☆...☆

"کریم ہو گی تھوڑی سی...؟ موسم بہت خشک ہو رہا ہے۔"

اصغری دروازے پر کھڑی، ہاتھ ملتی بے بی سے پوچھ رہی تھی۔

”روحی... کریم تو دینا۔“ بے بی نے سر گھما کر روحی سے کہا، جو ابھی سامان ٹھیک کر کے الماری میں رکھ رہی تھی۔ بیگ سے کریم نکال کر آئی اور اصغری کو گھورتی، اس کے ہاتھ میں کریم تھماتی... واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

اصغری نے ڈھیر ساری کریم نکال کر اپنے ہاتھ پر ملی...

پھر اتنی نکال کر منہ پر...

پھر اتنی ہی نکال کر بازو پر ملی...

پھر نکالنے لگی تو بے بی کا بس نہ چلا، جھپٹا مار چھین لے مگر وہ کمال ضبط سے کھڑی اس کو دیکھتی رہی۔

پھر اصغری کریم نکال کر پیروں پر ملنے لگی تو بے بی کا دل جل جل کر راکھ ہوا۔

پھر اٹھ کر، پھر کریم ہاتھ پر نکال کر، ڈھکن بند کرتی بے بی کو تھما کر بولی۔

”بہو سے بھی کہتی ہوں لگا لے... بہت خشک موسم ہو رہا ہے۔“ وہ کہتی چل دی۔

"توبہ ہے...اتنی کریم لگائی ہے...، پھر پیروں پر بھی فیئر اینڈ لولی۔ ہم تو منہ پہ ہی لگاتے ہیں...وہ بھی نہانے کے بعد ایک بار...!" بے بی بڑبڑاتی رہی۔

"یہ سارا میک اپ ڈریسنگ ٹیبل پہ سیٹ کر دو اور کپڑے بھی الماری میں رکھ دو اور بیگز سب سائیڈ میں کر دو۔ شیمپو، صابن بھی باتھ روم میں رکھ دو... پھیلاوا نہیں ہونا چاہیئے تاکہ جس چیز کی بھی ضرورت ہو تو وہ آسانی سے مل جائے۔ ٹھیک ہے؟" بے بی اپنا بیگ گھسیٹتی ڈریسنگ روم میں داخل ہوئی تھی۔

☆...☆...☆

دور سے دیکھو تو ڈی پی او ہاؤس زندگی سے بھرپور سجی سجائی عالی شان عمارت کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ وحید صاحب نے اپنی بیٹی کی شادی کیلیئے اس عمارت کا کونا کونا سجایا تھا۔ اس سجاوٹ کیلیئے حیدر آباد سے ایونٹ آرگنائزر کی خدمات حاصل کی گئیں تھیں۔ مایوں مہندی اور شادی کیلیئے الگ الگ ڈیزائن تیار کئیے جانے تھے۔ مایوں اوپر چھت پر، مہندی گھر کے پیچھے والے بڑے سے میدان میں...اور شادی میرج ہال میں طے پائی گئی تھی۔

سر شام ہی لائٹس جلادی جاتیں اور مٹیاری شہر میں مین روڈ پر کھڑا وہ گھر... جگر جگر کرتا دکھائی دیتا۔ دلہن بہت خوش نصیب تھی کہ اس کا باپ اس شہر کا ایس ڈی ایم تھا تو بھائی ڈی پی او... دونوں نے خاص انتظامات کروائے تھے۔ جہیز بھی ڈھیر سارا دیا تھا۔ شہر کی نامور شخصیات، سیاستدان اور دور اور قریب کے سارے رشتے دار شریک ہونے تھے۔ سندھ کے کونے کونے سے رشتہ دار پہنچ چکے تھے جن کا انتظام اسی گھر میں کروایا گیا تھا۔ وحید صاحب کے خاص کہنے پر عباد نے قریشیز کیلئے بہترین انتظام کروایا تھا، جس میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی، اے سی سمیت... جبکہ ایک کمرہ بجلی کو دیا گیا تھا۔ باقی جتنے بھی کمرے تھے، ان میں اے سی اور ائیر کولر لگوائے گئے تھے۔ وحید صاحب کے کافی رشتہ دار جو لاڑکانہ، حیدرآباد، کراچی، دادو اور نوابشاہ میں رہتے تھے جو کچھ تو آ گئے تھے، کچھ شادی میں آنے تھے، پھر بھی مہمانوں سے گھر بھر گیا تھا۔

مردوں کا انتظام باہر گیسٹ ہاؤس میں کیا گیا تھا۔

پھر بھی مینو مہمانوں کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

آج پہلا ہی دن تھا... کہ اے سی ٹرپ ہوئے جا رہے تھے۔ چائے جب مہمان خود بولتے تو اسے یاد آتا کہ مہمانوں کو چائے بھی دینی ہے۔ مہمانوں کو کھانا کھلاتے، ایک دن میں ہی اس کا سر گھوم کر رہ گیا تھا۔ وہ بے چارگی کی تصویر بنی نوکروں پر برس پڑتی تو کبھی بجلی پر برستی۔ ابھی بھی بجلی پر برس کر... باہر نکلی تو اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑی بے بی کو دیکھ کر کمپوز ہوئی۔

بے بی مہمان خواتین کے ساتھ باتیں کر رہی تھی، جو کراچی سے آئے تھے، جو وحید صاحب کی خالہ کی بہو تھی۔

''آپ بیٹھیں نا بھابھی... یہاں کیوں کھڑی ہیں؟'' مینو نے فضیلہ بھابھی کو دیکھ کر کہا۔ فضیلہ بھی پہلی بار یہاں آئی تھی۔ بے بی سے ایک دو بار ملاقاتیں ہوئی تھیں، اس لئے وہ اس کے ساتھ کھڑی ہو گئی تھی۔

''کافی دنوں بعد بے بی سے ملی تو سوچا گپ شپ کر لوں۔'' فضیلہ نے کہا۔

''ہاں اب تو بس شادیوں میں ہی ملاقات ہوتی ہے۔'' مینو نے کہا۔

''اچھا کیا جو آپ نے سب رشتہ داروں کو بلا لیا... اور ایک موقع مل گیا ہم

سب کو اکھٹا مل بیٹھنے کا۔“فضیلہ نے خوش دلی سے کہا۔

”بس ہمارا ابھی پہلا موقع تھا شادی کا... بہت اچھا لگا آپ سب لوگ آئے۔

“مینو نے بھی خلوص سے کہا۔”آؤ نا لاؤنج میں بیٹھتے ہیں... چائے بنواتی ہوں۔

“مینو نے کہا اور آگے بڑھی۔

”بے بی آؤ ناں...“اس نے جاتے ہوئے فضیلہ کو سنا تھا جو بے بی سے کہہ رہی تھی۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف جانے لگی۔

”بنے میاں!“اس نے ریلنگ سے نیچے نظر آنے والے بنے میاں سے کہا، تو وہ سر اٹھا کر اوپر دیکھنے لگا۔

”جی ادی...؟“ بنے میاں مودبانہ انداز میں بولا۔

”سب کے لئے چائے بناؤ... لیکن سب سے پوچھ لینا کہ کس کو پھیکی پینی ہے اور کس کو میٹھی۔“

”جی ادی!“

www.novelsclubb.com

''اور سنو!'' کچھ یاد آتے ہی وہ دوبارہ اس سے مخاطب ہوئی۔ ''اسفند یار آ گیا؟'' وہ پوچھنے لگی۔

''نہیں ادی۔'' بنے میاں کے کہتے ہی مینو ایک اطمینان کی سانس خارج کرتی بولی۔

''چلو شکر ہے۔'' اس کے کہنے پر بے بی نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

''ماما! ہمارا اے سی نہیں چل رہا۔'' امل منہ بناتی نیچے آتی بولی۔

''کیوں کیا ہوا؟''

''ٹرپ کر گیا ہے۔'' امل نے بتایا۔

''عباد سے کہو ناں۔'' لاؤنج کے بڑے سے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے مینو نے کہا۔

''وہ کہہ رہے ہیں لائٹ ڈم ہے... اتنے سارے اے سی ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ پر سجل کو تو بہت گرمی لگ رہی ہے۔''

''لائٹ پر لوڈ ہے بہت... کتنی لائٹس جل رہیں ہیں... اے سی چل رہے

www.novelsclubb.com

ہیں... فرج، ائیر کولر چل رہے ہیں تو لائٹ توڈم ہو گی ہی۔'' مینو نے بے زاری سے کہا تھا۔

''لائٹ کا مسئلہ تو ہر شہر میں ہے۔''فضیلہ بھابی بولی۔''اسٹیپلائزر کے سوا تو اے سی چلتے ہی نہیں ہیں۔''

''ٹرانس فارمر الگ سے لگوایا ہے ہم نے... پھر بھی لائٹ اتنی کم ہے کہ اے سی تو ایک ساتھ چلتے ہی نہیں۔ٹرانس فارمر سے کوئی نہ کوئی آکر اپنی تار لگا کر جاتا ہے اور وحید صاحب ان کو کچھ نہیں کہتے۔'' مینو نے اپنا دکھڑا سنایا۔

''ہاں وحید بھائی بہت نیک دل انسان ہیں۔کیسے اپنے غریب رشتہ داروں کو اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے۔''فضیلہ بولی۔

''ہاں بس کیا کریں؟ کہاں جائیں غریب لوگ...نہ کام نہ روزگار بس چلے آتے ہیں ادھر...'' مینو نے کہا تو امل نے بے زاری سے دیکھا اور کہا۔

''اے سی نہیں چل رہا۔''

''تو جا کر عباد سے کہو ناں۔'' مینو نے دانت پیسے، تو امل پیر پٹخ کر باہر نکل

www.novelsclubb.com

گئی۔

☆...☆...☆

ان کی زبانیں پٹر پٹر چل رہی تھیں۔

"سمجھ نہیں آتا مینو کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟" روحی بدمزہ ہوئی تھی۔

"بے بی کیوں چپ چاپ سب سن رہی ہے؟" مٹھی کے پتنگے لگ گئے۔

"ایک تو بڑے، ہمیں کچھ بتاتے بھی نہیں۔" دری نے تمام مہمانوں پر ایک نظر اچھال کر بے بسی سے کہا تھا۔ بہت عجیب سا موسم تھا... کچھ ٹھنڈا (کہ چسُیں چل رہیں تھیں)... کچھ گرم (کہ ناراضگیاں بھی عروج پہ تھیں)... لاؤنج میں سب تھکے بے حال سے محسوس ہوتے تھے۔ بے شک چائے کا انتظار ہوا جا رہا تھا مگر چائے تھی کہ آنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"مہتاب! تم سناؤ... ماشاءاللہ کافی ہٹی کٹی ہو گئی ہو... یقیناً بہو کے ہاتھ کا کھانا تمہیں راس آگیا ہے۔" کسی عورت کے سوال پہ مہتاب نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"پتا نہیں وہ کون سی ساسیں ہوتی ہیں جن کے نصیب میں بہو کے ہاتھ کا سکھ

لکھا ہوتا ہے۔" اس کے بیٹے کی پچھلے ماہ ہی شادی ہوئی تھی۔اس وقت بھی ایسا ہی میلہ سجا تھا، بس فرق یہ تھا کہ اس وقت بس قریبی لوگ ہی تھے، مگر اس وقت بہت دور دور کے رشتے دار اور زبردستی کے رشتے دار بھی اس محفل کا حصہ بنے ہوئے تھے۔یوں تو مہتاب نے بہت چاہ کے ساتھ اپنی بھانجی کو بیٹے کیلئے پسند کیا تھا، مگر پتا نہیں شادی کے بعد کیا گڑبڑ ہو جاتی ہے کہ چاہ سے لائی گئی اپنی بھانجیاں بھتیجیاں، بہو بن کر ایک آنکھ نہ بھاتی تھیں۔یہی کھٹا میٹھا حساب ان کے بیچ بھی تھا۔ مہتاب، اپنی بیٹی کے ساتھ اکیلے ہی یہاں آ گئی تھی جبکہ بیٹے اور بہو کی آمد شادی والے دن ہی متوقع تھی۔

"اصغری کو دیکھ لو...اپنی بہو کے گن گاتے اس کی زبان نہیں تھکتی۔" کسی کی مداح سرائی پہ بجلی نے پٹ سے جواب دیا۔

"میں کہنا نہیں چاہتی But اصغری کی Daughter in Law تو بالکل ہی Work Thief (کام چور) ہے۔پھر بھی اصغری پتا نہیں کیسے اس کے اتنے گن گاتی پھرتی ہے۔"

اصغری کا رشتہ بھی دور پرے کا ہی نکلتا تھا، مگر شادیوں باراتوں میں سب سے پیش پیش اصغری ہی ہوا کرتی تھی۔ کہنے کو دو بیٹے تھے، جن کی شادیوں پر کسی کو مدعو نہیں کیا گیا تھا، مگر اصغری نے بذات خود اپنے پاس کے رشتے داریوں کی شادیاں بھی دیکھیں تھیں تو دور پرے کے رشتے داروں کی بھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ اصغری نے ساری عمر بس شادیاں دیکھیں ہیں تو یہ جملہ بالکل بھی غلط نہ ہو گا۔

”اوروں کی بہو کا تو خوب پتا ہے تمہیں بجلی... پھر اپنی ہی بہو کے بارے میں تمہیں کیسے پتا نہیں چلا کہ ناک کے نیچے سے وہ تمہارے بیٹے کو لے اڑی۔“

پکے منہ والی شبانہ نے پکائی سے جتایا... تو سب ہی ہنس پڑیں۔ اس جملے نے تو بجلی کے کرودھ (غصے) کو للکار دیا تھا۔

”ارے میرا Straight Plain (سیدھا سادہ) بیٹا لے اڑی وہ کم بخت!
“

”پر یہ ہوا کیسے تھا؟“ عورتوں کی اس ٹولی میں سے کسی کی آواز پہ بجلی جل کر بولی۔

"بس اسی bloody موبائل پہ رابطے Start ہوئے اور Running Marriage (بھاگ کر شادی) پہ یہ سلسلہ جا کر Stop ہوا۔ میں نے توزلو کے ابا کو Neat Neat (صاف صاف) کہہ دیا کہ جب تک وہ اپنی Wife کو Divorce نہیں کرے گا... میں اس کو اپنے Home میں Enter نہیں ہونے دوں گی۔"

ساری روداد میں قابلِ ذکر جو نام تھا، اسی طرف باتوں کا رخ مڑ گیا۔

"یہ زلو کدھر ہے؟" مینو کو پوچھنا یاد آ گیا تھا۔

"ہم Together ہی آئے تھے لاڑکانہ سے... بس وہ زلو اور اس کے ابا کو کوئی شاپنگ وغیرہ کرنی تھی... تو وہ حیدر آباد ہی Stop ہو گئے اور میں Here آ گئی۔ اب تک تو ان کو بھی آ جانا چاہیئے تھا۔" بجلی نے ساری امیر حمزہ سنائی تو وہ تینوں کھسر پھسر کرنے لگیں۔

"اب یہ زلو کیسا نام ہوا...؟" دری کرسی پہ بیٹھی روحی سے کہہ رہی تھی مگر مٹھی کی بے زاریت عروج پہ تھی، اس نے زچ ہو کر کہا۔

”اس کے ماں باپ جو نام رکھیں... ہمیں کیا...؟“ وہ بڑوں کی بدذائقہ باتوں پر بدمزہ ہی ہوئی تھی۔

”میں تو بور ہی ہو گئی ہوں۔“ روحی کے چہرے پہ بھی اکتاہٹ صاف محسوس ہوتی تھی۔ ”جب دیکھو امل کو بس ہمیں سجل کے پاس لیکر جانا ہے... اور باقی لڑکیاں تو بس کپڑوں کا پوچھ پوچھ کر مغز ہی کھا گئیں ہیں... ارے بھئی کیا ہو گیا ہے آج کل کی لڑکیوں کو؟ ہر وقت کپڑے... ہر وقت بننا سنورنا...۔“ تینوں ہی اپنی اپنی باتوں پر رضامندی سے سر ہلا رہیں تھیں۔

”زلو نے لاڑکانہ بورڈ کے Four امتحان سے A+ گریڈ لیا ہے۔ Then (پھر) اس نے اب MCAT کیلئے SAGA کوچنگ سینٹر میں Admission بھی لے لیا ہے، Because (کیونکہ) اس کو LUMHS میں میڈیکل پڑھنا ہے، Very Big ڈاکٹر بننا ہے۔“

لو بھئی بجلی بولی تو بس پھر بولنا ہی شروع ہو گئی۔

”زلو کیلئے کوئی رشتہ وشتہ دیکھا ہے...؟“ شبانہ کے اس سوال میں عجیب سی

بے چینی محسوس کی جا سکتی تھی۔

"No...ابھی تو اس کے پڑھنے کی Age ہے۔"

"عورتوں کی باتیں کیا بس شادیوں کے جوڑ توڑ بنانے تک ہی محدود ہوتی ہیں؟" مٹھی نے عاجز ہو کر کہا۔ بے بی نے گھوری سے اشارہ کر کے یہاں رکنے کا نہ کہا ہوتا تو وہ کب کا اپنے کمرے میں جا چکی ہوتی۔

"اور یہ زلو ہے کون جو اتنا اہم ہو گیا ہے کہ سب کو اس کی شادی کی پڑی ہوئی ہے۔" روحی نے سر کھجاتے ہوئے پوچھا۔

"بجلی کا بیٹا ہو گا... اور کون ہی ہو سکتا ہے؟" دری نے عورتوں کی باتوں سے یہی نتیجہ نکالا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ زلو، بجلی کا بیٹا ہے؟" مٹھی کے سوال پہ دری نے کچھ سوچا۔

"بجلی اپنے میاں کو زلو کے ابا بلا رہی مطلب زلو، بجلی کا بیٹا ہوا ناں..."

"اللہ سب کی بیٹیوں کا اچھا نصیب کرے۔" مجمع میں پتا نہیں کس کی زبان

سے یہ دعا نکلی کہ بے اختیار ہی سب نے ’آمین‘ کا نعرہ بلند کیا۔ آمین پر وہ تینوں بھی باتیں چھوڑ منہ پہ ہاتھ پھیرنے لگیں۔

”اور بیٹوں کے بھی... کیونکہ بہوئیں بھی نصیب سے ہی اچھی ملتی ہیں۔

“مہتاب بیگم نے برجستہ کہا تو ایک بار پھر ’آمین‘ کی صدا بلند ہوئی۔

”یہ بڑی اچھی بات کہی آپ نے۔“ شبانہ نے کہا۔

”Yes...!“ بجلی نے بھی اس بات پر اکتفا کرتے ہوئے کہا۔ ”جیسے عنایت خاتون کو دیکھو... کیسی Lucky رہی کہ دونوں ہی اچھی Daughter in laws مل گئیں۔“

صفورا بیگم چونک کر پوچھنے لگی۔ ”ارے ہاں... عنایت خاتون کی کیا خبر ہے؟ وہ شادی میں شرکت تو کر رہیں ہیں ناں؟“

”Yes... ارادہ تو تھا ان کے آنے کا... But مجھے نہیں لگتا کہ They will come (وہ آسکیں گیں)“

”یہ عنایت خاتون وہی ہیں ناں... جن کو صفائی کرنے کا کریز تھا؟“ خالدہ

نے جیسے تصدیق چاہی۔"بلکہ جنون کہنا زیادہ بہتر رہے گا۔"

"ہاں... ہمارے خاندان میں تو ہمیشہ سے Famous ہے کہ عنایت خاتون جیسی Difficult (مشکل) عورت تو نہ پہلے کبھی Born ہوئی... نہ بعد میں کبھی Born ہو گی۔ پھر بھی دیکھ لو... دونوں Daughter in Laws کتنی Nice ملیں ہیں اسے۔"

"پھر وہ کیوں نہیں آ رہیں؟"صفورا بیگم کی کسی زمانے میں عنایت خاتون سے اچھی سلام دعا تھی مگر زندگی کے جھمیلوں میں کب ان کا رابطہ نا کے برابر رہ گیا... پتا ہی نہیں چلا۔

"بس، ان کے جو دونوں پوتا پوتی ہیں ناں... اتنے لاڈلے کہ سارے گھر کو پیچھے لگائے رکھتے ہیں۔ اوپر سے دونوں بالکل اپنے باپ پہ چلے گئے... ایک دم نازک مزاج... تو عنایت خاتون والے کہیں آتے جاتے ہی نہیں ہیں..."بجلی ناک بھوئیں چڑھا کر بولی۔

"ویسے عمارہ کی دونوں بیٹیاں تھیں ہی بہت پیاری... اور سمجھدار... دیکھو

کیسے اپنا گھر کر کے اب آرام سے بیٹھی ہوئیں ہیں... کبھی ان کے بارے میں کچھ غلط نہ سنا... نہ دیکھا... اسی سے ان کی تربیت جھلکتی ہے... بے شک تربیت کا بہت بڑا عمل دخل ہوتا ہے گھر گرہستی میں۔"فضیلہ کا انداز تعریف سے کب دانائی میں بدل گیا، وہ خود بھی جاننے سے قاصر تھی۔

"لو! یہ بھی Good(خوب) کہی!" بجلی چمکی۔"تربیت کا نہیں... عنایت خاتون کا اپنا بڑا Hand ہے کہ وہ دونوں مزے سے اپنے House میں رہتی ہیں۔Because وہ کسی کو Works(کاموں) میں hand ڈالنے نہیں دیتی..." بجلی نے صدق دل سے اعتراف کیا۔"اور میں تو یہی سمجھتی ہوں کہ ساس اور بہو میں سارا مسئلہ ہی تو work کا ہوتا ہے۔"

"جو بات ہے۔" کے نعرے کا شور ہر کہی سے اٹھا۔

"اب یہ عنایت خاتون کون آگئی ہے بیچ میں؟" وہی اکتایا ہوا لہجہ روحی کے علاوہ اور کس کا ہو سکتا تھا؟

"بے بی بتا نہیں رہی تھی کہ بجلی کا لاڑکانہ میں بھرا پڑا خاندان ہے... اسی

خاندان میں زکیہ نام کی ایک عورت ہے، جو بجلی کی ایک طرح سے بڑی بھابھی ہے۔اب بجلی کی زکیہ بھابھی کا ایک قصہ بہت مشہور ہے کہ لاڑکانے کے کسی چھوٹے سے محلے میں، وہ تنگ سی گلیوں میں سے کسی تنگ گلی کے ایک چھوٹے سے گھر میں رہتی ہے۔

بجلی کی زکیہ بھابھی اور ان کی بیٹیاں گھر سے جب نکالتی ہیں تو کیا تو ان کے ٹھاٹھ دکھائی دیتے ہیں۔لاکھوں کی موبائل ہاتھوں میں لیکر، اسٹائیلو کے چپل پرس (اچھا ہوا کپڑے نہیں تھے ورنہ کپڑے بھی اسٹائلو کے پہنتی)، اٹھائے مہنگے ترین کپڑے پہنے، مہنگے ایک ایک میک اپ کو منہ پہ تھوپے، اپنی پجارو میں نوکروں اور گارڈز کیساتھ ایسے پروٹوکول کے ساتھ نکلتی جیسے پتہ نہیں کہاں کی وڈیریاں ہیں... لیکن اصل میں ان کے ٹوٹے پھوٹے پرانے سے گھر میں جہاں پر اچھا سا واشروم تک نہیں ہے۔چھوٹا سا گھر چھوٹی چھوٹی گلیوں میں بنا ہوا ہے جہاں گاڑی کیا، اسکوٹر کے جانے کی بھی جگہ نہیں اور انھوں نے پجارو لیکر رکھی ہوئی ہے۔

تبھی بجلی کی زکیہ بھابھی پجارو سے اتر کر روڈ سے پیدل گھر تک جاتی ہے۔

شروع شروع میں پجارو پارک کرنے کا الگ مسئلہ تھا۔ پھر رجب... رجب اردگان نہیں... (زکیہ بھابھی کا اکلوتا بیٹا)، کے دوست کے مشورے پر اپنے دوست کے گھر میں پارک کرنے لگا۔ اب اس کے دوست کے گھر میں گیراج تو تھا مگر گاڑی نہ تھی۔ (ہائے بے چارا...) مگر ابھی پچھلے سال ہی اس نے شادی کی ہے اور جہیز میں اس کو مہران گاڑی ملی ہے۔ اب اس کا دوست گیراج میں اپنی وہ پدی سی مہران کھڑی کرتا ہے جبکہ پیجارو کیلئے مویشیوں کے تبیلے میں کہیں جگہ نکال لی گئی ہے۔" دری کے بس حسب نصب بتانے کی کمی رہ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے... بجلی کی زکیہ بھابھی کی کہانی تو پتا چل گئی مگر عنایت خاتون؟"

"روحی کے پوچھنے پہ مٹھی جلدی سے بتانے لگی۔

"ہاں زکیہ بھابھی کی ہی بھابھی ہے عمارہ بھابھی... جس کی سمدھن ہوئی عنایت خاتون... جس کو بچپن سے ہی سب سائیکو قسم کا سمجھتے تھے۔ نہیں نہیں... پاگل نہیں۔ مارتی بھی نہیں تھیں۔ ہاں ہر وقت ان پر صفائی کا بھوت سوار رہتا تھا۔ کسی کے ہاتھ کا کھانا نہ کھاتی تھیں۔ نہ پیتی تھیں۔ بے بی بتا رہی تھی کہ وہ

سارے گھر والوں کو چار پوئیوں کے اوپر بٹھا دیتی تھیں اور فرش دھوتی تھی۔ جو باہر ہوتے تھے وہ باہر سڑتے رہتے۔ جو اندر ہوتے ہو کڑھتے رہتے، مگر مجال جو کوئی فرش پہ پیر در لیتا۔ اصل میں ان کا بھی قصور نہیں تھا۔ بچپن میں ان کی ماں ایسی بیماری سے مر گئیں تھیں جو گھر میں گندگی سے پھیلی تھی۔ تبھی وہ وہمی ہو گئیں تھیں اور ہر وقت صاف صفائی کرتی رہتی تھیں۔ اپنے بہن بھائیوں کو صاف رکھتی تھیں۔ تب وہ دادو میں تھیں تو ان کی سلام دعا بڑی بھابھی (صفورا بیگم) سے بھی اچھی خاصی تھی۔ پھر ان کی اپنے چاچا کے بیٹے سے شادی ہوئی جو لاڑکانہ شہر سے تھوڑا دور گاؤں میں رہتے تھے۔" روحی نے تفصیلی بات کی جو کچھ دن پہلے ہی بے بی نے اسے بتائی تھی۔ عجیب بات ہے۔

"... مگر بے بی نے یہ باتیں جب تمہیں بتائیں تب میں کدھر تھی؟" روحی نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

"جب اس دن مہمان آئے تھے، اور تم نے چائے گرا کر اپنا گھٹنا مفت تڑوا دیا تھا... تبھی درد سے تم چلا رہی تھی اور تمہیں گولی دے کر سلا دیا تھا... تبھی ہمارا

دھیان بٹانے کیلیئے بے بی یہ بات کر رہی تھی۔

"... مگر میں چائے تو ہر روز ہی گراتی ہوں... پھر یہ کون ساوالا خاص دن تھا؟" روحی بڑ بڑائی۔

"... ہاں مگر عنایت خاتون کی دونوں بہوئیں بھی بہت اچھی ہیں۔" فضیلہ نے کہا۔ "معصوم سی۔ وہ نام کیا تھا ان کا؟"

"عنادیہ اور عافیہ!" بجلی نے پٹ سے جواب دیا تھا۔

"اب بھی کیا اسلام آباد ہی ہیں؟" فضیلہ نے مزید پوچھا۔

"Yes...! ابھی بھی وہی ہیں... لاڑکانہ Come Go (آتے جاتے) رہتے ہیں... عنایت خاتون سے تو میری Majority ہی Meeting (اکثر ہی ملاقات) ہوتی رہتی ہے..."

"ہاں سنا تھا کہ عافیہ کا ناول پڑھ پڑھ کر دماغ بھی خراب ہو گیا تھا، دیکھو پھر بھی کتنی سمجھدار نکلی ہے... ورنہ ہم نے تو ہمیشہ ہی سنا کہ ناول اور فکشن پڑھنے والیوں کے دماغ ہی خراب ہو جاتے ہیں۔ عنایت خاتون بھی تو اخبارِ جہاں کے ناول

پڑھ پڑھ کر اپنا دماغ خراب کر چکی تھی۔ وہ کون سا آتا تھا ناول...؟ ہاں خالی گھر...

"فضیلہ کے بولنے پر بے بی نے اپنے گھر کی تینوں نعمتوں کو دیکھا جو ایک جگہ دبک کر بیٹھی ہوئی دکھائی دیں۔

"ناول نہ پڑھ کر بھی ان تینوں کے دماغ خراب ہیں۔" بے بی کی بڑبڑاہٹ کسی نے نہ سنی تھی۔

"یہ تو کہنے کی باتیں ہوتی ہیں... ورنہ انسان کے اندر اتنا شعور تو ہوتا ہی ہے کہ کس شر سے خیر کا پہلو نکلتا ہے... اور کس خیر سے شر... اس کی پرکھ کر سکے!"

"چلو تم لوگ باتیں کرو جب تک میں Fish(فریش)ہو کر آتی ہوں۔

"بجلی اس جمگھٹے سے اٹھتے ہوئے بولی تھی۔"... زلو اور زلو کے ابا بھی آتے ہوں گے۔"

بجلی کہتی سیڑھیاں چڑھ گئی۔

"ارے بھئی چائے آئے گی کہ نہیں؟" مینو نے تیز آواز میں کہا تو بے بی اٹھنے لگی۔

"میں دیکھتی ہوں۔"

"تم کیوں دیکھو گی؟"فضیلہ نے اس کا ہاتھ تھام کر،اسے اٹھنے سے روکا۔"یہ لڑکیاں بیٹھی ہیں ناں...ان کو دیکھنے کیلئے بھیجو!"

"ان کو...؟"بے بی نے ان تینوں نمونیوں کو دیکھا جو فضیلہ بیگم کی بات بخوبی سن چکی تھیں۔

"چلو تم میں سے کوئی ایک کچن میں جا کر دیکھے وہاں ہو کیا رہا ہے؟"صفورا بیگم نے تیز لہجے میں انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔(مقصد یہی تھا کہ صرف دیکھ کر آئیں...یہ نہیں کہ کچھ اٹھا کر ہی لے آئیں اور گرا کر ساری عزت کا کباڑا کر دیں۔)

www.novelsclubb.com

"جاؤ روحی تم دیکھ کر آؤ!"خالدہ بیگم نے حکم سنا دیا تو وہ ناچار اٹھی اور کچن کی طرف گئی۔

دوسری طرف بجلی،اسفند اور عباد کے بیچ والے اس کمرے میں داخل ہوئی جو کم از کم اس گھر کا سب سے بہترین کمرہ تھا۔وہ پرس کرسی پر رکھتی،موبائل

لاپرواہی سے ایک جگہ پھینکتی واش روم میں گھسی تھی...

نلکے کے پانی کا آواز باہر سنائی دیا تو کوئی پردے کے پیچھے سے نکل کر دبے پاؤں کمرے سے نکلنے لگا تھا، مگر نکلنے سے پہلے اس نے ایک بار پھر کمرے پر ایک نظر ڈالی۔

”کیا یہاں آنے کا مقصد پورا ہو گیا تھا...؟

یقیناً ہو گیا تھا۔

وہ مطمئن ہو کر کمرے سے باہر نکلتے ہی کچھ دور کھڑے ان لڑکوں کو Thumbs Up کا اشارہ کرنے لگا۔ اشارہ ملتے ہی سب مطمئن ہو کر ادھر ادھر بکھر گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

بہت ہی سنبھلتے ہوئے جب وہ کچن میں آئی تو وہاں عباد کو دیکھ اس کی زبان پہ مقفل ہی لگ گیا۔ وہ بنے میاں کے سر پہ کھڑا اسے ڈانٹ رہا تھا... پر بغیر رعب اور دبدبے کے۔ یہی وجہ تھی کہ بنے میاں اس کے رعب میں کم ہی آتا دکھائی

دے رہا تھا، اور سستی سے کام چلا رہا تھا۔

"گھر کا سارا انظام تم لوگوں نے خراب کر رکھا ہے...نہ کوئی نظم و ضبط ہے نہ کوئی تمیز...سارا گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے۔ مغرب کا وقت بھی گزر گیا ہے اور ابھی تک وہ سب شام کی چائے کا انتظار کر رہے ہیں۔" ربوٹک انداز میں یہ سب کہنے والا عباد...بہت ہی سپاٹ سے لہجے میں کہہ رہا تھا، مگر جانے کیا ہوا کہ اسے کسی اور کی موجودگی کا احساس بھی شدت سے ہوا...اور وہ مڑ کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

وہ اس لڑکی کو پہلے بھی قریشیز کے کمرے میں دیکھ چکا تھا۔

"جی...؟"

"وہ...وہ سب چائے کا پوچھ رہے ہیں۔" روحی نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"ہاں بس آرہی ہے۔" عباد کے کہنے پر وہ سکھ کا سانس لیتی باہر جانے لگی کہ 'جان چھوٹی...' مگر جان اتنی آسانی سے کہاں چھوٹنی تھی...؟

عباد نے اس کو عقب سے پکارا۔

”سنو!“

خطرے کی گھنٹی بجی۔ وہ مڑی۔ کہا کچھ نہیں بس دیکھنے لگی۔

”اگر مائنڈ نہ کرو تو کیا یہ ٹرے تم اوپر لے جاؤ گی...؟“

”کون میں...؟“ روحی تو ایسے گھبرائی جیسے ٹرے لے جانے کا نہیں... بم لے جانے کا کہہ دیا ہو۔

”کیا یہاں کوئی اور بھی ہے جس کو میں کہہ سکتا ہوں؟“ عباد اسی بے تاثر لہجے میں بولا۔

”جی!“ وہ سر ہلاتی دھیرے دھیرے کاؤنٹر کی طرف بڑھی اور ٹرے اٹھانے لگی۔ عباد اس کے سست قدم نوٹ کر رہا تھا۔ وہ بڑے دھیان کے ساتھ ٹرے اٹھاتی مڑی جب عباد اس کے سامنے آیا۔

”رہنے دو... میں خود ہی اٹھا کر لے جاؤں گا۔“ عباد' اس کے ہاتھ سے ٹرے لینے لگا تو وہ ٹرے سے ہاتھ نہ ہٹاتے بولی۔

”مگر میں لے کر تو جا رہی ہوں۔“

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

''اس رفتار کے ساتھ تم اوپر پتا نہیں کب تک پہنچو گی...''یقیناً وہ طنز کر رہا تھا مگر طنز بھی طنز محسوس نہ ہوا۔ کیسا عجیب شخص تھا وہ...

''میں لے جاتی ہوں۔'' وہ اب اعتماد سے بولی تو عباد نے ٹرے سے ہاتھ ہٹا لئے اور اسے جانے کا رستہ دیا۔ روحی اب پہلے سے ذرا تیز قدم اٹھاتے ہوئے باہر جانے لگی، مگر کچن سے نکل کر راہداری کی سمت جب اس کی نظر گئی تو سامنے کے منظر میں کچھ ایسا تھا کہ...اس کو دیکھ کر کسی کے ہاتھ سے بھی وہ ٹرے چھوٹ سکتا تھا... مگر روحی کی گرفت ٹرے پہ مزید مضبوط ہو گئی۔

اس نے آنکھیں بند کیں...

اسے لگا یہ وہم ہے...

مگر جب آنکھیں کھولیں تو وہ منظر اور قریب آ چکا تھا۔

☆...☆...☆

پارکنگ میں کوئی گاڑی آ کر رکی تھی جس پر شور اٹھا تھا۔

''زلو کے آبا آ گئے...!''

کبڑا خان کی صدا پر یاسر جلدی سے بجلی کے کمرے میں نمودار ہوا۔

''بجلی... زلو کے ابا آگئے ہیں۔'' وہ کہتا یہاں سے بھاگا تو بجلی واش روم سے ہڑبڑا کر باہر نکلی۔

''وہ آگئے...؟''

وہ ہڑبڑا کر ایک کرسی پہ لٹکا تولیہ اٹھا اس سے اپنا منہ خشک کرتی افراتفری میں نیچے کو بھاگی۔ یقیناً وہ زلو اور زلو کے ابا کا بہترین استقبال کرنا چاہتی تھی... اسی لئے زلو زلو کہتی افتاں وخیزاں راہداری میں باقاعدہ بھاگتی اب سیڑھیاں اتر رہی تھی۔

یہ ایسی کوئی عجیب بات بھی نہ تھی کہ روحی ٹرے لئے ہونق ان کو دیکھ رہی تھی... بلکہ پہلے تو وہ یہی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ مخلوق ہے کیا؟

ارے یہ تو بجلی ہے مگر...

آگے کچھ سمجھ نہ آتا تھا۔ وہ جا چکی تب بھی وہ کافی دیر یونہی کھڑی رہی۔

''کام کرتے ہوئے مجھے بھی کیسے خیالات آتے رہتے ہیں۔'' وہ خیال جھٹک

کراب سنبھل سنبھل کر اوپر چڑھنے لگی۔

☆...☆...☆

مینو دروازے پہ استقبال کیلئے کھڑی تھی۔باقی عورتیں بھی ساتھ ہوں لیں۔

دری اور مٹھی بھی زلو کو دیکھنے کیلئے ایک طرف منہ بگاڑ کر کھڑیں تھیں کہ زلو،زلو کی صدا پہ وہ مڑ کر سیڑھیوں کی طرف دیکھنے لگی۔

بجلی کالے منہ کے ساتھ سیڑھیاں اترتی انتہائی مضحکہ خیز معلوم ہو رہی تھی۔

کونوں کھدروں میں شرارت کرنے والے تمام لڑکے ہنس رہے تھے۔ابھی تو عورتیں ہی غائب دماغی سے اسے دیکھ رہیں تھیں کہ اسی بیچ زلو اور زلو کے ابا اندر آئے تو بیگانہ وار اس کالے بوتھے والی عورت کو اپنی طرف آتے دیکھ گھبرا کر واپس ہونے لگے... مگر بجلی نے زلو کو دھر لیا۔اسے گلے لگایا...اسے پیار سے چوما...اور چومنے کے بعد اس کے گالوں کو دیکھ کر بولی، جس میں بجلی کے منہ پہ لگا سرمہ کچھ

www.novelsclubb.com

زلو کے چہرے پہ لگ گیا تھا... ”زلو! یہ سرمہ تم نے گالوں پر کیوں لگایا ہے؟ کیا یہ نیا فیشن ہے؟“

”امی! تم نے کیوں پورے چہرے پہ سرمہ مل دیا ہے؟“ زلو نے گھبرا کر ان کو بتایا تو بجلی نے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھ لئے۔

”کیا؟“

پھر تو جو ہوا... اس کا خلاصہ یہی ہے کہ سب ہنس ہنس کر اوندھے ہوئے تھے... لڑکے پلان بی کے کامیاب ہونے پہ خوش ہو رہے تھے، جبکہ وہ دری اور مٹھی اسی بات پہ حیران ہو رہی تھیں کہ زلو لڑکا نہیں... لڑکی تھی۔ وہ بھی نازک مزاج لڑکی نہیں... ہٹی کٹی موٹی لڑکی تھی جس نے رنگیلو مارو ڈھولنا جیسے چھوٹے سے فراک کے نیچے بہت بڑی پھولی ہوئی شلوار پہنی ہوئی تھی...

اس وقت ایک اور انوکھی بات یہ بھی ہوئی کہ روحی نے باحفاظت طریقے سے ٹرے کو لا کر اپنی جگہ رکھ دیا تھا۔ یقیناً یہ بات گینیز ورلڈ بک میں لکھوانے جیسی تھی۔

☆...☆...☆

رات کا کھانا کھالیا گیا تھا۔

بجلی کے ساتھ جو سانحہ ہوا، اس کی جانچ پر تال کیلئے کمیٹی کو بھی بٹھالیا گیا تھا جس کی ذمہ داری مینو کے سپرد کی گئی۔ بستر ے لگادیئے گئے تھے، چونکہ سب سفر وغیرہ کر کے آئے تھے، اس لئے تھکاوٹ کا احساس ان سب پہ غالب تھا۔ وہ سونے کی نیت سے جلدی ہی لیٹ گئے تھے۔ اے سی کا مسئلہ تھا کہ بھرے پڑے گھر میں اے سی اتنے چل رہے تھے کہ کوئی نہ کوئی اے سی بار بار ٹرپ کر کے بند ہوئے جا رہا تھا۔ پھر بھی جیسے تیسے سب جگاڑ کر کے سوتے بنے تھے۔

مگر رات کے پہر...

بہت دیر سے...

اتنی دیر سے کہ اس خشک موسم میں بھی کہیں کہیں ہلکے ہلکے جھکڑ چل رہے تھے...

اسی وقت ڈی پی او ہاؤس کے دروازے پر ہارن پر ہارن بج رہا تھا، پر دروازہ تھا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کہ کھلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ گیسٹ رومز میں سوئے لوگ بے زار ہو کر، اٹھتے ہوئے کھڑکیوں سے جھانکنے لگے تھے۔

''آخر ہو کیا رہا ہے؟'' دری نے ساتھ کھڑی روحی سے پوچھا۔

کچھ دیر بعد ہارن کے ساتھ دروازہ بھی بجنے لگا تھا۔

''اوہو! دروازہ کھولو۔'' اب کسی کی زور سے آواز بھی گونج رہی تھی۔

''کوئی آیا ہے شاید۔'' روحی نے بڑی سوچ بچار کے بعد اتنی اہم بات بتائی تھی۔

''آیا آیا۔'' کبڑا خان چیختا پورچ میں آتا دکھائی دیا تھا۔ تب تک ہارن، آواز اور دروازہ بجتا رہا۔ ''ارے آیو آیو ابا...'' کبڑا کہتا دروازہ کھولنے لگا اور دروازہ کھلتے ہی آنے والا دھاڑا۔

''گھنٹہ ہو گیا ہے کب سے دروازہ بجا رہا ہوں... کھول نہیں سکتے تھے...؟''

''بابلہ... میں چھت پہ سو رہا تھا... اٹھ کر آنے میں ٹائم تو لگتا ہے ناں...'' کبڑا خان رسانیت سے بولا۔

"کتنی بار کہا ہے گیٹ کے ساتھ سویا کرو۔" وہ آنکھیں دکھاتے ہوئے بولا۔

"یہاں نیند کہاں آتی ہے۔" کبڑا خان نے چارپائی پر سوئے ڈینو کاکا کو دیکھا جو گدھے گھوڑے بیچ کر سورہا تھا۔ "ڈینو کاکا کے خراٹے سن رہے ہیں...؟"

"اسے کل ہی نکالو اس گھر سے... مجھے یہ شخص اب اس گھر میں نہیں دکھنا چاہئے۔"

اس نے غصے سے دینو کاکا کو دیکھتے کہا۔

"اڑے پٹ! آدھی رات کو چِلا کر کیا مہمانوں کی نیند خراب کر رہے ہو..."

"مینو اپنے کمرے کی کھڑکی سے جھانک کر، باقاعدہ خود بھی چیخ کر آنے والے کو مخاطب کر کے کہنے لگی تو گیسٹ روم کی کھڑکی میں کھڑی ان تینوں لڑکیوں نے گردن موڑ کر ثمینہ کھیڑ و کو دیکھا۔

"فکر نہ کرو... ہم جاگ گئے ہیں۔" اصغری نے مینو کو تسلی دیتے کھڑکی سے جھانک کر کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں... دینو کاکا کو چھت پہ شفٹ کرو... ورنہ میں اسے تھر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بھجوادوں گا۔'' آنے والا پہلے ہی تپا ہوا تھا۔مزید تپ کر بولا۔

''اچھا اچھاپٹ! اس کی وجہ سے اپنا دماغ خراب مت کرو۔اوپر آؤ... پھر تسلی سے بات کر لیتے ہیں۔''ثمینہ بیگم نے پچکارا تو وہ کبڑا خان کو شعلہ بار گھورتا اوپر کی طرف بڑھ گیا۔

''گاڑی اندر کروالو۔'' کہنا نہ بھولا۔

''گھر میں فساد کرواکے کیسے مزے سے سو رہا ہے۔'' کبڑا خان نے بے زاری سے دینو کاکا کو دیکھا جس کے کان میں جوں بھی نہ رینگی تھی۔چاہو تو اس کے پاس دھماکہ بھی کر دو... تو کوئی اثر نہیں ہو گا۔

''ہمیں پتا نہیں کب ایسی پُر سکون نیند نصیب ہو گی...؟''

دینو کاکا سالوں سے وحید صاحب کا ملازم تھا۔عمر ہو گئی تھی۔آنکھوں نے دیکھنا، کانوں نے سننا چھوڑ دیا تھا پر آج بھی وہ گھر کی رکھوالی کرنے کیلئے تیار رہتا تھا۔ وحید صاحب نے گارڈز رکھے، چوکیدار رکھے پر دینو کاکا ان کو ٹکنے نہ دیتا تھا۔ہر وقت دروازے پر چارپائی بچھا کر بیٹھا رہتا۔ڈی پی او صاحب ڈانٹتا جس پر وہ سیدھا جا

www.novelsclubb.com

کر ثمینہ کھیڑو کو شکایت لگاتا۔اور ثمینہ اپنے بیٹے کو سمجھاتی اور اس کی خاص 'وفاداریاں' گنواتیں۔اس کا ڈی پی او بیٹا روز روزان کی باتیں سن کر بے زار ہو جاتا۔

کبھی کبھی وہ دینو کاکا کو سمجھاتا کہ وہ اب بزرگ ہو گیا ہے...اسے آرام کرنے کی ضرورت ہے۔ہم ہیں ناں آپ کی خدمت کرنے کیلئے...آپ اوپر کمرے میں شفٹ ہو جائیں...مگر دینو کاکا نہ کچھ سنتا نہ سمجھتا...بس کہتا...نہیں دروازہ تو میں ہی بند کروں گا اور کھولوں گا...ڈی پی او سر پیٹتا رہ جاتا۔

روزرات کو وہی دیر سے آتا تھا اور ہر بار اس کا آیا...ایک تماشہ لگنے جیسا ہوتا تھا۔گھر کے سب لوگ روز روز کے تماشوں کے عادی تھے، مگر مہمانوں کے لئے یہ صورتحال ذرا مختلف تھی،اس لئے وہ سب حیرت سے یہ دیکھ رہے تھے۔

"سچ میں دینو کاکا کو نکال باہر کرنا چاہئے۔"دری نے تبصرہ کیا تھا۔

"دینو کاکا،وحید صاحب کے گھر میں بچپن سے ہے،کیسے مینوا سے نکال سکتی ہے؟"بڑی بھابھی نے کہا تھا۔

”سنتا دیکھتا کچھ ہے نہیں... اور رکھا ہوا ہے... دینو کاکا۔ایک فلموں میں سنا تھا راموکاکا... اور ایک یہ سنا ہے دینو کاکا۔“ مٹھی جل کر بولی۔”اتنی مشکل سے نیند آئی تھی... اور دینو کاکا کی وجہ سے نیند ہی خراب ہو گئی۔اب کیا روز روز ایسا ہی ہو گا...؟“

”ہمیں کون سا مہینہ رہنا ہے؟“ چھوٹی بھابھی نے یاددہانی کروائی۔

”پر دینو کاکا کچھ تو کرنا چاہیئے۔“ روحی نے کہا تھا۔

”اس کا کچھ نہیں ہو سکتا... لاڈلا جو ہے ثمینہ کھیڑو کا۔“ بے بی دانت پیستے بولی۔

”کیوں؟“ مٹھی نے پوچھا۔

”موصوفہ کی شادی جو کروائی تھی اس دینو کاکا نے۔“ بے بی جل کر بولی۔ تو تینوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

☆...☆...☆

بند دریچے کے آگے پردے گرے تھے، مگر پھر بھی سورج کی شعاؤں کو اس کمرے میں روشنی پھیلانے کا رستہ مل چکا تھا۔کمرے میں اے سی کی خنکی محسوس ہو رہی تھی۔ماحول ایسا تھا کہ آنکھ کھولنے کا بھی دل نہ کرے مگر جانے کیوں بجلی کو اپنی نیند کی قربانی دینی پڑی اور آنکھیں ملتے ہوئے اس نے کمرے کا جائزہ لیا تھا۔

وہ بے بی کے کمرے میں چارپائی پر سوئی تھی۔

یکدم ہی رات کے وہ الگ تماشے یاد آئے تھے۔وہ اٹھی تو جمائی لیتے ہوئے اس کا منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا۔

سامنے والے بیڈ پر بیٹھی صفورا بیگم اور خالدہ بیگم بھی کچھ ایسی ہی صورتحال کا شکار دکھائی دے رہیں تھی۔

وہ منظر ہی ایسا تھا۔

بے بی اور مینو ایک ہی چارپائی پہ بے خبر سو رہیں تھیں۔

یہ قیامت کی گھڑی نہ تھی تو اور کیا تھی...؟

یہی قیامت کی گھڑی بجلی پر بجلی بن کر گری تھی۔سب محوِ حیرت اور خوش گوار سی کیفیت میں مبتلا تھے، مگر بجلی تو صدمے میں بجھتی چلی گئی تھی۔

مینو تو اپنے کمرے میں سوئی تھی پھر وہ رات کو یہاں کب...؟اور کیوں آئی تھی...؟

آخر کیوں...؟

☆...☆...☆

ہوا یوں تھا... کہ رات کو اے سی کے بار بار ٹرپ ہونے کی وجہ سے مہمان بے آرامی کا شکار تھے۔اسی گھمبیر صورتحال میں بے بی نے ایک ترکیب لگائی اور عباد سے کہہ کر لائٹ کا مین سوئچ بند کروا دیا تھا، پھر افواہ پھیلا دی کہ لائٹ خراب ہو گئی ہے۔سب پریشان ہو کر کمروں سے باہر نکل آئے تھے۔موقع دیکھتے ہی بے بی نے حل پیش کیا کہ ہم سب دو کمروں میں سو جائیں تو ایکسٹرا لائٹ خرچ نہیں ہو گی، ایسے اے سی بھی ٹرپ نہیں کریں گے اور ہم سب سکون سے سو پائیں گے۔

سب اس بات پر راضی ہو گئے۔ایک کمرے میں سب رشتے داروں کو ایڈجسٹ

کرنے کے بعد بے بی اپنے کمرے میں آئی اور بجلی جس نے پورا ایک کمرہ گھیرا ہوا تھا، اس کو اپنے کمرے میں ایڈجسٹ کیا... ایک چارپائی پر مٹھی اور دری کو شفٹ کیا... ایک چارپائی بجلی کو دی... اور ایک پہ خود سو گئی۔ رات کو دیر سے اسفند کی آمد ہوئی تو... اس کا اے سی چلا اور مینو کے کمرے کا اے سی بند ہو گیا۔

مینو اپنا کمرہ بند کرتے عباد کے کمرے میں گئی۔ وہ موجود نہیں تھا۔... اے سی نہ ہونے کی وجہ سے وہ دانش کے کمرے میں چلا گیا تھا جبکہ وحید صاحب پہلے ہی مردوں کے گیسٹ روم میں مہمانوں کے ساتھ رہنے کا انتظام کر چکے تھے۔ وہ اکیلی تھی تو بجلی کے کمرے میں آئی مگر وہ بھی غائب تھی۔ پھر سجل کے کمرے میں آئی تو وہاں سجل، امل، زلو، شانزے اور فضیلہ اپنی بیٹی کے ساتھ سو رہیں تھیں۔ مہمانوں کا کمرہ بھی ہاؤس فل تھا، وہ بے بی کے کمرے میں آئی تو وہاں بھی کوئی جگہ نہ ملی... وہ ناچار اسی حبس زدہ رات میں سونے کا من بناتی ابھی کمرے سے جانے لگی تھی کہ کھٹکے پر بے بی اٹھی۔

"کوئی کام تھا...؟"

اس پورے عرصے میں بے بی نے پہلی بار اسے خود مخاطب کیا تھا۔سارا دن اس کو نظر انداز کرنے کے بعد بھی مینو کو یہ غلطی فہمی تھی کہ بے بی اسے خود مخاطب کرنے کی غلطی نہیں کر سکتی تھی۔اس لئے وہ اب نادم ہوتے ہوئے آہستہ لہجے میں کہتی آگے بڑھی۔"نہیں...!"

"تم بھی سونے کیلئے جگہ ڈھونڈ رہی ہو...؟" بے بی اس کے ہاتھ میں تکیہ اور چادر دیکھ کر معاملہ سمجھ چکی تھی۔

"سونے کیلئے جگہ تو بہت ہے...بس اے سی نہیں چل رہے۔" مینو سر مسلتے بولی۔

"یہاں سو جاؤ...میں کسی اور کے ساتھ ایڈجسٹ کر لوں گی۔" بے بی نے اسے اپنی چارپائی پیش کی تھی۔

"نہیں بے بی! میں کوئی اور باہر جگہ دیکھتی ہوں۔" مینو نے تکلف سے کہا۔

"آجاؤ مینو...ویسے بھی تم جانتی ہو، تمہیں پریشان دیکھ کر میں ساری رات سو نہیں پاؤنگی۔" بے بی نے آہستہ سے کہا تو مینو اسے دیکھنے لگی۔"آجاؤ اور بے

تکلفی سے سو جاؤ... ویسے بھی یہ تمہارا گھر ہے... ہم مہمان ہیں... کل پرسوں چلے جائیں گے۔" بے بی نے ساتھ جتایا بھی کہ مینو اپنا تکلف جھٹک دے مگر مینو تو الٹا اسے شرمندگی سے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"تم کہتی ہو تو ٹھیک ہے' سو جاتی ہوں... مگر تم بھی ادھر ہی سو جاؤ... ویسے بھی تمہیں یاد ہے ناں ہم سب دادو میں جب ساتھ رہتے تھے، تب میں تمہارے ساتھ ہی چارپائی پر سوتی تھی۔" مینو نے اداس سی مسکان چہرے پہ سجا کر کہا تھا۔

"ہاں کیسے بھول سکتی ہوں۔" بے بی نے کہا اور چارپائی کی ایک طرف ہو کر لیٹنے لگی۔

☆...☆...☆

"شیمپو ہو گا...؟ ہم نے سوچا تھا کہ یہاں ہو گا' مگر نہیں ہے۔"

اصغری صبح صبح دروازے پر کھڑی تھی۔

"دری ذرا شیمپو لانا۔" بے بی نے سستی سے پڑی دری کو حکم نامہ جاری کیا تو وہ منہ بناتی ہاتھ روم سے بڑی سی بوتل اٹھا کر، اصغری کے ہاتھ میں تھماتی واپس جا

www.novelsclubb.com

کر لیٹ گئی۔

"اچھا پھر نہا کر دے کر جاتی ہوں۔ ٹھیک ہے...؟"

اصغری کہہ کر چلتی بنی اور بے بی دانت پیستی اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

☆...☆...☆

صبح کے وقت گھاس پر بکھری شبنم بے حد خوش گوار لگ رہی تھی، اسی وجہ سے صبح ہی صبح لان میں جاگنگ کرنا اسے بہت اچھا لگتا تھا۔ گلاب اور موتیے کی ادھ کھلی کلیوں کو دیکھ کر احساس ہوتا تھا جیسے وہ پوری طرح کھلنے کیلئے سورج کی کرنوں کی منتظر ہوں۔ یہ حصہ صبح کے وقت عموماً سائے میں رہتا تھا۔ آج بھی حسب عادت وہ اپنے ٹریک سوٹ میں ملبوس، ٹریک پر دوڑ رہا تھا کہ اس کی نظر گلاب کے ایک کنج کی طرف اٹھ گئی اور وہ ٹھٹک کر رکا۔ گلاب کے پھولوں کے درمیان وہ چہرہ بھی ایک پھول ہی سا لگ رہا تھا۔ اس چہرے پہ ایک عجیب سا تقدس تھا۔

"یہ کون ہو سکتی ہے...؟" اس نے صرف سوچا تھا۔ وہ لڑکی ادھر ادھر جھانکتی، اُس گلاب کے پھول کو کیاری سے توڑنے کی کوشش کر رہی تھی، کہ اس

کی نظر بھی اس کے مضبوط سراپے پر گئی تو وہ چونک کر، جلدی جلدی اس پھول کو توڑنے لگی۔اسی اثناء میں پھول تو ٹوٹ گیا مگر ساتھ کانٹا بھی چبھا، جس سے اس خوبصورت لڑکی کے منہ سے سسکاری نکلی۔

"آؤچ!" وہ انگلی کو منہ میں ڈالتی، گھبرا کر گھومی۔

"سنو!" اس نے بے اختیار ہی پکارا تو وہ لڑکی مزید گھبرا کر، بنار کے یہاں سے نو دو گیارہ ہوئی۔

"Strange!" وہ بڑبڑایا، اور واپس اپنی جاگنگ میں مصروف ہو گیا۔

☆...☆...☆

صبح کو صفورا نہانے گئی تو پتا چلا شیمپو نہیں ہے۔روحی کو نیند سے اٹھا کر اصغری کے کمرے کی طرف بھیجا گیا۔اس وقت وہ اصغری کے کمرے کے دروازے پر کھڑی، دروازہ بجا رہی تھی، تب نائٹ ڈریس (ٹراؤزر شرٹ) پہنے، جمائی لیتی شانزے آتی دکھائی دی۔ہاتھ میں ٹرے تھا، شاید ناشتہ لیکر آ رہی تھی۔

روحی کو دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون سا در آیا۔

www.novelsclubb.com

''ارے روحی بہنا... میرا اک کام کرنا۔''اس نے منت اور رسانیت کے ملے جلے احساس سے کہا تو روحی جو پہلے ہی نیند خراب ہونے پر تپی ہوئی تھی، صاف انکار کرتے بولی۔

''میں پہلے ہی ایک کام کر رہی ہوں... شیمپو لینے آئی ہوں۔''

''اوہو... میں شیمپو لے آتی ہوں ناں... تم یہ ٹرے اس کمرے میں لے کر جاؤ... پلیز!''منت کے ساتھ کہتے ہی ٹرے اسے تھایا اور شانے سے پکڑ کر اس کا رخ بھی اس کمرے کی طرف کر دیا۔اور آگے دھکا دے کر اسے آگے بھی بڑھا دیا۔

''پر...ر...''وہ کہتی رہ گئی اور شانزے اسے دھکا دیتی آگے بڑھاتی رہی۔''کون سے کمرے میں...؟''

''وہ جو بائیں طرف ہے۔''شانزے کہتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی اور دیوار سے جھانک کر دیکھنے لگی۔''بیسٹ آف لک روحی!''

وہ بڑبڑائی تب تک روحی کمرے تک پہنچ چکی تھی۔وہ کھلے دروازے میں

www.novelsclubb.com

داخل ہوئی اور کتے کے بھونکنے کے ساتھ ٹرے کے گرنے کی آواز اور روحی کی چیخوں کے ساتھ ہی شانزے گھبرا کر پیچھے کی طرف بھاگی تو پیچھے سے آتے عباد سے ٹکرائی۔

عباد جو شانزے کو مشکوک انداز میں جھانکتے دیکھ کر اس کے پاس آ رہا تھا، اب کسی کی چیخ و پکار پر ہڑ بڑا کر اس طرف بھاگا۔ شانزے فوراً منظر سے رفو چکر ہوئی تھی۔ روحی بھاگتی سیدھی عباد کے پاس آئی تھی اور اس کے بازو سے لٹک گئی تھی۔

جبکہ جرمن شیفرڈ اس کے پیچھے بھاگتا اب عباد کے پاس کھڑا دم ہلا رہا تھا۔

"بوزو!" عباد نے آواز لگائی تو وہ اس کے ارد گرد چکر لگانے لگا تھا۔

روحی، عباد کے بازو سے لٹکی پیر اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"واٹ دا ہیل!" اسفند تولیہ لپیٹے دروازے پر دھاڑا تھا۔ "بوزو اندر آؤ... "اسفند نے غصے سے کہا تو بوزو دم ہلاتا کمرے کی طرف بڑھا۔

ان کی آواز پر کچھ رشتے دار اپنے کمرے سے نکل کر آ گئے تھے، اور عباد کے بازو سے لٹکی روحی کو دیکھ رہے تھے۔ وہ اس کا بازو اور گریبان پکڑے ہوئے تھی۔

عباد نے سب کی نظروں سے پریشان ہو کر روحی کو خود سے دور کیا تھا اور اپنا گریبان اور آستین درست کی اور اسے گھورتا اسفند کے کمرے میں چلتا بنا۔

اپنے کمروں کے دروازوں پر کھڑے مجمع سے پریشان ہو کر روحی بھی اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

☆...☆...☆

اور پھر ویسا کچھ بھی نہ ہوا
جیسا اس نے سوچا اور چاہا تھا
پھر بھی اس کی معصوم سی خواہش تھی
کہ وہ اسے کم از کم اتنا ہی یاد رکھے،
جیسے کسی کتاب میں بھولا بسرا
کوئی گلاب سوکھ کر اپنی خوشبو چھوڑ جاتا ہے
پھر بھلے اس کتاب کے الفاظ دھندلا گئے ہوں
سیاہی کے رنگ اڑ اڑ گئے ہوں

www.novelsclubb.com

لیکن وہ خوشبو تا قیامت وہی موجود رہے

(ہمایوں ایوب)

مردانے کے حصے میں وہ ایک کھڑکی پر کھڑا باہر کا موسم دیکھنے میں مگن تھا۔ کل کی طرح آج کی دوپہر بھی عجب بھید بھری تھی۔

وہ کل سے اس کمرے کے اندر قید تھا۔اس کمرے کے در و دیوار دیکھ دیکھ کر وہ صحیح معنوں میں اکتا چکا تھا۔کھلے دریچے سے جہاں تک نظر جاتی تھی، حد نگاہ تک کچھ ایسا نہ تھا جو کل بھی اس نے نہ دیکھا ہو۔نیم کے گھنے درخت دھول مٹی سے اٹے تھے۔دریا کے قریب ہونے کی وجہ سے مٹیاری کی ہوا خاصی گرد آلود تھی۔ اس کے علاوہ بھی جو گھر دکھائی دیتے تھے،وہ بھی خاصے بوسیدہ سے...اور دھول مٹی سے لپٹے دکھائی دیتے تھے۔کوئی ایسا منظر نہ تھا جس کیلئے نظریں باہر رکھی جائیں... مگر کمرے میں بھی کیا تھا جو یہاں نظریں ٹکائی جاتیں؟اس لئے وہ یہیں کھڑے رہنے پر مجبور تھا۔وہ موبائل چلانے کا عادی نہ تھا،اس لئے اس نے موبائل بھی بہت سادہ سار کھا ہوا تھا...اسے گانے سننے کا بھی شوق نہ تھا۔کزنز بھی سب

کبھی اس حصے میں تو کبھی دوسرے میں... مطلب چھل پہل تو تھی، مگر فرجاد کیلئے سب کچھ ویران ہی تھا... کہ اس کی سسک سک کر دم توڑتی محبت پر آج شب نزع کا وقت آنا تھا۔

وہ بے بسی کی تصویر بنا، اُس حصے سے کوسوں دور رہنے کے لاکھ جتن کر رہا تھا... جہاں وہ تھی...

وہ کہ جس نے اس کی زندگی کا مقصد بے نشان کر دیا تھا...

اور اس پر بڑا دکھ یہ تھا کہ وہ اس بات سے بھی مکمل طور پر بے خبر تھی۔

☆...☆...☆

''آپ بوزو کو گھر کے اندر کیسے لا سکتے ہیں؟'' عباد نے پوچھا تھا۔

''وہی تو میں کہہ رہا ہوں۔'' بنے میاں ٹوٹے ہوئے برتن اٹھاتے ہوئے بولا تھا۔

''اس انجان مہمان کو میرے کمرے میں آنے کی ضرورت کیا تھی؟'' اسفند شرٹ پہنتے غرایا تھا۔

"ماما بالکل ٹھیک کہتی ہیں... غصہ تو آپ کی ناک پر دھرا رہتا ہے۔" عباد کے بعد بنے میاں ہاں میں ہاں ملاتے بولا۔

"بالکل!"

"یہ سینس ہے... کسی کے بھی کمرے میں منہ اٹھا کر چلے آتے ہیں...؟ 'میرے کمرے میں تو ویسے ہی کسی کو آنے کی اجازت نہیں ہے۔" اسفند اب شرٹ ٹھیک کرتا ڈریسنگ ٹیبل سے برش اٹھاتے بولا۔ "مہمانوں کو گھر میں ٹھہرانے کا فیصلہ ہی غلط تھا۔"

"میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں۔" بنے میاں نے اپنا دکھڑا رو دیا۔ "اتنے کام بڑھ گئے ہیں۔ قسم سے!" بنے میاں بڑبڑائے تھے۔

"تم نے اب تک کوئی کام کیا ہے؟" عباد نے گھورا۔ بنے میاں موڈ خراب کر کے پوچا لگانے لگا جبکہ اسفند جوتے پہنے لگا۔ "اب مہمان آگئے ہیں تو آپ ہی تھوڑا خیال کر لیں بھائی۔" عباد نے سمجھایا۔

"میرا گھر... میرا بوزو... ان مہمانوں سے کہو اپنی حد میں رہیں۔" وہ بوزو کو

اشارہ کرتا کمرے سے باہر نکلا تو بوزو بھی دم ہلاتا کمرے سے باہر نکلنے لگا۔

"بھائی سب کو سلام تو کر دیتے۔" عباد بے بس بنا اس کے پیچھے لپکا تھا۔

"مائی فٹ!" اسفند بڑبڑاتا آگے بڑھا۔

دروازے پر کھڑی اصغری فوراً کمرے میں غائب ہوئی تھی۔

☆...☆...☆

کہتے ہیں شادی کے انتظام دیکھنا بھی ایک جنگ جیسا ہوتا ہے... جس میں ایک چیز کی کمی بھی جنگ کا پورا پلڑا پلٹ سکتا ہے۔ اس لئے بڑی سمجھ داری اور ذمہ داری کے ساتھ شادیاں کی جاتی ہیں... انتظامات دیکھے جاتے ہیں مگر یہاں تو مسئلے تھے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ ابھی ایک ہی دن مشکل سے گزرا تھا کہ ناشتہ کم پڑ گیا۔ مطلب چائے کیلئے دودھ ختم... انڈے ختم... دو تین بار باہر کے دکان سے سامان لایا گیا مگر پتا نہیں کیوں سب ختم ہو جاتا۔ اصغری نے تو علی الاعلان کہہ دیا تھا کہ وحید صاحب کے پیسوں میں برکت ہی نہیں ورنہ میں نے جتنی شادیاں دیکھی، کبھی ایسے مسئلے مسائل نہیں دیکھے۔

پھر کچھ لوگ کہتے کہ حق حلال کے پیسے نہیں ہیں... تبھی تو پورے نہیں پڑا ہے۔

مطلب جتنے منہ...اتنی باتیں...

"کبڑا خان ہم بھی بیٹھے ہیں کب سے..." دانی نے لاؤنج میں بیٹھے، ٹیبل بجاتے کہا تھا۔

"اچھا بیٹا! لاتا ہوں۔" کبڑا خان کہتا باہر جانے لگا۔

"کبڑا خان! میرے لئے بھی Boiled Egg, Toast اور Fresh Juice لے آنا۔" تیار شیار بجلی بھی چلی آئی تھی، اور ایک خالی کرسی کی طرف بڑھی تو شانزے جھٹ کرسی گھسیٹ کر اس کرسی پر بیٹھ گئی، جس پر بجلی اس کو گھورتی دوسری کرسی کی طرف بڑھی تو دانی کے اشارے پر یاسر اس کرسی پر بیٹھ گیا اور لگا گانے... ٹیبل بجا کر...

"بھوک لگی...!"

"ہائے لگی...!" دانی نے سر میں گایا۔

"کیوں لگی...؟ کیسے لگی...؟" شانزے نے بھی ساتھ دیا۔

"ایسے لگی... ویسے لگی... میں ناجانو کیسے لگی۔" یاسر ہاتھ نچا کر سُر میں بولا۔

"آآآ..." سب نے ایک ساتھ کورس میں گایا تو بجلی دانت پیستی سب کو گھورتی، دور پڑی کرسی کی طرف بڑھی تھی تب شانزے نے پاس کھڑی دری کو اشارہ کیا، مطلب تھا اس کرسی پر بیٹھ جاؤ پر وہ نا سمجھ کر بے وقوفوں کی طرح اسے دیکھتی رہی، اور اتنی دیر میں بجلی آکر کرسی پر براجمان ہو گئی۔

شانزے نے غصے سے اسے گھورا تو دری منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"کھڑی why ہو... جاؤ Breakfast لیکر آؤ!" بجلی نے پاس کھڑی دری کو ڈانٹ کر کہا تو وہ منہ پھاڑے اسے دیکھنے لگی جبکہ یاسر اس کے انداز پر ہنسنے لگا۔

"ہاں ہاں جاؤ ناں... ہمارے لئے بھی لیکر آؤ نا

breakfast...!''شانزے نے بجلی کی نقل اتارتے ہوئے دری کو چھیڑا تو وہ پیر پٹختی چل دی۔

''اچھی مہمان نوازی ہے۔ناشتہ ہم خود بنائیں... کمرہ ہم خود صاف کریں... مہمانوں کو بھی ہم دیکھیں، تو فائدہ کیا ہمارے آنے کا...؟اس سے تو اچھا کہ دادو میں ہی کر لیتے شادی...''دری بڑبڑاتی سیڑھیاں اترتی کچن کی طرف پلٹی جہاں عباد شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس فون پر بات کر رہا تھا۔''سب ایسے ہی rough حلیے میں پھر رہے ہیں... بس ہم دادو سے آئے لوگ تیار شیار کام کر رہے ہیں، پھر جب یہ سب لوگ تیار ہوں گے، تب تک ہم بھنگی بن چکے ہوں گے۔''وہ تپ کر سوچ رہی تھی۔وہ تو شکر تھا کہ بے بی نے سب سنبھال لیا تھا...ورنہ آج تو ناشتہ ملنے کی امید ہی نہ تھی۔بے بی نے آگے بڑھ کر، بنے میاں کو ڈانٹ ڈپٹ کر، ذرا جلدی جلدی ہاتھ چلوائے تب جا کر ذرا ماحول ٹھیک ہوا۔وحید صاحب پھلا ہوا منہ لے کر پھر رہے تھے کہ مینو مزے سے گھوڑے گدھے بیچ کر سوئی پڑی تھی اور وہ چاہ کر بھی کسی اور کے سامنے اس وقت غصہ نکال نہیں پا رہے تھے۔

بیٹے بھی کسی کام کے نہ تھے۔

اسفند تو گھر سے جتنا دور رہے، اتنا ہی اچھا ہے... اور عباد تو خیر سے نہ تین میں نہ تیرا میں۔اس کو تو کوئی نوکر بھی سیریس نہ لیتا تھا۔امل بھی مہمانوں کی وجہ سے توے پہ بیٹھی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ سجل کی ساری ذمہ داری اس کے اوپر تھی۔ سجل کو کمرے سے باہر آنے کی اجازت نہیں تھی۔ باقی عورتوں کو بھی بہت مشکل سے سجل کی پہنچ سے دور رکھا ہوا تھا۔بس فضیلہ، بجلی اور مینو ہی کمرے میں جاتی تھیں۔ صفورا، خالدہ اور بے بی عورتوں کو سنبھالنے میں لگی ہوئی تھیں کیونکہ وہ محسوس کر سکتی تھیں کہ اتنے مہمانوں کو مینو، بجلی یا فضیلہ کتنا ہی سنبھال سکتی تھیں۔انہی چکروں میں وہ سجل سے ابھی تک ملاقات نہ کر سکیں تھیں۔تینوں لڑکیاں صبح تیار ہو کر ناشتہ کر کے اب بے بی، خالدہ اور صفورا کے ساتھ ہی کہیں نہ کہیں لگیں ہوئی دیکھی جا سکتی تھیں۔ان کو بس پیچھے ہی لگا یا ہوا تھا... ہاں کام شام نہیں دیا تھا... جس کی تسلی تھی۔

☆...☆...☆

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ناشتے کی ٹرے سجائے بے بی، مختیار بھائی کی طرف بڑھی تھی جو نہا دھو کر تیار، کل کے مقابلے میں ذرا بہتر حالت میں دکھائی دیتا تھا۔ صاف ستھرا۔

"رات کو نیند تو اچھے سے آئی ناں؟" بے بی نے پوچھا۔

"ہاں... وہ ازلی مسکراہٹ اوڑھتے ہوئے بولا۔ "ہاں... بس ساری رات گھڑی کے بارے میں سوچ کر پریشان ہوتا رہا۔"

"وہ جو عباد ہانگ کانگ سے لایا تھا؟" بے بی نے یاد کرتے پوچھا۔

"ہاں وہی مگر تمہیں پتا ہے صبح کیا ہوا؟" مختیار بھائی کو یکدم جیسے کوئی بات یاد آئی تو وہ اچھلتے ہوئے بولا۔

"کیا ہوا؟"

"میں ساری رات جس گھڑی کیلئے پریشان رہا... وہ اصل میں گرتے ہوئے میرے کاندھے تک آ گئی اور صبح تک میرے کاندھے اور بغل کے بیچ اٹکی ہوئی تھی... اور مجھے پتا ہی نہ چلا تھا.. وہ تو نہانے کیلئے گیا تب مجھے پتا چلا کہ گھڑی یہاں اٹکی ہوئی ہے۔" وہ سارا قصہ بتاتے ہوئے اب پہلو میں پڑی گھڑی، بے بی کو

دکھاتے بولا۔ ”دیکھو یہی ہے وہ گھڑی۔“ بغل میں دبی گھڑی بے بی کیسے اٹھا سکتی تھی...؟ تبھی مختیار بھائی کو کراہت محسوس کروائے بغیر، بے بی بس دور سے دیکھتے ہوئے بولی۔ ”ہاں بہت اچھی ہے۔“ پھر ناشتے کو رکھتے ہوئے بولی۔ ”تم یہ ناشتا تو کر لو۔“

”ہاں ہاں کر لوں گا مگر ایک اور بات بھی ہے۔“

”اچھا اور بھی کچھ کھو گیا تھا؟“ بے بی نے سر کھجاتے، یاد کرنے کی کوشش کی مگر مختیار بھائی نے پہلے ہی کہہ دیا۔

”وہ کل لوئی (شال) بھی کھو گئی تھی ناں۔“

”ہاں ہاں...“ بے بی کو اچانک ہی یاد آیا۔ ”تو کیا وہ بھی مل گئی...؟“

”ہاں...!“ مختیار بھائی نے ناشتہ شروع کرتے ہوئے بتایا تو بے بی نے ایویں پوچھ لیا۔

”تو یہ کہاں سے ملی... یہ تو اسی حادثے پر رہ گئی تھی ناں!“

”نہیں...“ پراٹھے کا نوالہ حلق میں لیتے ہوئے مختیار بھائی بولے۔ ”یہ تو

میرے گلے میں ہی لٹکی ہوئی تھی اور مجھے رات تک نہ دکھی، وہ تو رات کو سونے لگا تو میں نے یوں ہی گل سے یہ لوئی اتاری تو پتا چلا کہ لوئی تو یہیں تھی۔" وہ ایک اور نوالہ منہ میں ڈالتے بولا۔"... تبھی تو بتایا تھا کہ ساری رات گھڑی کیلئے پریشان تھا ورنہ یہ نہ کہتا کہ لوئی کیلئے بھی پریشان تھا۔"

"ہمیشہ سے ہی چڑ یے ہو تم مختیار بھائی۔" بے بی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھتے ہوئے اندر جانے لگی۔

وہیں مینو جب نیند سے بیدار ہوئی تو اس نے خود کو بے بی والوں کے کمرے میں پایا، مگر اس وقت اس کمرے میں کوئی اور نہ تھا۔ کمرہ صاف ستھرا معلوم ہو رہا تھا۔ اسے حیرت ہوئی کہ وہ اتنی دیر سونے کی کبھی عادی نہیں رہی۔ شاید کبھی بچپن میں وہ واقعی اتنی دیر نیند کرنے کی عادی رہی ہو... یا شاید یہ سب اس چارپائی کی وجہ سے ہوا ہے۔ وہ سالوں سے چارپائی پہ نہیں سوئی... اور پلنگ کا میٹرس اس قدر گرم ہوتا ہے کہ ایک حد تک ہی انسان اس پر سو سکتا ہے مگر چارپائی کیونکہ ریڑھ کی ہڈی پہ بہت نرم ہوتی ہے تو یقیناً اس سے ایک عجیب سا سکون اسے میسر آیا

ہے جو وہ اتنی دیر تک سوتی رہی۔

اپنی جگہ سے اٹھ کر، اپنے بال سمیٹتی، پھر عجلت میں پیروں میں چپلیں پہن کر وہ کمرے سے نکل کر اب ریلنگ سے نیچے دیکھنے لگی۔ مہمان اپنی جگہ بنائے ناشتہ کر رہے تھے۔ دری ٹیبل پر ناشتہ کر رہی تھی۔ عباد، یاسر، امل، شانزے اور بجلی ٹیبل کے گرد رکھی کرسیوں پر ناشتہ کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ قریشیز ہی خاطر مدارت میں لگے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

"اپنے ہی گھر میں، میں انجان بن کر رہ گئی ہوں..."

اس نے انگارے چبائے اور جلدی سے تیار ہونے کیلئے بھاگی۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

"جنگ سے پہلے جس طرح فوجیوں کی ٹریننگ ہوتی ہے ناں... اسی طرح شادی سے پہلے بیویوں کی بھی ٹریننگ ہونی چاہیئے... کہ گھر کس طرح سنبھالا جاتا ہے... شوہر کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جاتا ہے، کیونکہ تمہیں تو نہ گھر سنبھالنے آیا... نہ تمہیں ساری عمر اس چیز کا اندازہ ہوا کہ تمہارے شوہر کی رضا کیا ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وحید صاحب کی بات پہ وہ سلگ ہی تو گئی تھی۔

ٹھیک ہے کہ کہیں نہ کہیں، کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہو رہی تھی مگر اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ سارا قصور بس ثمینہ بیگم کا ہی ہو۔ کہیں نہ کہیں قسمت کی بھی غلطی تھی... کہیں نہ کہیں ان کے نوکروں کی غلطی تھی۔اب صبح ناشتہ کم پڑ گیا تو کیا اس کا دوش بھی ان کو دینا چاہیے جو اٹھی ہی ابھی تھی۔ناشتے کے دو گھنٹے کے بعد...

''بھلا مجھے دو گھڑی سکون کی نیند کیا میسر آئی... آپ کے اندر کی ساس جاگ گئی۔'' وہ جل بھن کر بولی تو وحید صاحب زچ ہو کر بولے۔

''وہ تو بے بی نے بنے میاں کے سر پر کھڑے ہو کر سارا کام کروایا تو جا کر مجھے دلی تسلی ہوئی ورنہ مجھے تو شرمندگی ہو رہی تھی۔'' وحید صاحب نے کہا تو مینو نے گھور کر ان کو دیکھا۔

''سب سمجھ رہی ہوں... میری غلطیوں کی آڑ میں آپ جو بے بی کی تعریفیں کرنے کا کوئی موقع جانے نہیں دیتے۔یہ مناسب نہیں ہے وحید صاحب...''

''نہیں تو تم نے کبھی کوئی ایسا کام کیا ہے جس کی تعریف کی جائے؟'' وحید

صاحب دل کا چور پکڑے جانے پہ تلملاتے ہوئے بولے۔"...ساری عمر تم نے نوکروں کی وجہ سے مجھے شرمندہ کروایا ہے...اٹھائیس سال ہو گئے پر تم نوکروں کو Trained کرنے میں ناکام رہی...اور بے بی کو دیکھو...بنے میاں کو ایک ہی دن میں کیسے سیدھا کر دیا ہے اس نے۔"

"تو کیوں رکھے ہیں ایسے ملازم جن کو کچھ نہیں آتا؟"

"اسفند کتنا کہتا ہے کہ ٹرینڈ ملازم رکھ لیتے ہیں مگر تمہیں تو وہ اپنے گاؤں کے لوگ ملازم بنا کر رکھنے ہیں، ان پہ غصہ رعب رکھنا آسان جو لگتا ہے تمہیں۔ وہ الگ قصہ ہے کہ ہاتھ میں وہ بھی نہیں تمہارے۔" وحید صاحب نے کہا تھا۔

"تو آپ چاہتے ہیں کہ یہ سب بس بیٹھ کر کھاتے رہیں..." ثمینہ نے ہاتھ ہلا کر غصے سے کہا۔

"تو کیا ہوا...اتنا ہے میرے پاس کہ ان کو بیٹھ کر کھلا سکتا ہوں۔" وحید صاحب بھی غصے سے بھڑکے۔

"ہاں ہاں تو میں نے کب منع کیا ہے۔ کھلاتے ہیں...کھلاتے رہیں خیر

www.novelsclubb.com

سے... ساری عمر!'' ثمینہ جل کر بولی اور کپڑے اٹھا کر واش روم کی طرف بڑھی۔ ''ہاں ہاں... میں ہی بری ہوں... میں ہی لاپرواہ ہوں... مجھے ہی کسی کو چپڑی چپڑی باتوں میں پھنسانے کے گن نہ آئے جیسے بے بی کو آتے ہیں...'' مینو کی آواز میں نا جانے کیوں شکوہ در آیا تھا۔

وحید صاحب کو ان کا شکوہ بری طرح چبھا۔ ''رہنے دو بیگم... میرا منہ نہ کھلواؤ کہ تم خود سے نظریں بھی نہ ملا سکو۔''

وہ کہتے کمرے سے باہر نکلنے لگے، اور کمرے کے باہر کھڑی بجلی کان لگا کر ساری باتیں سنتے ہوئے، وحید صاحب کو باہر آتا دیکھ ایک طرف ہو گئی۔ جبکہ مینو اپنی جگہ ساکت کھڑی ہوئی اور غصے سے ایک طرف کپڑے پھینک کر اپنا غصہ ظاہر کرنے لگی۔ وحید صاحب کے نکلنے کے بعد بجلی' مینو کے کمرے میں آئی اور مینو کو پریشان کھڑا دیکھ کر پریشانی کی وجہ ایسے پوچھنے لگی جیسے دنیا میں بس وہی اس کی سگی بچی ہو۔

''فکر نہ کرو کچھ نہیں ہوا۔'' مینو نے یہ معاملہ باہر نہ نکالا کہ وہ میاں بیوی

کے بیچ کی باتوں کا یوں کسی کے سامنے تذکرہ نہ کرنے کی عادی تھی۔

"کیسے کچھ نہیں ہوا...؟ تم Worried(پریشان) دکھ رہی ہو...اور پھر یہ hand بھی Mix(مسلتے) کرتی جا رہی ہو...اور وحید بھائی بھی room سے ایسے angry(غصے) نکلے...اللہ خیر کرے..."

"بس وہ مہمانوں کے انتظام میں جو اونچ نیچ ہو رہی ہے، اسی وجہ سے پریشان ہیں۔" مینو نے بات ختم کرنے کی نیت سے کہا مگر بجلی نے تو نیا ہی کٹا کھول لیا۔

"میں blind(اندھی) تھوڑی ہوں جو یہ نہ Think کر سکوں کہ کیسے بے بی وحید صاحب کو Good بن کر دکھانے کی try(کوشش) کر رہی ہے۔"

بجلی کی بات نے مینو کو صحیح معنوں میں کرنٹ ہی مارا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے بجلی... تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" مینو نے کمزور سی آواز میں کہا۔

"مجھے کوئی wrong family(غلط فہمی) نہیں ہوئی..." بجلی کڑکی۔ "یہ سب بے بی کی Doing(کرنی) ہے...وہی جان بوجھ کر ہر چیز میں

handڈال رہی ہے تاکہ وہ تمہیں downwny(نیچا) دکھا سکے۔اس لئے ابھی سے warning(خبردار) کر رہی ہوں...اپنی Eyes Open رکھو اور بے بی کی چکنی چپڑی talks پر یقین نہ کرو۔''بجلی اسے وسوسوں کے طوفان میں چھوڑ کر چپ چاپ نکل گئی تھی۔

☆...☆...☆

''...مگر ہمیں لے کر کہاں جا رہی ہو تم...؟''

دری بولی تھی۔مہمانوں کے بیچ سے امل ان تینوں کو لے کر اب اوپر کے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔

''کیا تم لوگ سارا دن عورتوں میں گھسی ہوتی ہو...؟''امل نے ڈانٹا ہی تو تھا۔

''ہم وہی آرام دہ محسوس کرتے ہیں۔''روحی نے منمنا کر کہا تھا۔

امل جس کمرے میں لیکر ان کو گھسی تھی...ادھر سجل کے علاوہ زلو، ردا، شانزے اور یاسر موجود تھے۔ان کے علاوہ کوئی نہ تھا۔سجل کے کمرے میں آتے

www.novelsclubb.com

ہی وہ تینوں پہلے سجل سے ملیں جو اتنے دن سے کمرے میں رہنے کی وجہ سے کافی glow کر رہی تھی۔ دلہن کو مایوں سے ایک ہفتے پہلے ہی کمرے میں بند کر دیا جاتا ہے، جہاں اس کا خوب خیال رکھا جاتا ہے... اسے اچھی غذا کھلائی جاتی ہے۔ اس کی جلد پر نت نئے ٹوٹکے آزمائے جاتے ہیں تاکہ اس کے روپ میں نکھار لایا جائے اور بالوں کی دیکھ بھال بھی اسی میں شامل ہوتی ہے۔ ان تینوں کو اتنے وقت کے بعد دیکھ کر سجل نے ان کا استقبال بڑی گرم جوشی کے ساتھ کیا تھا۔

"میں کل سے تم تینوں کا انتظار کر رہی ہوں۔" سجل کے شکوے پر ان تینوں کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہیں۔ بس ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں۔ سجل جواب کے انتظار میں کھڑی رہی مگر ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ سجل نے امل کی طرف دیکھا تو امل نے منہ بگاڑا۔

"نہیں دیں گی جواب... ضرور بے بی نے کچھ اوٹ پٹاگ بولنے سے منع کیا ہو گا ان نمونیوں کو۔" امل اب ان تینوں کو بہتر سمجھ گئی تھی۔

"اچھا یہ سوال جانے دو اور بیٹھو ہمارے ساتھ..." سجل ان کو کہتی بیٹھی تو وہ

تینوں وہیں بیٹھ گئیں جہاں کھڑیں تھیں۔۔۔پتا چلا دری سوٹ کیس پر... مٹھی ٹیبل پر رکھے ناشتے کے برتنوں پر...اور روحی تو سیدھی زلو کی گود میں ہی بیٹھ گئی۔

"اوہو!" زلو نے دھکا دے کر اٹھایا تو وہ آگے کہیں جا کر لگی۔

یہ کیسٹس کا پہاڑ رکھا ہوا تھا۔انہی میں سے ایک کیسٹ امل اٹھاتے ہوئے بولی۔"یہ غموں کی داستان گانے چلانے ہیں کیا...؟" امل کے چیر پھاڑنے والے انداز پہ یاسر گڑ بڑایا۔

"نہیں نہیں...یہ تو وہ ساری کیسٹس ہیں جو میرے پاس پڑی تھیں..." ہاتھ میں پکڑی کچھ کیسٹس اس کے سامنے ہلاتے بتانے لگا۔"تمہارے کام کی یہی تین کیسٹس ہیں۔"

شادی بیاہ کے گیتوں پر مشتمل کیسٹ کو دیکھتے امل نے منہ بنایا تھا۔

"ایک بھی گانا ڈھنگ کا نہیں ہے۔وہی دی دی تیرا دیور دیوانہ...ہنہ! نانی اماں کی شادی سے سن رہے ہیں...نہ بابا نہ...اب نہیں ہو گا برداشت!" امل نے کیسٹ پھینکتے اپنے کزن یاسر سے کہا تھا۔

”تو مسئلہ کیا ہے... ؟تم گانے بتاؤ میں ڈاؤنلوڈ کر دیتا ہوں۔“ یاسر نے کچھ زیادہ ہی عقل مندی کا مظاہرہ کیا تھا۔

”ڈی جے سسٹم لانے سے منع کر دیا ہے امی نے... تو اسی کیسٹ والے ڈیک سے کام چلانا پڑے گا۔“ امل نے دانت پیستے بابائے آدم کے زمانے کے اس ڈیک کو دیکھا جس میں صرف کیسٹ کا آپشن تھا۔ نہ Aux، نہ بلیو توتھ!

تو یہ کون سا بڑا مسئلہ ہے... ڈی جے سے پروبلم ہے تو چھوٹے سے اسپیکر کا انتظام کر لیتے ہیں۔“ یاسر نے ایک نئی تجویز دی، جو معقول بھی تھی۔

”یہ اچھا آئیڈیا ہے۔“ امل نے کہا تھا۔

”... مگر اس اسپیکر کا کرایہ تمہیں خود ہی بھرنا پڑے گا کزن...“

”ٹھیک ہے۔“ امل نے جل کر رضامندی دی۔

”بس پھر مجھے گانے بتادو جو میں ڈاؤنلوڈ کر لوں۔“ وہ موبائل اٹھا کر بولا تو امل نے تالی بجا کر سب کو متوجہ کیا۔

”ہاں بھئی... کون کس کس گانے پر ڈانس کرے گا....؟“

"میں تو جھلا میرا عاشق جھلا ولا میرا بلما چھلا... پر کروں گی۔" زلو نے با قاعدہ اپنی کمر نہیں کمرہ مٹکا کر ڈانس اسٹیپ کر کے دکھایا تو امل اور یاسرا اچھل کر دور ہوئے۔

"فٹے منہ!" شانزے نے کہا۔

"اور تم...؟" امل نے ردا سے پوچھا۔

"میری تو کوئی تیاری نہیں... پھر بھی جو گانا کہو میں کچھ نہ کچھ ڈانس کر لوں گی۔" ردا جھجکتے ہوئے بولی تو امل نے گھور کر اسے دیکھا۔

کچھ نہ کچھ نہیں کرنا... بہت اچھا ڈانس کرنا ہے سب نے سمجھے۔" امل نے سب کو تنبیہ کیا۔ "جلدی سے اپنا گانا ڈیسائیڈ کر لو..." وہ ردا سے کہنے کے بعد شانزے سے مخاطب ہوئی۔

"اور تم کس پہ کرو گی؟"

"ہم دونوں ساتھ ہی کریں گے... اب تم ہی ڈیسائیڈ کرو کہ وہ گانا کون سا ہو گا۔" امل نے سر ہلا کر اب ان تینوں نمونیوں سے پوچھا تھا۔ "اور تم لوگ...؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کون؟" وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھ کر گڑبڑائیں۔

"تم تینوں اور کون؟"

"ہم ہم نہیں کریں گے۔" وہ تینوں ساتھ ہی بولیں۔

"تم تینوں ہی بورنگ ہو۔" امل نے کہا تو وہ جان چھوٹنے پر تسلی سے بیٹھ گئیں...

☆...☆...☆

دوپہر کے وقت ہی ناہید باجی کی آمد ہوئی تھی جس کا استقبال بہت زور و شور سے کیا گیا تھا۔

اتنے سالوں بعد بہن بھائی ملے تو دونوں کے ہی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ ویسے بھی وحید بھائی کی شادی کے بعد سے ناہید باجی ان سے ناراض ہو کر کینیڈا چلی گئیں تھیں... اب ملے تو اشکوں کی ایسی باڑ آئی کہ امل کو یہ کہنا پڑا...

"لگتا ہے اس بار بھی ایک خطرناک سیلاب آنے والا ہے۔"

سب ہنس پڑے اور ملنے ملانے کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔

"ارے بے بی!" ناہید باجی اتنے سالوں بعد بے بی سے مل کر بہت خوشی ہوئی، وہیں بجلی کا اتنا سا منہ نکل آیا کہ ناہید باجی کو یاد دلانے کے باوجود بھی یاد نہیں آیا کہ بجلی کون تھی...؟ مہمانوں سے ملنے کے بعد ناہید باجی کو بے بی والوں کے کمرے میں لایا گیا، مگر ثمینہ جاتے جاتے مٹھی کو چائے وغیرہ لانے کا حکم دیتی نکل گئی جبکہ بے بی نے آنکھوں سے اشارہ کر کے تنبیہہ کی۔ مقصد تھا کہ چائے مت لیکر آنا...اب مٹھی بے بسی کے عالم میں کھڑی رہ گئی تھی کہ چائے لانی ہے کہ نہیں..؟

☆...☆...☆

"اتنے سالوں بعد تمہیں دیکھ رہی ہوں...بہت خوشی ہو رہی ہے نایاب۔" شفون کی ساڑھی میں ملبوس، ہلکے سے زیور اور میک اپ کئے، بے حد صوبر اور خوبصورت سی وہ خاتون ناہید باجی تھی جو اپنے ساتھ بیٹھی بے بی سے مخاطب تھی۔

"ہاں مجھے بھی!" بے بی خوش دلی سے بولی۔

"تم تو ابھی تک ویسی کی ویسی ہی ہو بے بی! ان پچیس سالوں نے تو تم پر ذرا بھی اپنا اثر نہیں چھوڑا..."

ناہید باجی مزید بولی تو بے بی جھینپ کر کچھ دور بیڈ پہ بیٹھیں مینو اور بجلی کو دیکھنے لگی۔ بجلی چنگاریاں چھوڑ رہی تھی تو مینو ہاتھ مل رہی تھی۔

"بس اللہ کی مہربانی ہے۔" بے بی عاجزی سے مسکرائی۔

"ناہید باجی... تم سناؤ... کینیڈا میں سب ٹھیک ہے ناں...؟ صفورا بیگم نے پوچھا تھا۔

"ہاں... بس انصر کی شہادت کے بعد زندگی بہت مشکل ہو گئی تھی مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اتنی ہمت دی کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو بنا کسی محتاجی کے پڑھایا لکھایا... اس قابل کیا کہ وہ آج خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہے۔"

"ماشاءاللہ!" خالدہ بیگم نے کہا۔ "کیا کرتا ہے وہ...؟"

"تم نے کبھی بتایا نہیں کہ ناہید باجی کا ایک بیٹا بھی ہے۔" بجلی نے مینو سے سرگوشی میں پوچھا۔

"تمہیں نہیں پتا تھا...؟" مینو الٹا حیران ہوئی۔ "ان کا ایک ہی بیٹا ہے، وہ بھی معذور!" کھسر پھسر جوں کی توں تھی۔

"پھر تو اچھا ہی ہوا جو نہیں بتایا۔" بجلی سن کر بڑبڑائی تھی۔

"عادل ہارٹ اسپیشلسٹ ہے۔ اس کا اگلے چار مہینوں کا پوراSchedule بنا ہوتا ہے، اتنی Tough روٹین ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ نہ آسکا ورنہ ضرور آتا۔

"ناہید باجی نے ان کو بتایا تو بجلی کی چکر بازیاں شروع ہو گئیں۔

"میری Daughter بھی LUMHS میں ڈاکٹر بننے کی Preparation کر رہی ہے، اور ماشاءاللہ میری Daughter جیسی Intelligence پورے خاندان میں نہیں۔"

"اچھا اچھا۔" ناہید باجی نے غیر دلچسپی سے کہا۔ "بے بی! یہ پھول تم آج بھی لگاتی ہو؟"

ناہید باجی نے اس کے بالوں میں آج بھی تر و تازہ وہ پھول دیکھتے ہوئے پوچھا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ بجلی منہ بنا کر بیٹھ گئی۔ اس کی دال یہاں نہیں گلنے

www.novelsclubb.com

والی تھی۔

”تم نے کبھی بتایا نہیں... کس کے لئے لگاتی رہی ہو یہ پھول...؟“ ناہید باجی چھیڑ خانی کرتے ہوئے بولی تو بے بی مسکرا دی۔

”ہاں...!“ بے بی نے اعتراف کرتے کہا۔ ”کسی سے وعدہ لیا تھا کہ میں ہمیشہ تازہ پھول بالوں میں سجایا کروں گی۔“ یہ سنتے ہی مینو کے کان کھڑے ہو گئے اور اس نے الجھ کر بے بی کو دیکھا۔ (وحید سے تو ایسا کوئی عدہ نہیں لیا تھا اس نے...؟) مینو اٹپٹاتے ہوئے اٹھی۔

”چائے کا بول کر آئی تھی... پتا نہیں کہاں رہ گئی لڑکی۔“

”تم ناہید باجی کے پاس بیٹھو چائے میں دیکھتی ہوں۔“ بے بی کہتی اٹھی، تو مینو رک گئی۔ بے بی باہر نکل گئی، کیونکہ اسے پتا تھا کہ مٹھی چائے لیکر نہیں آئے گی۔

”میرے ہی گھر میں کیسے وہ مجھ پہ اپنا حکم چلا رہی ہے؟“ مینو کلس کر سوچ رہی تھی۔

☆...☆...☆

"اوہو! تم لوگوں نے یہ بدرنگ کپڑے پہن کر ہماری تھیم خراب کرنی ہے کیا...؟" امل نے خاندان کی تمام لڑکیوں کو تقریب میں پہننے والے کپڑوں سمیت، اپنے کمرے میں بلا کر اچھی خاصی خبر لی تھی۔

"یہ بدرنگ ہیں...؟" بجلی کی بیٹی زلو نے اپنے اورینج کلر کی ٹاپ پر رنگ برنگی شرارے کو دیکھا کر اسے گھورتی غصے سے پوچھنے لگی۔

"تمہارے تو پھر بھی ٹھیک ہیں گل کند!" امل نے تنقیدی نظروں سے اسے دیکھ کر کہا تو وہ بگڑی۔

"گل کند نہیں...۔ذی القعد" اس نے اپنے نام کا تلفظ ٹھیک کرتے کہا۔

"ذی القعد...ذی القعد...ذی القعد..." کسی نے دہرایا نہیں پر ان تینوں نے اپنے حساب سے یہ نام رٹنا شروع کر دیا کہ کہیں وہ بھول نہ جائیں!

"ویسے یہ ذی القعد نام سنا سنا سا لگ رہا ہے۔" شانزے نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"اسلامی کلینڈر کے ایک مہینے کا نام ہے ذی القعد۔" امل نے بتایا تو ذی القعد بھٹی اسے دیکھنے لگی۔

"واہ! کیا کلینڈری نام ہے۔" شانزے مزے سے بولی۔ "پھر تمہارے بھائیوں کے نام ہوں گے رجب، شعبان، رمضان شوال... ہیں ناں۔"

"رجب ہمارے چاچا کا لڑکا ہے۔ رمضان میرے دادا کا نام ہے... شعبان، شوال میرے چاچا ہیں۔" ذی القعد دانت پیستے ہوئے بتانے لگی۔

"اچھا...؟" شانزے کو اس کی بات پہ ہنسی آئی، تو وہ تینوں اسے دیکھ کے حیران ہوئیں۔

"کیا ہنستا تھا...؟" دری نے تو پوچھ بھی لیا۔

"نہیں... یہ ہنسنے کا نہیں، رونے کا مقام ہے۔" امل نے افسوس سے اپنی کزنز کو دیکھا۔

"اب اس کے چاچا کے نام شعبان، شوال ہیں... اس کے دادا کا نام رمضان ہے تو اس میں رونے والی کیا بات ہے....؟" دری بڑی ہی سنجیدگی سے پوچھنے

لگی۔

"اور یہ نام تو رکھتے ہیں لوگ۔" اب روحی نے منہ کھولا۔

"اب تو دنوں پہ بھی نام رکھتے ہیں... جمعہ، سومر... خمیس" اب مٹھی نے بھی تبصرہ کیا۔

"اور ہندو بھی رکھتے ہیں... منگل، شنی، شکر..." یہ ذی القعد تھی۔

"اور انگریز بھی رکھتے ہیں... جون، جولائی، اگست۔" اب مٹھی بولی۔

"...اور جنوری۔" شانزے نے کہنا شروع کیا تو امل دھاڑی۔

"شٹ اپ!"

"وہ بھی رکھتے ہیں...؟" مٹھی نے معصومیت سے پوچھا۔

"پر ہم نے تو نہیں سنا۔" روحی نے الجھ کر مزید اضافہ کیا۔

"اوہو!" امل نے سر پیٹا۔ پھر سب کو غصے سے دیکھتے بولی۔ "میں نے تم لوگوں کو یہاں کسی بچے کے نام کرن کے لئے نہیں بلایا... بلکہ یہ کہنے کیلئے بلایا ہے کہ آج مایوں ہے.... اور ہم نے ایک تھیم رکھی ہے۔" امل ان کو سنجیدگی سے

بتانے لگی۔ ”لڑکے والے خود کو بڑا کوئی ہائے فائے دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں... حالانکہ ان کی طرف کے رشتے دار حیدر آباد کی گلی کوچہ سے آ رہے ہیں مگر وہ ان کو امریکہ، لندن، کینیڈا سے آئے ہیں، بتا رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں ان کو جیسے تیسے ہرانا ہے۔“ امل نے اصل مقصد بتایا تو وہ سب اسے الجھ کر دیکھنے لگیں۔

”مطلب...؟“ ردا نے پوچھا تھا۔

”ہماری تھیم لڑکے والوں سے اچھی ہونی چاہئے، اور ہم ہائی فائی لگنے چاہیئے۔

“ امل بول تھی، اور سب اسے دیکھ رہیں تھیں، جیسے امل پہلے ہی کوئی اچھا جگاڑ سوچ کر بیٹھی ہوئی تھی۔

☆...☆...☆

”ناڑا ڈالنے والی ہے کیا؟“ اصغری دروازے پر کھڑی تھی۔

”نہیں ہم ناڑا نہیں ڈالتے۔“ خالدہ نے اکتا کر کہا تھا۔ آج اس نے دروازہ کھولا تھا۔

”تو پھر کیا ڈالتی ہو؟“ اصغری نے حیرت سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

”ارے ہم الاسٹک ڈالتے ہیں۔“ جھجک کر خالدہ بتانے لگی۔

”وہ بھی تو ڈالتے ہوں گے ناں کسی سے۔“ اصغری سر پر سوار تھی۔

”وہو... وہ پڑے ہوتے ہیں... نکالتے اور ڈالتے نہیں ہیں۔“ اب تو خالدہ کو تپ چڑھی تھی۔ ”... برش تو ہو گا ناں... اس سے ڈالو... ایسی بھی کیا مشکل ہے؟“ خالدہ نے مشورہ دیا۔

”ارے ہاں میں تو بھول گئی...“ وہ سر پر ہاتھ ملتے بولی۔ ”اچھا بھلا تھوڑا سا پاؤڈر ہی دے دو۔“ اصغری کی دوسری فرمائش آ گئی۔ خالدہ کو مزید تپ چڑھی۔

خالدہ نے اسے پاؤڈر تھمایا تو وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

”توبہ ہے!“ خالدہ نے جھٹ سے دروازہ بند کیا تھا۔

☆...☆...☆

بجلی اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب سیڑھیوں سے اوپر کو آتی حمیدہ دکھائی دی۔ بجلی کو لگا وہ یقیناً اس سے ملنے کیلئے اس طرف آ رہی ہے، اس لئے وہ دو پل کو اندر آئی... اپنے اوپر ذرا پرفیوم چھڑکا اور واپس دروازے پہ آئی تو حمیدہ یکدم

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہی غائب ہو گئی۔

"یہ کدھر گئی...؟"اسی وقت حمیدہ، بے بی کے کمرے سے نکلتی دکھائی دی، مگر حیرت کی بات یہ نہ تھی... حیرت کی بات یہ تھی کہ حمیدہ، خالدہ کو اپنے ساتھ نیچے لا جا رہی تھی۔ان کی بے تکلفی بجلی کو جلا گئی۔"آئے ہائے یہ قریشیز تو آتے ہی چھا گئے ہیں۔"

بجلی بلبلاتی مینو کے پاس پہنچی۔

"میں بتا رہی ہوں... قریشیز very big circle(بہت بڑے چکر) کے ساتھ آئے ہوئے ہیں۔

مینو نے زچ آکر کہا۔"دوسروں کے چکروں سے باہر آؤ... اور میری مدد کرو۔"

مینو سامان کھول کر بیٹھی ہوئی تھی۔

"what happens...؟(کیا ہوا...؟)"

"سجل کی مایوں کیلئے کون سا سیٹ نکالوں..؟"مینو نے اس سے مشورہ لینا

www.novelsclubb.com

چاہا۔

”یہ والا پیارا ہے۔" بہت ہی بھاری سیٹ پر انگلی رکھتے ہوئے بجلی بولی تو مینو نے کہا۔

”پاگل ہو گیا؟ دلہن مایوں کے دن اتنا بھاری سیٹ کس لئے پہنے گی؟"

”کیا سجل کیلئے ask کر رہی ہو؟“

”تو اور کس کیلئے نکالوں گی...؟“

"مجھے لگا شاید تم اپنے لئے talk کر رہی ہو۔“ بجلی نے وضاحت دیتے ہوئے مزید کہا۔“... مگر مایوں کے دن تو دلہن flowers کی jewelry پہنتی ہے۔“

"مگر لڑکے کی ماں نے فون کر کے صاف کہا ہے کہ مایوں والے دن بھی دلہن کو سونا چڑھانا لازمی ہے۔ یہ ان کی ریت ہے۔“ مینو نے آہستہ سے کہا تو بجلی کڑکی۔

”ارے واہ! yesterday تک مایوں کا function ہندوانہ تھا...

www.novelsclubb.com

todayان کو ایک نئی ریت یاد آگئی۔ان کی ریت ہے تو خود ہی چڑھائیں دلہن کو سونا...“

”ہم لڑکی والے بھلا اور کر ہی کیا سکتے ہیں؟“ مینو نے ڈوبے دل کے ساتھ کہا تو بجلی نے مخلصانہ انداز میں اسے سمجھایا۔

”میری بات سنو مینو! یہ جو تم ڈر ڈر کر silently(خاموشی) سے ان کی ہر بات listen(سنتی) کرتی ہوناں...اسی وجہ سے ان خبیثوں کے دماغ dirty(خراب) ہو رہے ہیں۔“

”کم از کم ان کو خبیث تو نہ کہو!“ مینو نے سمجھانا چاہا۔

”تو اور what کہوں؟ نمرود کہوں...ابلیس کہوں...فرعون کہوں... what کہوں...؟“

”اچھا اب بس کرو...اور یہ بات کسی کو مت بتانا...“ مینو نے اسے نصیحت کی۔

”میں کس کو بتاؤں گی؟“ بجلی نے اسے تسلی دی۔

مگر دل میں اس نے بھی تہیہ کر لیا تھا کہ وہ ان لڑکے والوں کو آج ایک اچھا سبق ضرور سکھائے گی۔

☆...☆...☆

وہ تینوں اپنے ہاتھوں میں پراندے، نیلے پیلے کپڑے لئے بے بی کے سامنے کھڑیں تھیں۔ موڈ سخت آف تھا۔

"ہم نہیں جارہے مایوں میں۔" مٹھی کپڑے پھینکتی، اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھتے بولی۔

"ہاں... میں بھی نہیں۔" روحی نے بھی صاف جواب دے دیا۔

"کس چیز پر اعتراض ہے تم لوگوں کو...؟" بے بی نے پوچھا تھا۔

"یہ پراندہ... یہ پیلے کپڑے... یہ گیندہ پھول کے زیور..." ایک ایک کر کے انہوں نے سب چیزوں پر ہی اعتراض اٹھا لیا تھا۔

"اور یہ کھسے۔" دری نے ڈبے اٹھا کر اسے دکھائے... "اور تم جانتی ہو یہ کھسے ہمارے پیر سمجھا دیتے ہیں۔" دری نے اہم وجہ بتائی۔

"...اور سب سے برے یہ پیلے چشمے!" مٹھی نے بڑے بڑے چشمے اٹھا کر دکھائے۔

"آج کل کی لڑکیاں... کتنے اچھے کپڑے سینڈل پہن کر... پرس اٹھا کر چلتی ہیں... کتنی پیاری لگتی ہیں... کیپری پجامے پر یہ کھسے پہن کر، اس پہ پازیب پہن کر کتنی اچھی لگتی ہیں... اور تم لوگ..." بے بی ان کو ڈانٹتے ہوئے بولی۔ "...نہ اٹھنے بیٹھنے کی تمیز نہ پہننے اوڑھنے کی تمیز... سب اسکول میں مجھے کہتی ہیں... یہ تمہاری بھتیجیاں کس پر چلی گئیں ہیں بے بی...؟ تم تو اتنی خوبصورت، پہنے اوڑھنے کی اتنی ایکسپرٹ... دادو کی مشہور ڈیزائنر مہران مہربان کے ڈیزائن کردہ کپڑے پہن کر اتنے برینڈڈ پرس carry کر کے کتنی پیاری لگتی ہو... اور یہ بھتیجیاں تمہاری..." بے بی نے اپنی ساتھی ٹیچر کی ہو بہو نقل اتارتے ہوئے بتایا تو دری نے اعتراض اٹھایا۔

"ہاں تو ان کو کیا تکلیف ہے...؟"

"تکلیف ان کو نہیں... تم لوگوں کو آگے چل کر ہو گی... اس لئے کہہ رہی

ہوں شرافت سے یہ سب پہنے کی تیاری کرو... یہ امل کی تفہیم کا سوال ہے... تو یہ سب تم نے پہن کر اچھی طرح تیار ہو کر، مایوں میں اینٹری دینی ہے۔ سمجھ گئی... یا جوتے اتار کر سمجھاؤں...؟"

کہنے سننے کو کیا رہ گیا تھا؟ اس لئے وہ تینوں پیر پٹختی رہ گئیں۔

☆...☆...☆

"دیکھو ذی القعد... پہلے ہی تمہاری بے وقوفی کی وجہ سے جنید ہمارے ہاتھ سے نکل گیا... اس کا افسوس تو مجھے تا قیامت رہنا ہے مگر اب اسفند کو کسی صورت ہاتھ سے جانے نہیں دینا ہے۔" بے بی جیسے ہی سیڑھیوں کی طرف بڑھی تو بجلی کی تیز آواز سن کر وہ، چونک کر مڑی اور دیوار کی اوٹ سے جھانک کر اس طرف دیکھنے لگی۔ اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑی بجلی اپنی بیٹی کو ڈانٹ کر سمجھا رہی تھی، مگر بیٹی نے پکے ہوئے آم کی طرح اپنا منہ لڑکایا ہوا تھا۔

"تو کیا کروں میں...؟" ذی القعد نے پوچھا۔

"تم تیار ہو کر بس اسفند کے آگے پیچھے گھومو... اپنی موجودگی کا اسے احساس

دلاؤ... ویسے بھی لڑکوں کو بنی سنوری خوبصورت لڑکیاں متاثر کرتی ہیں۔"

"توبہ توبہ!" بے بی نے ناک رگڑی۔

"اب میں تمہیں لڑکیوں کے ساتھ نہ دیکھوں۔"

اس سے پہلے کہ بجلی کی آنکھیں بے بی پر پڑتی.. بے بی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی۔

"توبہ کیسی چنڈال عورت ہے... بیٹی کو کیا سمجھا رہی ہے۔اور سنو... بیٹی سے بات کرتے اسے بڑی اچھی اردو آتی ہے مگر ہمارے سامنے غلط سلط انگلش کا رعب جھاڑتی ہے۔"

سیڑھیاں اترتے ہوئے بے بی خود کلامی کے انداز میں بولی۔

☆...☆...☆

"اے چھوٹا پیک!"

مایوں کے پیلے کپڑوں پر زبردستی کے پہنائے گئے پھولوں والے زیور پہنے دری ابھی تیار ہو کر سیڑھیوں پر چڑھ ہی رہی تھی کہ سیڑھیوں پہ بیٹھے تین لڑکوں

میں سے ایک نے اسے آواز دی۔ وہ ادھر ادھر دیکھ کر آواز کی سمت کا جائزہ لینے لگی۔

''ہم تم کو کہہ رہے ہیں چھوٹا پیک...'' ان لڑکوں پہ نظر گئی تو وہ منہ پھلا کر ان کے پاس آئی۔

''کس لحاظ سے تمہیں میں چھوٹا پیک لگ رہی ہوں...؟''

''اس لحاظ سے...۔'' وہ جو راجا اندر بن کر بیٹھا تھا... کہتا اٹھ کھڑا ہوا تو دری آنکھیں پھاڑے اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔ لمبے چوڑے شخص کے سامنے وہ واقعی چھوٹا پیک ہی لگ رہی تھی۔ وہ گھبرا کر تھوک نگلنے لگی۔ ''مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ کچن میں کچھ ہے تو جاؤ... جا کر لے کر آؤ!'' اس لڑکے نے حکم دیا، تو دری آنکھیں پھاڑ کر پوچھنے لگی۔

''کون میں...؟''

''تو اور کون؟... تمہارے ہاتھوں میں مہندی لگی ہے کیا رے...؟'' اس نے کچھ اس انداز میں کہا کہ پیچھے کھڑے دونوں لڑکے ہنس پڑے۔

www.novelsclubb.com

"نہیں نہیں میں تو خود مہمان ہوں یہاں... مجھے تو کچن کا بھی نہیں پتا کہ کس طرف ہے۔" وہ بہانے بازی کرنے لگی۔

"مہمان ہو...؟"

"جی"

"کہاں سے آئی ہو...؟"

"دادو سے آئی ہوں۔"

"کس کی بیٹی ہو...؟"

"ناشاد قریشی کی بیٹی ہوں۔" اس نے بتایا جیسے اب تو اس کی جان چھوٹ ہی جائے گی۔

"تو کانپ کاہے رہی ہو...؟" وہ پوچھ رہا تھا مگر وہ خاموش رہی۔ "گونگی ہو...؟" ایک بار پھر پوچھا۔

وہاں بدستور خاموشی رہی۔ "آؤ تمہیں میں کچن دکھاتا ہوں۔"

وہ مسکراہٹ دباتا آگے بڑھا تو نا چاہتے ہوئے بھی دری کو اس کے پیچھے چلنا پڑا

www.novelsclubb.com

تھا۔

☆...☆...☆

"دلہے والے آ گئے... دلہے والے آ گئے۔"

شور مچا تو سب ریلنگ سے نیچے جھانکنے لگے۔ خیال یہی تھا کہ دس بارہ گاڑیوں کی قطار ہو گی.. کوئی ڈوم ہو گی... کوئی بس ہو گی... جو باراتیوں سے بھری ہو گی... پر وہ سات برقع پوش ایک گاڑی میں ٹھس ٹھسا کر بیٹھ کر، یہاں آئیں تھیں اور اب دروازہ کھول کر نکل رہیں تھیں۔

"توبہ ہے۔"

بجلی پیلی قیمتی ساڑھی میں ملبوس، لمبا پراندہ ڈالے، موٹا چشمہ پہنے، ہاتھ میں چھتری تھامے، کسی نازک اندام حسینہ سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ "اتنی کنجوس! یہ اتنی ساری decorations... ان برقع پوش ladies کیلئے کی تھیں...؟"

"بجلی کی تو روح تک جل گئی تھی۔ "چلو پردے دار ladies ہیں پر کچھ تو بارات لیکر آنی چاہئے تھی۔ اتنے nice خاندان میں relation ہوا ہے، اتنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

peoplesآئے ہوئے ہیں...اور یہ بارات لے کر آئے ہیں...نہ اپنی respectکا خیال نہ ہماری!" بجلی نے جا کر مینو کو پکڑا جوان کے استقبال کیلئے بھاگی جا رہی تھی۔

"تم نہیں جاؤ گی down...!خود ہی آجائیں گی..." بجلی نے بازو سے پکڑ کر مینو کو روک دیا۔

"ارے پر وہ مہمان ہیں...ان کا استقبال تو کرنے دو!" مینو منمنائی۔

"absolutely not...!" بجلی بولی تو مینو کچھ دور کھڑی بے بی کو دیکھنے لگی۔وہ بھی کچھ کم حیران نہ تھی۔جس طرح کی تیاریاں کی جا رہیں تھیں...مٹھائیاں، کھانے،مایوں کی رسم کرنے کی جگہ کے ارینجمنٹ کیئے جا رہے تھے،جتنے مہنگے اچھے کپڑے لئے گئے تھے،امل نے جس طرح تیاری کروائی تھی مایوں کی...اس سے تو لگ رہا تھا جیسے بہت ہی کوئی اعلیٰ خاندان میں شادی ہو رہی ہے۔مگر بارات تو سات عورتوں پر مشتمل تھی،وہ بھی خالی ہاتھ نہ مایوں کا سامان نہ مٹھائی...!

دور کھڑی بے بی، مینو کو دیکھ کر جیسے سوال پوچھ رہی ہو... مینو نے فوراً نگاہیں پھیر لی تھیں۔

"آئے ہائے.. کوئی اور جگہ نہیں ملی تھی مایوں کی رسم کروانے کیلئے...؟ ہماری تو ٹانگیں ہی سوکھ گئیں سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے۔" ہانپتی کانپتی عورتیں اوپر آکر سوال کرنے لگیں۔

"خوش آمدید! آئیں آئیں..." مینو نے جلدی جلدی کہا۔

"بیٹھنے تو دو کوئی پانی شربت کوک پیپسی تو پلاؤ!"

عصمت باجی جا کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی، تو مینو ایک طرف دیکھ کر بولی۔ "امل کچھ ٹھنڈا لیکر آؤ...!"

امل کے جاتے ہی مینو قریب ترتیب سے رکھی کرسیوں کو گھسیٹ کر، انہیں پیش کرنے لگی جبکہ بجلی جل بھن کر انہیں دیکھنے لگی۔ "آئیں آپ ادھر بیٹھیں۔"

☆...☆...☆

"کچھ عجیب سے نہیں ہیں؟"

www.novelsclubb.com

صفورا نے خالدہ سے پوچھا تو ساتھ بیٹھی حمیدہ نے پہلو بدلا۔

''ہاں.. نہ بارات نہ مہمان نہ مٹھائی... ایسے ہی آ گئیں۔'' خالدہ نے اظہارِ خیال کیا۔

''اصل میں شریف لوگ ہیں... دکھاوا نہیں ہے ان لوگوں میں بس وہ پہلے ہی سب سامان بھجوا چکے ہیں۔'' حمیدہ بیگم نے بات سنبھالی۔

''اچھا اچھا!'' خالدہ بولی۔

''پر مہمان کیوں نہیں لیکر آئیں؟'' اب کے صفورا بیگم نے پوچھا۔

''بس رسم ہی تو کرنی ہے۔ ان کا رواج ہے کہ سب صاحب شوہر والی ہی رسمیں کرتی ہیں... اور خیر سے یہ ساتوں ہی صاحب شوہر ہیں۔ تو اس لئے یہی آ گئیں۔ باقی کچھ کی شادی نہیں ہوئیں تو کچھ بے چاریاں بیوا ہو گئیں... میں آتی ہوں۔'' حمیدہ' خالدہ بیگم سے مخاطب ہوتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆...☆...☆

''سجل کے relation کیلئے جہاں اتنا wait کیا تھا... وہاں چند

months اور wait لیتی تو what ہو جاتا؟" بجلی اس کے سر پہ کھڑی چیخ رہی تھی۔

"بجلی! میرا ابھی دماغ نہ کھاؤ...!" مینو پریشان سی، تھال میں ہلدی مل رہی تھی۔اس وقت وہ کوئی بات سننے کے موڈ میں نہ تھی۔

"کیا think کر کے یہ relation کیا ہے...؟نہ جوڑ....نہ class...نہ status! بھلا ایسے ہوتے ہیں relation...؟" بجلی اس کے روعب میں آئے بغیر بولی۔

"تم یہ تھال پکڑ واور اوپر لے جاؤ...!" مینو نے زبردستی اسے تھال پکڑا یا۔

"اونہو!" بجلی نے تھال صلیب پہ پٹختے کہا۔"میں not لیکر جاؤں گی۔"

تبھی کچن کے دروازے کے پاس سے کوئی گزرا تھا جس کو مینو نے آواز دی۔"اے لڑکی!"

اس لڑکی کے پیر تھمے،ادھر ادھر دیکھ کر اس نے باورچی خانے میں جھانکا۔

مینو اور بجلی کے بوتھے دکھائی دیئے۔"ادھر آؤ!" مینو نے اسے بلایا۔وہ ڈرتے

ڈرتے اندر آئی۔اسے دیکھ کر بجلی نے ناک بھوئیں چڑھائیں۔"یہ تھال پکڑو اور اوپر لے جاؤ!"

اس لڑکی کے چہرے پہ کالا سایہ لہرایا۔"میں...؟"

"چلو پکڑو!"مینو نے تھال پکڑایا اور ہاتھ دھونے کیلئے سنک کی طرف مڑی۔بجلی اسے یہی ٹکے دیکھ کر بولی۔

"اب کھڑی why ہو....go...!"

وہ لڑکی قدم سنبھالتے ہوئے باہر جانے لگی۔پھر بجلی نے مینو سے کہا۔"قسم سے بہت disappoint کیا ہے تم نے مجھے۔"

"چھوڑ دو یہ باتیں!"مینو نے عاجز آ کر کہا۔"میں وہی باتیں بار بار نہیں دہرا سکتی بجلی..."مینو نے ٹشو سے ہاتھ خشک کرتے ہوئے چڑ کر کہا،اور کچن سے نکل گئی۔بجلی اس کو سمجھانے کی نیت سے پیچھے لپکی۔

☆...☆...☆

منہ پھلاتی اب دری کچن میں داخل ہوئی اور ست روی سے جو سمجھ آیا بنانے

لگی۔

”تمہارے نخرے ایسے ہی رہے تو سسرال والے سر پکڑ کر روئیں گے۔ کتنی سست ہو۔ہاتھ جلدی چلاؤ...مجھے بھوک لگی ہے۔“وہ مسلسل شور مچا کر اس کی گھبراہٹ میں اضافہ کر رہا تھا۔

”جو جلدی کرنے والی تھی...تو اس سے پکوا لیتے ناں۔“دری نے منہ بنا کر کہا تھا اور تیسری ہری مرچ آملیٹ میں ڈالنے لگی۔

”اتنی ہری مرچ...؟مجھے مارنا ہے کیا یہ ہری مرچ، ہرے پیاز اور ہرے دھنیے کا کھیت کھلا کر...؟“وہ بگڑا۔

”اوہو ایک تو آئل پتا نہیں کہاں رکھا ہے...ابھی تو نمک مرچ ڈھونڈنے ہیں...اور اوپر سے تم سر کھا رہے ہو۔جب بن جائے گا تب آجانا...ابھی جاؤ۔“دری اس کی باتوں سے مسلسل زچ ہو رہی تھی۔

”یہ رہا آئل...اور یہ رہا مصالحے کا ڈبہ!“اس لڑکے نے اطمینان سے اس کے سامنے ہر چیز رکھتے ہوئے کہا تو وہ اسے گھورنے لگی،اور چولہا جلا کر اس میں تیل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ڈال کر نمک مرچ ڈالنے لگی۔

''اب ڈالو بھی انڈا... تیل خول رہا ہے۔'' وہ اس کی آنکھوں کی خوبصورتی کی تاب نہ لا سکا تو گڑ بڑا کر بولا۔

اور اس نے جیسے ہی انڈا ڈالا... تیل اس کے کپڑوں پر اچھل کر گرا۔

''ہائے اللہ میرا سوٹ خراب ہو گیا۔'' وہ اچھل کر پیچھے ہوئی۔ اس کا جھار جھٹ کا سوٹ تیل لگنے کی وجہ سے اب خراب ہو چکا تھا۔ وہ آملیٹ چھوڑ کر سوٹ دیکھنے لگی، تو وہ بھی سوٹ دیکھنے لگا۔ پھر آملیٹ کو جلتا دیکھ وہ بگڑ کر بولا۔

''لو! آملیٹ بھی جلا دیا۔'' وہ بگڑا اور چولہے کی آگ بجھاتا، باورچی خانے سے نکلنے کیلئے مڑ گیا۔

''میں ہی ملی تھی ناں فالتو...؟ میرا نیا سوٹ جلا دیا۔'' وہ روہانسی ہو کر بولی۔

اسے بے بی کی ڈانٹ کا خوف تھا۔

''نہیں کھاتا تمہارا یہ سڑا ہوا انڈا۔'' وہ تپ کر بولتا باہر نکل گیا۔

دری کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے پکڑ کر وہ اسی تیل میں فرائی کر ڈالے۔

وہ ابھی سوٹ کے غم میں کھڑی ہی تھی کہ باورچی خانے میں عباد آگیا۔ کچن میں پھیلا ہوا دھواں اور سڑا ہوا انڈا دیکھ کر اس نے Exhaust کا بٹن دبایا اور ایک منٹ میں سارا دھواں نکل گیا۔

"ابھی کھانا لگنے والا تھا تھوڑا انتظار کر لیتی.. بلاوجہ ہی تکلیف کی۔" عباد کے جتانے والے انداز میں کہنے پر وہ شرمسار ہو کر پانی پانی ہونے لگی۔ "اگر زیادہ بھوک لگی ہے تو آپ کیلئے لے کر آتا ہوں کھانا!" ایک ایک لفظ پر روز دیتے وہ پلیٹ اٹھاتے ہوئے بے حد ناگوار انداز میں کہتا باہر نکل گیا۔

"ہنہ! میں نہیں کھیل رہی۔" دری پیر پٹختے ہوئے باہر نکل گئی۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

"واٹ دا ہیل...؟"

ایک دھماکے کے بعد... ایک مرد کے دھاڑنے کی آواز پر سب گانے بجانے چھوڑ کر چھت سے لاؤنج میں نیچے دیکھنے لگے، جہاں کی سیڑھیاں ابٹن سے لتھ پتھ تھیں وہیں گھر کا مالک ڈی پی او اسفندیار بھی ابٹن میں لتھ پتھ کھڑا سامنے ابٹن سے لتھ

پتھ لڑکی پر برس رہا تھا، جو بری طرح سے رو رہی تھی۔

"آئے سیفی پت (بیٹے) کیا ہوا؟" مینو بھاگی چلی آئی۔ "ارے پٹ یہ تو دادو سے آئی مہمان ہے... کیوں برس رہے ہو اس پر...؟" مینو گھبرائی، تو 'دادو سے آئی' سن کر بے بی کے کانوں میں ایمر جنسی سائرن بجنے لگے۔ وہ بھی فوراً سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔

"یہ حشر دیکھیں میرا... نفرت ہے مجھے ابٹن، تیل، مہندی، پیلے رنگ سے..." وہ اپنے چہرے سے ابٹن صاف کرتے بگڑ کر بولا۔

"اچھا اچھا میں نہلا دیتی ہوں پت... تم پریشان مت ہو۔" مینو نے پچکارتے کہا۔

"میں نہالوں گا خود ہی مام!" وہ دانت پیتے بولا اور لڑکی کو گھورتا سیڑھیاں چڑھ گیا۔

"ارے پٹ تم بھی دھیان سے لے کر آتی... ابٹن سارا گرا دیا اور بدشگنی الگ کر دی۔"

مینو، دادو سے آئی مہمان کو اٹھاتے ہوئے بولی۔

"ارے ارے روحی... تم کیسے گر گئی...؟" بے بی جس نے ابھی نوٹ کیا کہ وہ ابٹن میں لتھ پتھ روحی تھی، تو دانت پیستے پوچھنے لگی۔

"میں ابٹن لے کر آ رہی تھی تو پیر پھسل گیا اور میں سیڑھیوں سے نیچے گر گئی۔" وہ روتے ہوئے بتانے لگی۔

"ظاہر ہے جب پیر پھسلتا ہے تبھی گرتا ہے انسان.. لیکن تمہیں کس نے دیا ابٹن اٹھانے کو؟" بے بی اسے بازو سے کھینچتی، ساتھ لئے چلتی غرائی۔

"مینو نے کہا تھا۔" اس نے کہنی کو پھونک مارتے کہا۔

"اس نے کہا اور تم نے اٹھا لی پاگل۔" بے بی نے ڈانٹا تو روحی اور تیز رونے لگی۔

☆...☆...☆

"سنا تم نے... اس شادی میں ثمینہ نے اپنے بیٹے کیلئے لڑکی دیکھنی ہے... اس لئے اس نے سارے خاندان والوں کو ادھر جمع کیا ہے۔"

www.novelsclubb.com

بڑی سی چھت پر لگے شامیانے کے نیچے پھیلی کرسیوں پر بیٹھی دو عورتوں کی بات پر خالدہ بیگم کے کان کھڑے ہو گئے تھے اور وہ پوری طرح ان کی بات پر متوجہ ہوئی تھی۔

"کون سے بیٹے کیلئے؟" دوسری عورت نے پوچھا۔

"وہی... جس پر اسے بڑا غرور ہے۔" پہلی والی عورت نخوت سے بولی۔

"یعنی وہ سڑا ہوا... بدمزاج اسفندیار؟" دوسری عورت پوچھنے لگی۔

"ہاں ناں... بس ڈی پی او ہی تو ہے... ورنہ بات تو کرتا نہیں بس چیختا چلاتا رہتا ہے..."

"ہاں ناں... سنا ہے اس کی یہاں کے ایم پی اے سے بھی ٹھن گئی ہے۔" پہلی عورت رازداری سے بتانے لگی۔

"ہاں... تبھی تو اس کا ٹرانسفر کیا جا رہا ہے۔" دوسری والی بولی۔

"بہت چڑچڑا اور بددماغ ہے۔"

خالدہ اٹھ کر ادھر ادھر اپنی لڑکیوں کو دیکھنے لگی۔ "پتا نہیں کہاں ہیں وہ

نمونیاں!" وہ بڑبڑاتی ہوئی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ سیڑھیوں پر صفائی ہو رہی تھی۔ ایک دروازے پہ منہ بسورتی دری کھڑی نظر آئی۔ "تم لوگ ہو کہاں؟"

"آتے ہی سوالوں کے توپ شروع!

"یہیں ہیں۔ اور کہاں ہوں گے؟" اس نے دوپٹہ سامنے کر کے جلا ہوا کپڑا چھپایا تھا۔

"یہ بے بی اور روحی کدھر ہیں؟" پھر ایک نیا سوال۔

"وہ کمرے میں ہیں۔" اس نے بتایا تو خالدہ بیگم اندر جھانک کر دیکھنے لگی۔ روحی کے کپڑے بدلے ہوئے اور اسے منہ بسورتے دیکھتی اس کی طرف بڑھی تھی۔

"یا اللہ میں کیا کروں؟ ایک اپنے کپڑے جلا کر آئی ہے، اور دوسری اپنے کپڑے ابٹن میں لتھ پتھ کر کے آئی ہے۔ اوپر رسمیں چل رہی ہیں اور ہم ان کے کپڑے بدلوا رہے ہیں..." بے بی نے سر پکڑ کر کہا تھا۔

"ذرا بھی عقل نہیں ہے ان لڑکیوں میں۔" خالدہ انہیں گھورنے لگی۔"...

www.novelsclubb.com

بس پین کیک چائے میں ڈبو ڈبو کر کھانے کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔" خالدہ نے سر پیٹا۔

"صبح سے چائے نہیں پی... پین کیک تو دور کی بات ہے۔" دری کا دکھڑا جاگ گیا تھا۔

تبھی عباد پلیٹ میں کھانا لئے چلا آیا تھا۔

"ارے آپ یہاں کھڑی ہیں... میں کب سے آپ کو ادھر ادھر ڈھونڈ رہا ہوں۔" وہ کہہ رہا تھا۔

دری بے حد شرمندگی سے اسے دیکھ رہی تھی کہ چائے والی بات بھی اس نے سن لی تھی۔ (اب چائے ہی نہ بنا کر لے آئے۔ اسے اب فکر لگ گئی تھی۔)

"آئیں آ کر کھانا کھا لیں۔" وہ کمرے میں داخل ہوا تو سب کو پہلے سے ہی وہاں دیکھ کر ٹھٹک کر رکا اور بولا۔ "مجھے پتا ہوتا آپ سب لوگ یہاں ہیں تو میں سب کیلئے لے آتا مگر کوئی بات نہیں... میں ابھی جا کر لے کر آتا ہوں۔" وہ پلیٹ کو ٹیبل پر رکھ کر بولا تو بے بی اس کی غلط فہمی دور کرتے بولی۔

''ہم سب مہمانوں کے ساتھ ہی کھائیں گے، تم فکر نہ کرو۔''

''ٹھیک۔'' وہ پلٹ کر جانے لگا جبکہ بے بی دری کو گھورنے لگی۔

''ہمیشہ بیچ میں، میں کیوں پھنس جاتی ہوں؟'' دری، بے بی کی گھوریوں کی تاب نہ لاتے ہوئے سر کھجا رہی تھی۔

☆...☆...☆

''آپ یہاں نہیں آسکتے کیونکہ یہ خالص عورتوں اور لڑکیوں کا فنکشن ہے۔

''

لڑکوں کے جھنڈ کو سیڑھیاں چڑھتے آتا دیکھ کر مٹھی ان سب سے مخاطب ہوئی۔ کسی بھی لڑکے کو اندر آنے سے روکنے کیلئے، امل نے مٹھی کو دروازے پہ پہرے دار کی طرح کھڑا کیا تھا۔

''اوہو ہو ہو! تو...؟'' سب کے آگے آتے لڑکے نے بڑی دل چسپی سے اسے دیکھا اور پوچھا تھا۔

"تو کیا؟"

www.novelsclubb.com

"تم منع کرو گی تو کیا ہم منع ہو جائیں گے؟" اس کا انداز چڑانے والا تھا۔ "ہمارا گھر ہمارے مہمان، ہماری شادی، تم کون...؟" وہ اسے لتاڑتا پوچھ رہا تھا۔

"دیکھو! مجھے دلہن کی بہن نے یہاں کھڑا کیا تھا، اور مجھ پہ اعتماد کر کے ہی اتنی بڑی ذمہ داری دی گئی ہے، اب یہ میرا فرض ہے کہ میں یہ ذمہ داری اپنی جان پر کھیل کر بھی پوری کروں۔" وہ ڈٹ گئی۔

"اوہو... تو جان پر کھیل جائے گی بچی۔" اس نے اپنے دوستوں کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنستے ہوئے کہا۔ پھر مٹھی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔ "تو... شوق سے مر جاؤ!" وہ اسے بازو سے پکڑ کر سامنے سے ہٹاتے، کس ڈھٹائی سے آگے بڑھا اور مٹھی اس کی جرات پر منہ پھاڑے اسے دیکھتی رہی۔ لڑکے ہنستے آگے بڑھتے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے۔ اور وہ لڑکا دو انگلیوں سے پستول بنا کر اس پہ نشانہ لگاتا مسکرا رہا تھا۔

☆...☆...☆

"اوہو سیفی پٹ! تھوڑا تو خیال کر لیتے... تمہاری بہن کی شادی ہے... اور تم ہو کہ مہمانوں کے سامنے برس پڑے وہ بھی مہمان پر!"

ثمینہ بیگم، نہائے صاف ستھرے بیٹے کو دیکھ کر سمجھانے لگی۔

خوبصورت جوان بیٹا جو اتنے اچھے عہدے پر فائز تھا' مگر بدمزاجی اور بے حد سخت دل انسان، جس کو کوئی رشتہ دینے کو تیار نہ تھا۔ مینو' پہلے ہی پریشان تھی کہ آج کے واقعے نے اسے مزید پریشان کر دیا تھا۔

"تو اب ان رسموں کو کرنا ضروری ہے...؟ آپ جانتی ہیں ناں مجھے ابٹن مہندی تیل سے نفرت ہے، اور پیلے کلر سے بھی... تو کیوں پورا گھر پیلے گیندے کے پھولوں سے سجایا ہے...؟ کیوں لڑکیاں پیلے رنگ کے کپڑے پہنے گھوم رہی ہیں...؟ سارے گھر میں ابٹن تیل مہندی کی بو کیوں پھیلی ہوئی ہے...؟ آپ جانتی ہیں مجھے الرجی ہیں ان سب سے۔" وہ تولئے سے بال رگڑتے ہوئے بول رہا تھا جبکہ غصہ ناک پہ دھرا ہوا تھا۔

"پٹ! ایسے نہیں کرتے، انہی رسموں سے ہی تو شادی کی رونقیں بڑھتی

ہیں۔ دیکھ اتنے مہمان آئے ہیں... اور پہلی شادی ہے... اور اللہ کے فضل کرم سے جس کو دعوت دی وہ سب آئے ہیں... کچھ دن برداشت کرو... ان سے ملو... ان کا خیال کرو... سب کیا کہیں گے... اتنا مغرور ہے وحید صاحب کا بڑا بیٹا...؟"

"مائے فٹ!" وہ دانت پیستے بولا۔

"ایسا نہیں کہتے۔ پٹ ایسا نہیں کہتے۔ دیکھو سب آئے ہیں... دیکھو کوئی لڑکی پسند آئے شاید!" وہ جھجکتے کہتے رکی۔

"واٹ...؟"

"آہستہ آہستہ!" انہوں نے ہاتھ اٹھا کر سمجھایا۔

"آپ کیا کہہ رہی ہیں میں ان رشتے داروں کی لڑکیوں سے شادی کروں؟ نو وے۔" اس نے قطعی انداز میں کہا اور پرفیوم چھڑکنے لگا۔

"آئے ہائے مان کتھے پھنجو متھو پھاڑیاں۔ (میں کہاں جا کر اپنا سر پھاڑوں؟)" ثمینہ ماتھا پکڑ کر رہ گئی۔ "اچھا مت کرو شادی... پر غصہ مت کرو۔ پلیز!" اب انہوں نے ہاتھ جوڑتے منت کی تو اسفند کو جیسے رحم سا آگیا۔

"اوکے اوکے۔" وہ ان کے جڑے ہاتھ تھامتا بولا۔

"ٹھیک ہے تو آ جاؤ... اور سب کو سلام کرو۔" وہ جاتے جاتے ہدایت دینا نہ بھولی تھی۔

☆...☆...☆

"سجل نے میک اپ کچھ زیادہ ہی گہرا نہیں کر دیا ہے؟"

دلہے کی ماں نے آتے ہی دلہن کو دیکھ کر تبصرہ کیا تھا۔ "ابھی پچھلے ہفتے ہی عصمت باری درس میں بتا رہی تھیں کہ عورت کی بے جا نمائش اور زیبائش اس کی بربادی کا سبب بنتی ہے۔"

صفورا بیگم اور خالدہ بیگم ان کی بات سن کر حیران ہی رہ گئی۔

مینو کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بجلی خود کو سوال کرنے سے روک نہ سکی۔ "اب دلہن کیا میک اپ بھی نہ کرے...؟"

دلہن کی ماں نے اپنے عبائے کا اسکارف ٹھیک کرتے کہا۔ "ارے میک اپ کرنے سے کون منع کر رہا ہے...؟ میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ عورت کی جو نمائش

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہونی چاہیئے وہ اپنے شوہر کیلیئے ہونی چاہیئے، مگر توبہ استغفر اللہ میں کہنا نہیں چاہتی مگر آج کل کی دلہنیں تو دلہنوں کی طرح تیار ہی نہیں ہوتی بلکہ طوائفوں کی طرح تیار ہوتی ہیں، اور یہ جو آدھی آدھی آستین والی قمیض یہاں کی لڑکیاں پہنی دکھائی دے رہی ہیں ناں... یہ ہمارے گھر کی عورتیں نہیں پہنتی۔"

"تو کیا تمہارے گھر کے مرد پہنتے ہیں...؟" بجلی نے جتاتے ہوئے پوچھا۔

ویسے بجلی نے صحیح ہی تو کہا تھا، مگر وہ ساری عورتیں توبہ توبہ کرنے لگیں۔ "ویسے برا نہ منائے گا مگر آپ سب نے بہت ہی برے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔" بجلی طنز کرتے بولی۔

"اصل میں اسی نمود و نمائش کی وجہ سے یہ تباہیاں آئی ہیں... یہ زلزلے... یہ جھٹکے... یہ سونامیاں..." دلہے کی ماں ابھی شروع ہی ہوئی کہ بجلی نے بات کاٹتے کہا۔

"بہن برا نہ ماننا... تمہارا باقی کا درس میں گھر پہ آ کر ہی سن لوں گی۔" بجلی بھڑک کر بولی تو نا چاہتے ہوئے بھی صفورا اور خالدہ بیگم کو ہنسی آئی۔ ان سب

ملانیوں کے منہ اتر گئے تھے۔

سجاوٹ دیکھنے لائق تھی، ہاں البتہ چلتی پھرتی لڑکیوں کے کپڑے اور ادائیں، دلہے والی عورتوں کو ایک آنکھ نہ بھا رہیں تھیں۔

"توبہ توبہ!" عصمت باجی کے تو منہ سے ورد ہی جاری تھا، جس کو دیکھو دیکھی باقی عورتیں بھی توبہ توبہ کرنے لگیں تھی۔ اسٹیج کے ساتھ سب سے بہترین جگہ پر ان کو بٹھایا گیا تھا، مگر یہاں بھی اعتراض!

"کیوں یہ جگہ پسند نہیں آئی...؟" مینو نے حیرت سے پوچھا۔

"جگہ تو اچھی ہے... اور کھانے کا انتظام بھی یہاں سے باآسانی ہو سکتا ہے مگر یہاں سے ہر کسی پہ نظر پڑ رہی ہے اور جیسے یہاں لڑکیوں کے رنگ ڈھنگ ہیں... میں یہاں پانچ منٹ بھی نہیں بیٹھ سکوں گی۔" دلہے کی ماں بولی تو عصمت باجی نے کہنی مار کر اشارہ کیا۔ دلہے کی ماں، عصمت باجی کا اشارہ سمجھتے ہوئے بولی۔ "آپ بھی بولیں۔"

بجلی نے منہ بگاڑا۔ عصمت باجی بولنے لگی۔

"بہن اصل میں تو دنیا صرف دھوکہ ہے جہاں سب کچھ فانی ہے... یہ تو ہم بڑوں کا فرض ہے کہ اپنی آنے والی نئی نسل کو تبلیغ کریں کہ یہ فیشن اور سنگار سب شیطانی آلے ہیں۔ انہی شیطانی آلات کی وجہ سے کہا گیا ہے کہ عورتیں ہی زیادہ جہنم کا ایندھن بنے گیں۔" ساری عورتیں جہنم سے پناہ مانگنے کھڑی ہو گئیں۔"... اس لئے میں کہہ رہی ہوں کہ پہنے اوڑھنے سے زیادہ اعمال کی درستگی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ کپڑے اور فیشن تو یہیں کہ یہیں رہ جائیں گے۔"

"ارے بہن کپڑوں سے اتنی ہی الرجی ہے تو پہنا ہی چھوڑ دو۔" بجلی نے جل کر کہا تو عصمت باقی کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"لحاظ بھابھی لحاظ!" دلہے کی ماں بولی۔ مینو، بجلی کو گھسیٹتی کہیں اور کو لے گئی۔

"یہ سب تو ہماری برداشت سے باہر ہے۔" کسی عورت نے دلہے کی ماں سے کہا تھا۔

"برداشت سے تو میری بھی باہر ہے مگر صبر کرو... فی الحال کسی مصلحت

کے تحت میں بھی خاموش ہوں... بس ایک بار کھانا لگ جائے... وہ تسلی سے کھالیں... پھر دیکھو میں کرتی کیا ہوں۔" دلہے کی ماں ابھی بتا ہی رہی تھی کہ تبھی کچھ ایسا ہوا کہ وہ ساری عورتیں اپنے اپنے منہ چھپانے لگیں۔

☆...☆...☆

"اوہو تمہیں ایک کام کہا تھا، تم سے وہ بھی نہیں ہوا۔" امل اس کے سر پہ کھڑی بگڑ رہی تھی۔

"میں نے کیا کیا؟" مٹھی کی معصومیت دیکھنے لائق تھی۔

"یہ لڑکے سارے اندر کیا کر رہے ہیں؟" امل نے ان لڑکوں کی طرف اشارا کیا تھا۔

"وہ میں نے ان کو روکا تھا... پر..." وہ منمنائی۔

"یہاں سب بی بیاں ہیں پاگل... ناراض ہو رہی ہیں۔" امل ماتھا پیٹتی بولی۔ "لگتا ہے مام کو بلانا پڑے گا۔"

امل کچھ سوچتی آگے بڑھی تو وہ بھی جلدی جلدی سیڑھیاں اتر آئی اور

www.novelsclubb.com

سیڑھیوں کے ساتھ والے کمرے میں گھس کر، دروازے کے ساتھ چھپ گئی۔ جھانک کر باہر دیکھنے لگی۔ اسے ڈر تھا کہیں ڈانٹ ہی نہ پڑ جائے۔ وہ باہر جھانک کر دیکھ رہی تھی جب کسی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ ڈر کر چیخ کر، بھاگنے کو تھی کہ کسی کے مضبوط ہاتھوں نے اسے پکڑ کر جکڑ کر سر دیوار سے لگا دیا.. اور مضبوط ہاتھ نے اس کے منہ کو بند کر دیا۔ وہ خوف سے پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگی، جہاں لمبا چوڑا، خوشبوؤں سے بسا، سفید لٹھے کی شلوار قمیص پہنے وہ شخص خونخوار نظر سے اسے گھور رہا تھا۔

☆...☆...☆

"لونڈے نہ ہوئے امراؤ جان ہو گئے جن کے مجرے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ توبہ توبہ!"

دلہے کی طرف سے آئی کسی عورت نے اعتراض اٹھایا تھا، جب مایوں کے فنکشن میں لڑکوں کے آنے سے بدمزگی بڑھی تھی۔

ثمینہ بیگم تک معاملہ پہنچا تو وہ بھاگی چلیں آئی۔ بھانت بھانت کی بولی بولی

جا رہی تھی۔ سبھی ہی اپنے پوائنٹ آف ویوز بتاتے جا رہے تھے۔ عورتیں ثمینہ بیگم کو بتا رہیں تھیں، اور ثمینہ بیگم، امل کو ڈانٹ رہی تھیں اور امل دہائیاں دے رہی تھی کہ اس نے مٹھی کو وہاں کھڑا کیا تھا لڑکوں کو روکنے کیلئے مگر وہ روک نہیں سکی۔

اس سارے شور میں کسی کی کہی بات، کسی کے کان میں پہنچ نہیں رہی تھی پر امل کی بات، بے بی کے کان میں پہنچ گئی تھی اور وہ ادھر ادھر دیکھتی بڑبڑائی۔

"مٹھی کی بچی! تمہاری خیر نہیں۔" وہ آگے بڑھی۔

مٹھی تو نظر نہیں آئی البتہ روحی منہ بسورے نظر آ گئی جو لان کے پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس سب سے چھپتی پھر رہی تھی۔ اس نے ایک تو سادہ سا سوٹ پہنا تھا اوپر سے اس وحشی کی ڈانٹ بھی کھائی تھی۔ اس لئے اس کا موڈ آف ساد کھائی دیتا تھا۔ "مٹھی کہاں ہے؟" بے بی نے پوچھا۔

"پتا نہیں۔" روحی نے لاعلمی سے جواب دیا۔

"مجھے لگتا ہے ہم ادھر چھپن چھپائی کھیلنے آئے ہیں، بس ایک دوسرے کو

ڈھونڈتے ہی رہتے ہیں۔" بے بی اکتا کر کہتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

"گھر بھی تو اتنا بڑا ہے، سمجھ ہی نہیں آتا کمرے کہاں ہیں اور لوگ کہاں۔

"روحی، بے بی کے پیچھے لپکی۔

"خالدہ بھابھی بھی نظر نہیں آ رہی پتا نہیں کدھر ہیں۔" اب بے بی کو فکر لگ گئی۔

"وہ تو ثمینہ چاچی کے دیور کی بیوی کے ساتھ تھیں۔"

"ثمینہ چاچی کا دیور تمہارا چاچا ہی ہوا۔" بے بی نے گھورا۔

"ایک تو اتنے رشتے دار ہیں سمجھ ہی نہیں آتا کون سا رشتے دار ہے۔" روحی نے کہا۔ "آج تک تو ہمیں ہی پتا نہیں چلا کہ ہمارا باپ کون ہے، چاچا کون ہے، پھوپھو کون ہے۔" وہ بڑبڑائی۔

اف ایک تو یہ سیڑھیاں چڑھ کر اتر کر ہم مر ہی جائیں گے۔" بے بی ڈھیر ساری سیڑھیاں اتر کر ہانپنے لگی تو رک گئی۔

"آپ یہیں رکیں، میں دیکھ کر آتی ہوں۔" روحی کہتی آگے بڑھی۔ پھر اسی

جگہ واپس آکر کھڑی ہوئی کہ بے بی نے اسے چوٹی سے کھینچ کر واپس کھینچ لیا تھا۔

"ہاں تاکہ میں تم دونوں کو پھر سے ڈھونڈتی پھروں۔ ہیں ناں؟" بے بی غصہ ہوئی اور روحی منہ بنا کر اسے دیکھنے لگی۔

"چلو مل کر ڈھونڈتے ہیں۔" بے بی بولتی آگے بڑھی تھی۔

وہیں سامنے والے کمرے میں، دروازے کے ساتھ والی دیوار پر آنکھیں پھاڑے دیکھتی مٹھی خوف میں مبتلا تھی۔ وہ باہر سے آتی آوازوں کو سنتے ہونٹوں پر انگلی رکھے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو اس کے منہ پہ ہاتھ رکھے، اسے دبوچ کھڑا تھا۔

وہ ہاتھ سے اشارے کرتے ہوئے اسے کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔ باہر کی آوازوں کے دور چلے جانے پر مٹھی نے ہاتھوں سے اس شخص کو مکا مارا تو وہ جلدی سے دور ہوا۔

وہ گہرے سانس لیتے ہوئے نیچے بیٹھ گئی۔

"کون ہو تم؟ اور میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو؟" وہ ڈپٹ کر پوچھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

”مٹھی ... مٹھی۔“ وہ بمشکل بول پائی۔

”مٹھی ... کیا مٹھی؟ کچھ مٹھی چیز کھانی ہے؟“ وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگا۔

”نہیں! میں مٹھی ہوں ... دادو سے آئی ہوں۔“ ڈرتے ڈرتے بتانے لگی۔

”کیا ہمارے سارے رشتے دار دادو میں رہتے ہیں؟“ چڑ کر پوچھنے لگا۔

”نہیں! ہم لوگ صرف دادو سے آئے ہیں۔“ وہ ہم لوگ پہ زور دیتے بولی۔

”تم لوگ دادو سے آئے ہو؟“

”جی! ہم لوگ دادو سے آئے ہیں۔“ اس نے دانت پیستے پھر بتایا۔

”تم لوگ دادو سے آئے ہو...؟ میں یہ نہیں پوچھ رہا ہوں۔ میرے کمرے میں کیوں آئی ہو یہ پوچھ رہا ہوں۔“ وہ پولیس والوں کی طرف ڈپٹ کر سوال کر رہا تھا۔

”بس میرا دماغ خراب تھا جو میں ادھر آ گئی۔“ وہ منہ بنا کر باہر دیکھ رہی تھی۔

"کسی سے چھپ رہی ہو؟" وہ غور سے دیکھتے پوچھ رہا تھا۔

وائٹ پنی ورک کا وائٹ کرتا، وائٹ کیپری، گلے میں رنگ برنگی دوپٹہ پہنے، بال کھولے، ہلکا میک اپ کئے وہ سادہ اور اچھی لگ رہی تھی۔

"وہ امل ہے ناں اس سے۔" وہ گھبرا کر بتانے لگی۔

"امل سے کیوں؟"

"وہ غصہ ہو رہی تھی۔ میں نے کچھ نہیں کیا تھا... پھر بھی۔" وہ سادگی سے بتانے لگی۔ "وہ لڑکے مان ہی نہیں رہے تھے، وہ اندر گھس آئے تو میرا کیا قصور ؟" اس نے معصومیت سے کہا تو وہ اسے آنکھیں جھپکے بغیر دیکھے گیا۔

اس لڑکی نے نہ مہندی لگائی تھی، نہ ابٹن نہ پیلا جوڑا۔ اس لئے وہ اسے دلچسپی لگی تھی اور وہ اسے دیکھ کر دلکشی سے مسکرایا تھا۔

یہ وہی لڑکی تھی، جو صبح اسے باغ میں بھی نظر آئی تھی۔

☆...☆...☆

لڑکوں کو بھگا دیا گیا تھا۔

دلہے کی طرف سے آئی عورتوں کے منہ بگڑے ہوئے تھے۔

ان کے بگڑے منہ دیکھتے ہوئے مینو پریشان تھی، کہ کوئی نیا ہنگامہ ہی شروع نہ ہو جائے۔اوپر سے وہ دلہے کی ماں کو دل سے دعائیں بھی دے رہی تھی کہ چلو جو بھی ہے.... کم از کم دلہے کی ماں نے اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی خاموشی سے کام لیا ہوا تھا۔(ان کو کہاں پتا تھا کہ یہ طوفان سے پہلے والی خاموشی تھی... یا یوں کہا جائے کہ یہ کھانے کے وقت سے پہلے کی خاموشی تھی۔)

کھانا لگوایا جا رہا تھا۔دولہے کی طرف سے آئی تمام عورتیں بڑی ڈھٹائی کے ساتھ سارا کھانا ٹھوسے جا رہیں تھیں۔وہیں ناہید باجی، بے بی سے بات کر رہی تھی۔

"تم یقین نہیں کرو گی بے بی مگر تمہیں اتنا مطمئن اور خوش دیکھ کر میں بہت خوش ہوں... ورنہ ایک بوجھ سا تھا کہ بھائی اور بھابھی نے جو تمہارے ساتھ کیا کہیں تم..."

"زیادہ نہ سوچیں ناہید باجی! آپ جانتی ہیں کہ میں چاہ کر بھی ان سے کبھی

www.novelsclubb.com

ناراض نہیں رہ سکتی۔" بے بی نے انہیں تسلی دی۔ "ہاں کبھی سوچا کرتی تھی کہ میں یہ سب deserve تو نہیں کرتی تھی مگر پھر اپنے ارد گرد دیکھتی تو لگتا.. شاید اللہ نے یہی سب میرے لئے لکھا تھا... کہ میں کبھی اس گھر سے نہ جاؤ جہاں میں ساری عمر رہی ہوں... نصیب میں ہی تھا کہ میں اپنی بھتیجیوں کے ساتھ رہوں..."

"... مگر میں نے سنا تھا کہ شادی بھی تو ہوئی تھی تمہاری...! اور بیٹی بھی ہے۔"

"ہاں شادی تو ہوئی... اور اشرف کے ساتھ میں نے وہ چار سال بہت اچھے سے گزارے... پھر ان کی ایک دھماکے میں شہادت ہو گئی اور میں پھر اپنے بھائیوں کے پاس آ گئی۔ اس وقت اشعر اور ہیر بہت چھوٹے تھے۔"

"ہیر نام ہے تمہاری بیٹی کا...؟" ناہید باجی نے دلچسپی سے پوچھا تو بے بی نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں... وہ یہیں کہیں ہو گی میں ابھی آپ کو اس سے ملواتی ہوں۔"

بے بی نے لڑکیوں کے جھرمٹ میں اپنی بیٹی ہیر کو ڈھونڈنا چاہا مگر وہ کہیں دکھائی نہ دی، مگر پھر اس نے کسی دوسرے کونے میں دیکھا تو وہ وہاں دکھائی دی۔ ''وہ ہے میری بیٹی!'' بے بی نے اس لڑکی کی طرف اشارہ کیا تو ناہید باجی نے اس کی طرف دیکھا۔

''ماشاءاللہ! اسے بلاؤ تو!''

''ہیر!'' بے بی نے بلایا تو وہ جو کونے میں سب سے بے نیازی کھڑی تھی، منہ بناتی ہوئی بے بی کی طرف آئی۔ ''یہ ہے میری بیٹی ہیر... اور اسے ہم سب پیار سے مٹھی بلاتے ہیں۔'' بے بی نے کہا تو ناہید باجی نے اس کو محبت پاش نظروں سے دیکھا۔

''ماشاءاللہ! بہت پیاری بیٹی ہے تمہاری... اور آج کی تقریب کے مناسبت سے تو بہت مختلف لگ رہی ہے۔''

''ہاں پیلا رنگ اسے سخت ناپسند ہے تو اس لئے سفید رنگ پہن لیا ہے۔'' بے بی نے منہ بناتے کہا کہ دری اور روحی نے تو جیسے تیسے مایوں کی تھیم کے

www.novelsclubb.com

حساب سے کپڑے پہن لئے تھے مگر مٹھی ایسی اڑیل ہوئی بالکل بھی اپنی بات سے پیچھے نہ ہٹ کر اس نے سفید جوڑا پہن لیا تھا۔اس لئے بھی وہ تمام لڑکیوں سے بہت مختلف لگ رہی تھی۔

☆...☆...☆

"کھانا لگ چکا ہے۔آ کر کھا لیں۔"

چھت پر لگے ٹینٹ کے دوسری طرف کچھ لڑکوں کے ساتھ بیٹھا گپ شپ کرتا وہ نظر آ گیا تھا۔دری،لڑکوں کے جھرمٹ میں کھڑے اس بھوکے لڑکے کو دیکھ کر اس کے سر کھڑی یہ کہہ رہی تھی،کہ اسی لڑکے کی وجہ سے وہ عباد کے سامنے شرمندہ ہوئی تھی،اور وہ شرمندگی اس کے سر پہ سوار ہو گئی تھی۔دری کھانا پکا اُس لڑکے کیلیئے رہی تھی اور عباد،دری کو بھوکا سمجھ کر کھانا دے کر گیا تھا،پھر بے بی نے بھی تب سے اس سے بات نہ کی تھی،اس لئے وہ بولائی بولائی پھر رہی تھی۔

"میرا نام حاشر ہے۔"اس نے تعارف کروایا۔"نام تو سنا ہوگا۔"

"نہیں...!"

"نہیں...؟" وہ بڑبڑایا، پھر مسکرا کر پوچھنے لگا۔ "تم نے اپنا نام نہیں بتایا دری...؟"

"دری...!" اس نے جھٹ اپنا نام بتایا تھا۔

حاشر اس کا ہاتھ تھام کر زور سے ہلاتے بولا۔ "آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔

"

"...اوہو! چھوڑو میرا ہاتھ گندے۔" اس نے ہاتھ چھڑا کر دوپٹے سے صاف کرتے، چڑ کر کہا تو وہ حیران سا اسے دیکھنے لگا۔ "دو گھنٹے سے بھوکے بیٹھے ہوئے تھے ناں...اب کھانا لگ گیا ہے تو کھا کیوں نہیں رہے۔اب بھوک نہیں لگ رہی...؟" وہ جھنجھلا کر پوچھنے لگی۔

"بھوک تو پہلے بھی نہیں لگ رہی تھی...وہ تو عباد کا دل خراب کرنا تھا...تم سے۔"

اس نے جھک کر سرگوشی کی تو وہ اچھل ہی تو پڑی تھی۔

"کیا مطلب؟"

"اپنا دل آ گیا ہے تم پر... جب سے دیکھا ہے تمہیں۔"

"تمہیں غلط فہمی ہو گئی ہے۔" دری نے سنبھلتے ہوئے کہا تو حاشر نے سر نفی میں ہلایا۔ جب چاچی ثمینہ، عباد سے کہہ رہی تھیں تو میں نے خود اپنے نیک کانوں سے سنا تھا کہ اس لڑکی کو دیکھنا، اچھی لگے تو بتانا... تمہارے لئے رشتہ مانگ لوں گی۔ تو کیا میں ایسا ہونے دیتا...؟ نہیں۔ میں ایسا ہونے دینا نہیں چاہتا تھا اس لئے میں نے تمہیں کچن دکھایا اور عباد کو بھی کچن میں بھیجا کیونکہ اسے بھوکے اور شادیوں پہ کھانوں پر ٹوٹ پڑتے لوگ بالکل بھی پسند نہیں۔"

اس نے آرام سے بتایا تو وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔ پھر جب بات سمجھ میں آئی تو چلائی۔ "مجھے تمہاری کسی بات کا یقین نہیں۔" وہ اسے گھورتی... چل دی۔

"ہمیں یہاں بلا کر پوسٹ مارٹم کیا جا رہا ہے۔ بیٹوں کو دکھایا جا رہا ہے۔ ہنہ!" وہ بڑبڑاتی واپس اندر کے حصے میں آئی۔ "... پہلے لڑکیوں کے گھروں میں جا کر لڑکیوں کو دیکھا جاتا تھا۔ خوب خاطر تواضع کروائی جاتی تھی... اور اب مفت میں

www.novelsclubb.com

اپنی شادی میں رشتے داروں کو بلا کر ان کی لڑکیوں کو دیکھا جا رہا ہے۔اچھا مذاق ہے...!"

وہ بڑبڑاتی عورتوں کے شامیانے میں آئی اور دور کھڑی روحی اور مٹھی کو دیکھنے لگی۔"اب دکھاتی ہوں میں اپنے پھوہڑپن کا جادو...!"

وہ اب چہرے پہ ہاتھ پھیر کر حاشر سے نبٹنے کی تیاری کر رہی تھی۔

☆...☆...☆

شادی کے کچھ عرصے بعد ہی بے بی کے شوہر ایک بم دھماکے میں شہید ہو گئے تھے۔بچے چھوٹے سے تھے لہذا دونوں بھائی اس کو واپس قریشیز لے آئے تھے۔تب سے وہ اور اس کے دونوں بچے یہیں، باقی بچوں کے ساتھ رہے تھے۔سب کی اولادیں سانجھی تھیں،اس لئے کوئی کسی کو ماں باپ کہتے ہی نہیں تھے۔ناشاد صاحب ُسب (جس میں ان کی اولادیں فرجاد،نادرین (دری)اور فرہاج بھی شامل تھے...) کے لئے تایا ابا تھے،جب کہ شاہزاد صاحب ُسب کیلئے چھوٹے چاچا۔اب شاہزاد صاحب کی سگی اولادیں تھیں سائرہ،مائرا اور روحانے (روحی) مگر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ بھی شاہزاد صاحب کو چھوٹے چاچا ہی بلاتے تھے۔ بالکل اسی طرح خالدہ بیگم چھوٹی بھابھی... صفورا اپنی اولادوں کیلیئے بھی بڑی بھابھی تھی۔ یہی قصہ اشعر اور ہیر (مٹھی) کے ساتھ بھی تھا جو اپنے ابا کو سب سمیت ''اشرف صاحب'' کہتے تھے اور اپنی دادی کو دادی کہتے تھے... مطلب دادی بھی سانجھی ہی ہوئیں تھیں۔

دادی کا قصہ بھی عجیب ہی تھا۔ کہتے ہیں دادی باہر بہت کم نکلتی تھیں، صرف ضرورت کے وقت... مگر برا ہوا اس دن کہ گلی سے نکل کر جو ہوٹل تھا، وہاں ایک خودکش حملہ ہوا... جس میں پہلے ہی اشرف صاحب بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ اسی دھماکے میں دادی بھی شہید ہو گئیں تھیں، مگر گھر کے باقی بچوں کیلیئے بھی یہ بات قابلِ غور تھی کہ ضرورت کے وقت نکلنے والی دادی، اس دن کیوں ہوٹل پہ موجود تھیں...؟ کیا وہ چائے پینے کیلیئے نکل آئیں تھیں...؟ کیونکہ اشرف صاحب تو کسی دوست کے ساتھ وہاں چائے پینے کیلیئے بیٹھے تھے... سنتے ہیں کہ دادی کو چائے کا نشہ تھا... اور شاید اس دن بے بی نے ان کو چائے نہ بنا کر دی ہو... تو وہ ہوٹل نکل گئی ہوں...

خیر جو بھی تھا... مگر اشعر اور ہیر کے علاوہ بھی وہ سب کی دادی تھیں۔اس طرح اشعر اور ہیر اپنی ماں نایاب کو سب کی طرح صرف "بے بی" ہی بلاتے تھے۔

اتنی کم عمری میں بھی بے بی کی خوبصورتی کو دیکھتے ہوئے اکثر رشتے آئے مگر بے بی نے دوسری شادی سے صاف انکار کر دیا تھا۔بے بی اسکول ٹیچر تھیں، لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ دو بچوں کی ماں ہے۔اس لئے بھی وہ تینوں اسکول میں بے بی کی بھتیجیاں مشہور تھیں۔جانتے تھے کہ ہیر یعنی مٹھی بے بی کی بیٹی ہے، مگر پھر بھی وہ تینوں بے بی کی بھتیجیاں ہی مشہور تھیں۔بے بی، تینوں لڑکیوں کے ساتھ کمرے میں رہتی تھی۔تینوں لڑکیوں کے ساتھ اسکول کالج جاتی... واپس آتی۔وہ اپنی زندگی آرام سے گزارتی تھی۔شوہر کا گھر کرائے پہ چڑھایا ہوا تھا... شوہر کی پینشن بھی ملتی تھی اور اپنی نوکری کی تنخواہ بھی بہت تھی۔کچھ سرٹیفیکیٹ بھی لے رکھے تھے، جس سے کچھ اضافی پیسے ملتے تھے اور بچت بھی ہوتی تھی، کچھ بھائیوں کو بھی دیتی تھی مگر وہ لینے سے ہمیشہ انکار ہی کرتے تھے۔وہ کچھ بلز وغیرہ کی ادائیگی کر

دیتیں ورنہ ان پیسوں سے سب کو کچھ نہ کچھ لے کر دے دیتی تھی، نہیں تو لڑکیوں کی فرمائشیں ہی پوری کر دیتیں تھیں۔

☆...☆...☆

"اس مہمان لڑکی کو اسفند بھائی کے کمرے میں کس نے بھیجا تھا...؟"

"میں نے تو نہیں۔" یاسر نے معصومیت سے کہا تھا۔

عباد لائن میں کھڑے تمام لڑکوں اور شانزے کو دیکھ کر صبح کے واقعے کے اوپر تفتیشی انداز سوال پوچھتا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ سب اب جا کر اس کے ہاتھ آئے تھے۔ "شانزے!" عباد نے اسے گھورا، تو وہ ہکلائی۔

"میں نے ن...ن.......نہیں..."

"میں نے خود دیکھا تھا تم وہاں موجود تھی۔" عباد نے سختی سے پوچھا۔

"میں نے تو اسے بجلی کے کمرے میں بھیجا تھا۔" وہ جلدی سے نئی کہانی کو ترتیب دیتے بولی۔

"ناشتہ دے کر...؟" عباد نے حیرت سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں... وہ بجلی کا ناشتہ تھا... پر وہ 'غلطی' سے اسفند بھائی کے کمرے میں چلی گئی..."

"پہلی بات کہ غلطی نہیں غلطی ہوتا ہے.... دوسری بات کہ تم لوگ کب سے بجلی کا اتنا خیال رکھنے لگے... کہ اسے جوس، آملیٹ، پراٹھا فرائی مچھلی کا ناشتہ بیٹھے بٹھائے کمرے میں پہنچانے لگے... جبکہ تم لوگوں کا بس چلے تو تم لوگ بجلی کا گھر میں داخلہ ہی بند کروا دو۔" عباد نے باری باری سب کو گھورا۔

"سوری عباد!" دانش نے کہا تھا۔

"تم کیوں سوری کر رہے ہو..؟" عباد نے دانش کو گھورتے پوچھا تھا۔

"...کیونکہ اسفند بھائی کو غصہ دلانے کا ہم سب نے پلان بنایا تھا... اور ہم کامیاب ہوئے۔" دانش ہنستا کہتا بھاگا تو شانزے اور یاسر بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ حاشر جواب تک خاموش کھڑا تھا، عباد کے سامنے آ کر بولنے لگا۔

"ویسے تمہارے پیٹ میں بڑے مروڑ اٹھ رہے ہیں مہمان لڑکی کیلئے۔" پھر اس کی آنکھوں میں جھانکتے بولا۔ "یہ مروڑ صرف پیٹ میں ہے یا دل میں بھی کچھ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کچھ ہو رہا ہے۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر ہوا میں انگلیوں سے کولن بنایا۔

"شٹ اپ...!" وہ اسے گھورتا، آگے بڑھا۔

"تمہاری جان چھڑوا رہے ہیں ان نکمے رشتے داروں سے... اگر ان سے شادی وادی ہو گئی ناں تو سر پکڑ کر روگے ساری زندگی۔" حاشر اس کے ساتھ چلتے بولا۔

"ان کے ساتھ شادی کرنے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔" عباد نے کہا۔

"کسی کا جادو ودو چل گیا ناں تو تو کچھ نہیں کر پائے گا میرے دوست۔" حاشر اس کے سامنے آ کر، الٹے پیر چلتے ہوئے اسے جتا رہا تھا، تو عباد اسے گھورتا، اسے سامنے سے ہٹاتا آگے بڑھا۔ "... تب یہ دوست ہی ہے جو تمہیں اس کالی بلا سے باہر نکالے گا۔" حاشر نے مسکراہٹ دبائی تھی۔ عباد اسے اگنور کرتے ہوئے اب سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ "... جب بھی جہاں بھی ہو مجھے آواز دینا... میں دوڑا چلا آؤں گا۔" حاشر نے کہا جبکہ عباد سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ وہ سر کھجاتا پیچھے مڑا، اور سامنے گیلری میں کھڑی چھوٹے بچوں کو دیکھتی دری کو دیکھ کر فوراً اپنا حلیہ درست

کیا۔ جیب سے پرفیوم نکالی، خود پر چھڑکی، ٹانگیں اٹھا کر پیروں اور جوتوں کو چھڑ کیں، پھر اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر بلیک چشمہ نکالا اور اسے آنکھوں پر اسٹائل سے رکھتا اس کی طرف بڑھا۔

☆...☆...☆

امل اکتا کر دلہے کی طرف سے آئی ان عورتوں کو دیکھ رہی تھی، جو اسٹیج سے دلہن کو اٹھا کر، وہاں سے صوفے میز اٹھوا کر اب نماز پڑھنے کیلئے صفیں بچھا کر ساری عورتوں کو نماز کیلئے بلا رہی تھیں۔

"توبہ ہے...! یہ عورتیں سمجھتی ہی نہیں کہ نیل پالش اور میک اپ میں نماز نہیں ہوتی... پھر اس وقت ہم نماز کیسے پڑھ سکتے ہیں...؟" فضیلہ بھابھی نے ایک اہم مسئلہ مینو کے کان گزار کیا مگر مینو پریشان ان کو دیکھ رہی تھی۔

"... مگر یہ بات میں نے ان سے کہی تو یہیں کوئی نیا درس شروع ہو جائے گا۔" مینو نے بے بسی کی حدوں کو چھوتے صبر سے کہا تھا۔

مایوں کے چھوٹے سے فنکشن میں ہی اتنا سب کچھ ہو چکا تھا کہ اب کوئی اور

بدمزگی شاید وہ برداشت نہیں کرسکتی تھی،اس لئے وہ بس بنا سوچے سمجھے کہہ رہی تھی۔"...ابھی ایسی ہی نمازیں پڑھ لو..اللہ معاف کرنے والا ہے... معاف کر دے گا... مگر عورتیں اب اتنی بھی کم عقل نہ تھیں کہ وہ یونہی صف نمازی پر کھڑی ہو جاتیں۔آخر شرع کا مسئلہ تھا...

"اپنی نمازوں کی ایسی Publicity کرتے ہیں...یوٹیوبرز بھی اپنی Videos میں sponsors کی publicity نہیں کرتے ہوں گے۔"بجلی کی بات بھی اپنی جگہ صحیح تو تھی۔

امل اور شانزے ساری صورتحال دیکھ رہیں تھیں جب کسی کی آواز آئی۔"بہن! نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے،آئیں نماز پڑھ لیں۔"ایک عورت نے امل نے کہا تو امل نے ششدر اس عورت کو دیکھا جو پتا نہیں کون ہی تھی۔

"جی میں...؟"وہ نا سمجھی سے بول پڑی، مگر شانزے نے جلدی سے بات سنبھالنے کیلئے کہا...

"جی آپ چلیں...ہم آتے ہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا مطلب آتے ہیں...؟"عورت تپے ہوئے انداز میں بولی۔"... نہیں مطلب کہ ساری فضولیات، تفریح کیلئے ہمارے پاس وقت ہے مگر اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہمارے پاس نماز پڑھنے کا وقت نہیں ہے۔"اس عورت نے تو لیکچر ہی جھاڑ دیا۔"ارے روز محشر میں... قیامت والے دن... اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں پوچھنا کہ بندے...بتا دنیا میں کتنی تفریح کی۔ کتنی فضولیات کی۔"عورت اب باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے بولی۔"بہن معلوم بھی ہے کہ روز محشر سب سے پہلا سوال ہی نماز پر ہونا ہے۔"شانزے تو بغلیں جھانکنے لگی۔ وہیں امل کا منہ غصے سے لال ہو گیا۔

"پہلی بات... میں تمہاری بہن نہیں۔اور دوسری بات مجھے اتنا جاہل سمجھ لیا ہے کیا؟"وہ پھٹ کر بولی۔"...اور اللہ میری نمازوں کا سوال مجھ سے کریں گے ناں... آپ سے تو نہیں جو آپ کو اتنی فکریں کھائی جا رہی ہیں۔"سچی بات تھی کہ سجل، امل دونوں سمیت گھر کے سب بچے بھلے ہی پابندی سے نمازیں نہ پڑھتے ہوں، مگر پڑھتے ضرور تھے...اور دینی تعلیم کی بنیادی باتیں بھی بخوبی جانتے اور

دین کو سمجھتے تھے۔ 'پتا نہیں کون' والی عورت اس کے انداز پہ افسوس کرتے ہوئے بولی۔

"چچ چچ چچ! بہت غلط کر رہی ہو۔ اگر کوئی نیکی کی تلقین کر رہا ہو تو اس کی نیت دیکھنی چاہیے۔"

"میری نیت، میری نیت... آپ کی نیت آپ کی نیت!" امل، اس کی بات پہ اور غصے میں آ گئی۔ ویسے بھی وہ ان عورتوں کی وجہ سے خاصی چڑی ہوئی تھی کہ اس نے بہن کی شادی کے حوالے سے کیا کیا پلان بنائے ہوئے تھے، ان عورتوں نے اس کے سارے خواب چکنا چور کر دیئے تھے۔ اکلوتی بہن کی شادی کون سی بار بار ہونی تھی۔ "..اور ویسے بھی میں آپ کے کہنے سے نماز نہیں پڑھوں گی... میں اللہ تعالٰی کے کہنے پر پڑھوں گی... اور اپنی یہ غلط فہمی دور کر لیں کہ وہ مجھے بلاتا نہیں..."

شانزے بات سنبھالتے ہوئے بولی۔ "امل کوئی بات نہیں... چار فرض پڑھ لیتے ہیں۔"

"چار فرض کیوں...؟" وہ عورت باقاعدہ چلائی۔ "عشاء کی سترہ رکعتیں ہوتی ہیں۔"

"میں تو اس لئے کہہ رہی تھی کہ ابھی چار فرض پڑھ لے، باقی نماز رات کو دیر سے۔ جب فارغ ہو جائے۔" شانزے نے وضاحت دی مگر وہ عورت تو اس کی بات سن کر ہنس ہی پڑی۔ شانزے نے عجیب انداز میں پہلے اس عورت کو دیکھا پھر امل کو۔ امل غصہ ضبط کئے کھڑی تھی۔ وہ عورت ہنس کر فارغ ہوئی تو بولی۔

"اچھا مجھے ایک بات بتاؤ... جب ہم لوگ!" وہ عورت بول کر استغفار کرنے لگی۔ "استغفر اللہ میں خود کو کیوں آپ لوگوں میں شامل ہو رہی ہوں۔" وہ خود کو بحث سے نکال کر ان دونوں کو دیکھ کر بولی۔ "جب آپ لوگ ٹی وی یا کیبل پر کوئی فضول سی، فحش سی فلم دیکھ رہے ہوتے ہیں تب کبھی سوچا کہ ابھی تھوڑی دیکھ لیتے ہیں... باقی رات کو دیکھ لیں گے؟" وہ اپنا مدعا سمجھانے کے بعد تصدیق لینے کیلئے شانزے سے پوچھ رہی تھی۔ "پوری دیکھتے ہیں ناں؟" شانزے نے سن کر متھا بھی اثبات میں ہلایا۔ "تو نماز آدھی کیوں؟" وہ پھر درس دینا شروع ہو

گئی۔ ”جو راستہ بھاگتا ہوا جہنم کی طرف لے کر جاتا ہے، اس پر چلنے سے ہچکچاہٹ نہیں... مگر جو راستہ اللہ تعالیٰ کی خوبصورت جنت میں لے کر جارہا ہے... اس پہ چلنے کیلئے اتنی بہانے بازیاں...“

یہ باتیں بھی اپنی جگہ درست تو تھیں۔ کون کافران باتوں سے انکاری تھا؟

”نماز نکل رہی ہے۔“ امل نے دانت پیستے کہا۔

”تبلیغ کا اپنا ثواب ہے۔“ وہ عورت من موجی انداز میں بولی۔ ”اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے تبلیغ سے۔ مگر ٹھیک ہے بقول آپ کے، آپ لوگوں نے خود ہی جب اللہ کو حساب دیتا ہے تو شوق سے دیجئے گا۔ مگر میں جب نماز پڑھوں گی... میں تو سب کو ساتھ چلنے کا کہوں گی کیونکہ یہ میری ڈیوٹی ہے، کیونکہ میں اللہ کی بندی ہوں اور یہ ڈیوٹی خوشی خوشی ادا کروں گی بھلے کسی کو برا لگے یا چاہے کوئی مجھے گولی مار دے۔“

وہ کہتی اسٹیج کے اوپر چڑھ گئی مگر دور تک امل نے اس کو گھور کر دیکھا تھا۔

”وہ تھی کون جو مفت میں اتنا درس دے گئی...؟“ شانزے پوچھ رہی تھی۔

☆...☆...☆

وہ دلہے کی طرف سے آئی عورتوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو دیکھتی کڑھ رہی تھی۔اسے بچے بالکل بھی پسند نہیں تھے،اور بچوں کی امائیں اسے بچوں کا خیال رکھنے کا کہہ کر پتا نہیں کدھر چلی گئیں تھیں۔بچے کبھی دیوار پر چڑھ رہے تھے، کبھی کرسیوں پر، کبھی جنگلے پر کبھی چھوٹی دیوار پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔چھوٹی چھوٹی چیزوں پر لڑتے وہ بچے پانچ چھے سال کے معلوم ہوتے تھے۔

اب ایک فٹ بال ملا تھا جس پر وہ تینوں لڑ رہے تھے۔لمبی راہداری اور گیلری میں گھمسان کی جنگ چھیڑے بیٹھے تھے۔وہ شکل بگاڑے ان بچوں کو دیکھ رہی تھی جب اس کی نظر حاشر پر پڑی۔کالے شلوار قمیص پر کالے خان جوتے،کالی گھڑی اور کالا چشمہ پہنے وہ مسٹر خان بنا چلا آ رہا تھا۔حاشر کو دیکھ اس کا مزید موڈ خراب ہوا،اور مڑ کر دوسری طرف چہرہ کر کے کھڑی ہو گئی۔

حاشر' آ کر اس کے پاس کھڑا ہوا،پر وہ انجان بنی پتا نہیں کہاں...اور کیا دیکھ رہی تھی۔حاشر نے پہلے اسے،پھر اس دیوار کو دیکھا جس پر وہ نگاہیں جمائے ہوئے

تھی۔اس کے سامنے ہاتھ ہلایا، کھنکھارا پھر کھانسا پر نو لفٹ! اس کے اندر کی انا پرستی جاگی۔

اس نے کان کے پاس گھس کر زور سے السلام علیکم کہا۔

''آہستہ!'' دری نے ناگواری سے کان میں انگلی گھسا کر کہا۔ ''بہری نہیں ہوں۔'' وہ رخ موڑ کر کھڑی ہوئی۔

''اندھی تو ہو۔'' حاشر بڑبڑایا۔ ''تم یہاں کیا کر رہی ہو...؟'' وہ پوچھنے لگا۔ ''کہیں بچہ اغوا کرنے کا ارادہ تو نہیں ہے۔'' وہ مشکوک سے انداز میں دری کو دیکھنے لگا۔

''اللہ نہ کرے...ایسے سڑے ہوئے بچے میں کیوں اغوا کرنے لگی؟'' اس نے موڈ بگاڑا۔

''اتنے پیارے تو ہیں۔'' حاشر نے جھک کر ہاتھ بچوں کی طرف بڑھایا۔ ''ہیلو بچوں....'' بچوں نے پہلے اس کو دیکھا، پھر ایک نے زبان نکال کر منہ چڑایا۔ دوسرے نے 'چل بے...' کہا۔ تیسرے نے آنکھیں دکھائی تو وہ اپنا سا

www.novelsclubb.com

منہ لیکر سیدھا ہوا۔

"پیارے ہیں ناں؟" دری نے طنز کا تیز چلا کر چھلنی کیا۔

"ہاں... مصروف ہیں تھوڑا کھیلنے میں۔" وہ رخ موڑ کر اپنے منہ سے بے آواز گالیاں نکال کر واپس اس کی طرف مڑا جو اپنے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ رہی تھی۔ "اب ان بچوں کا خیال رکھنا میں چلتی ہوں۔" وہ کہتی یہ جا وہ جا۔

"ابے گدھوں... میری عزت کا فالودہ کر کے رکھ دیا۔ ابھی تم لوگوں کو پکڑ کر نیچے پھینکتا ہوں۔" وہ کہتا بچوں کی طرف لپکا تو سارے بچے شور مچاتے اندر کی طرف بھاگے۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

اللہ اللہ کر کے دلہے والوں کے جانے کے بعد... اصل فنکشن شروع ہوا تھا۔ پھولوں سے سجے جھولے پر، سجی سنوری بیٹھی سجل ہلکا سا مسکراتی، تمام عورتوں اور لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی، جو رسموں کے لئے جمع ہو رہیں تھیں۔ مینو،

ناہید باجی، بجلی، فضیلہ کے بعد صفورا اور خالدہ نے ہلدی کی رسم ادا کی تو اب باری بے بی کی آئی۔ بے بی کا نام سنتے ہی بجلی بولی۔

"کیا کسی بیوہ کا اس رسم میں حصہ لینا ضروری ہے؟" اس کا کاٹ دار جملہ سب کو ہی ناگوار گزرا تھا، بے بی نے جھجکتے ہوئے رسم ادا کرنے سے انکار کیا تو مینو نے کوئی خاص نوٹس نہ لیا... اور باقی عورتوں کو رسم کیلئے بلانے لگی۔ یہ بات بے بی کو ہرٹ کر چکی تھی مگر اس نے کسی کو ظاہر نہ کیا تھا۔ رسمیں جاری تھیں۔ دلہن نے اپنے بازوؤں سے چوڑیاں نکال کر سب کو ایک ایک دو دو پہنائیں۔ زلو کے بازوؤں میں نہ گئیں تو اس نے ہاتھ میں چوڑی پکڑ لی۔ کہتے ہیں مایوں کی دلہن کی چوڑیاں کنواری لڑکیوں کو پہنائی جائیں تو ان کی شادیاں جلدی ہوتی ہیں... اور یہ اس خاندان کی ایک رسم تھی۔ حاشر بھی سجل کی بنی ہوئی ابٹن لے لے کر خود کو تھوپ رہا تھا۔ یہ بھی ایک کہاوت تھی کہ دلہن کی ابٹن لگانے سے لڑکوں کی شادی بھی جلدی ہوتی ہے۔ اس لئے سبھی لڑکے، تقریب میں گھس آئے تھے، اور خوب شور شرابا کر کے رسمیں ادا کر رہے تھے۔

رسموں کے بعد سجل اب امل، ردا، زلو اور شانزے کو دیکھ رہی تھی جو" اے لے منھنجا مار ھورا..." گانے پر لہک لہک کر ڈانس کر رہی تھی۔ چاروں طرف کھڑی لڑکیاں عورتیں تالیاں بجا کر ساتھ دیں رہیں تھیں۔ بلاشبہ انہوں نے بہت اچھے خوبصورت ڈریسز پہنے ہوئے تھے۔ فل کانفیڈنس سے وہ ہنسی مسکراتی اچھی لگ رہیں تھیں۔ بے بی کو ہمیشہ ایسی پر اعتماد لڑکیاں متاثر کرتیں تھیں۔ وہ بھی شروع سے ایسی ہی تھی۔ پر اس نے اپنے دائیں بائیں بیٹھیں دری، مٹھی اور روحی کو افسوس سے دیکھ کر منہ بسورا۔

"اس زمانے میں ایسی بے وقوف لڑکیاں کہاں سے آ گئیں تھیں؟"

لڑکیوں کے ڈانس کا ایک اسٹائل تھا۔ ایک گانے پہ دو لڑکیاں آ کر ڈانس کرتیں پھر گانا ختم ہوتا اور دوسری لڑکیاں آ جاتیں۔ پھر ایک جیسا ڈانس کرتیں۔ گانے کے آخر تک وہ سبھی ایک ساتھ ڈانس کرنے لگیں۔ تو سجل کے اشارے پر شانزے بے بی کی طرف آئی اور اس کا ہاتھ تھام کر اسٹیج پر لے جانے لگی۔ پھر امل بھی ان تینوں لڑکیوں کو اٹھا کر بیچ میں لے آئی۔ ان تینوں نے کبھی ڈانس نہ کیا تھا،

لہذا وہ سب جھجک کر ایک طرف ہی کھڑیں رہیں۔ گول گول گھومتے، بے بی اور امل کو دیکھ کر انہی کے انداز میں کچھ نہ کچھ کرنے کی کوشش کر رہیں تھیں (مگر وہ ڈانس تو بالکل بھی نہ تھا...)۔ مٹھی موبائل ہاتھ میں لئے، دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اپنی لمبی چوٹی لہراتی (جو تقریب کے حساب سے امل نے زبردستی کروائی تھی)... گول گول گھومتی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتا، آستین چڑھاتا اسفند اسے دیکھ کر ایک لمحے کو رکا۔ وائٹ کپڑوں پر ملٹی رنگ کا دوپٹہ پہنے وہ ڈانس کرتی اسے بے خود کر گئی تھی۔

وہ سب بھول گیا۔ وہ ایک گوشت پوشت کا جذبات رکھنے والا انسان تھا۔ نازک صنف اسے بھی اٹریکٹ کرتی تھی، مگر کبھی اسے اس طرح خوش گوار سی محسوس نہ ہوئی تھی جو اس لڑکی کو دیکھ کر وہ آج محسوس کر رہا تھا۔ آفس میں بہت ساری ماڈرن این جی اوز، سیاست دان کچھ عورتوں سے اس کی میل ملاقاتیں تھیں پر کسی میں وہ بات نہ تھی جو وہ اس عام سی لڑکی میں محسوس کر رہا تھا۔ سادہ سی، خوبصورت نین نقش اور معصومیت...

"ارے ارے تم لوگ کدھر؟" اسٹیج پر حاشر کچھ لڑکوں کے ساتھ چڑھ آیا تھا، اب سجل کا ہاتھ تھام کر اس کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا۔ امل اسے گھور رہی تھی۔

سب کے آجانے سے دھکم پیل شروع ہوئی۔ لڑکوں کے بیچ میں آنے سے مٹھی اور روحی گھبرا گئیں تو وہ کھسک کر ایک دوسرا کا ہاتھ تھام کر دھکم پیل سے باہر نکلنے کی کوشش کرنے لگیں، مگر جھٹکے سے مٹھی کا ہاتھ چھوٹ گیا اور روحی نے بے دھیانی سے اس کی چوٹی کو پکڑا اور سے کھینچتے باہر لے کر آئی۔

"شکر ہم تو نکل آئے۔" روحی نے کہتے ہی چوٹی چھوڑی اور مٹھی کی طرف دیکھا۔ مٹھی تو نظر نہ آئی مگر اس کی چوٹی فرش پر بے آبرو پڑی ہوئی تھی۔ وہ حیران ہو کر کبھی چوٹی کو دیکھی تو کبھی بھیڑ میں ہی کھڑی مٹھی کو... جو اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

☆...☆...☆

رات کو دیر تک خوب رونق رہی، اور مٹھی کی چوٹی کا خوب مذاق بنا، لیکن وہ تو اچھا ہوا کہ کسی کو پتا نہیں چلا کہ وہ پراندہ کس کا تھا۔ بس اس پراندے کا خوب مذاق

www.novelsclubb.com

اڑایا گیا۔ مٹھی بڑے اسٹائل سے اپنے بال سیٹ کرتے ہوئے اس بھیڑ سے نکلنے کی کوشش کرتی رہی پر یہ بات اور تھی کہ کچھ لوگوں کو پتا تھا کہ یہ پراندہ کس کا ہے، جس میں اسفند بھی شامل تھا۔

☆...☆...☆

"میں تو اب کبھی نہیں آؤں گی یہاں!"

مٹھی منہ دھو کر کمرے میں بیٹھی بور ہو رہی تھی۔

"تو ڈھنگ سے باندھنی تھی ناں چوٹی۔" بے بی نے ڈانٹا۔

"وہ لڑکا ہی چھچھورا ہے۔" مٹھی نے حاشر کو سوچ کر دانت کچکچائے۔

"اب اتنا بھی نہیں تھا۔" دری منہ ہی منہ میں منمنائی۔ خاندان کے ان سڑے ہوئے بچوں سے بچانے والا وہی تو تھا۔

"کسی اینگل سے سارا کیا دھرا اسی کا ہے۔" مٹھی بولی۔ "اب سب کے سامنے میں کون سا منہ لے کر جاؤں گی...؟"

"ظاہر ہے یہی بوتھا لے کر جاؤ گی... اور کون ساSpare (فالتو) میں پڑا ہوا

ہے ؟'' دری بولی۔

''ویسے تو وہ ڈی پی او بڑے غصے اور دبدبے والا بنتا ہے مگر کیسے مسکرا رہا تھا۔ اگر جو ڈانٹ لیتا اسے بد تمیزی کرنے پر تو کیا ہو جاتا... ؟'' مٹھی منہ لٹکا کر بولی۔

''چلو چھوڑو... کوئی بات نہیں۔ دیکھا نہیں سب کتنا خوش ہو رہے تھے۔

'' بے بی نے اسے در گزر کرنے کی نیت سے کہا۔'' اور کسی کو خوشی دینا، بہت بڑی عبادت ہوتی ہے۔''

''ہاں ! اپنا مذاق بنوا کر خوشی دینا عبادت نہیں لطیفہ ہوتا ہے۔'' مٹھی جلی۔

''ویسے اچھا لگ رہا تھا ڈی پی او صاحب !'' بے بی نے تبصرہ کیا تھا۔

''ویسے پتا ہے اس کے لئے ثمینہ لڑکی دیکھ رہی ہے۔'' خالدہ نے سونے کی چوڑیاں اتار کر پرس میں رکھتے اطلاع دی۔

''اچھا... اللہ معاف کرے پتا نہیں کس کے نصیب پھوٹنے والے ہیں۔

'' مٹھی اچھلی۔

''اونہو ! ایسا نہیں کہتے۔'' بڑی بھابھی نے کانوں سے جھمکے اتارتے ہوئے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سرزنش کی۔

"...ویسے اچھا ہے.. جس لڑکی کی اس سے شادی ہو گی۔ عیش کرے گی۔" خالدہ بیگم نے کہا تو ساری لڑکیاں منہ بنا کر انہیں دیکھنے لگی۔

"ہر گز نہیں روز مرے گی روز جئے گی۔" مٹھی نے تبصرہ کیا۔"اس سڑے ہوئے آدمی سے شادی کر کے سڑی ہوئی زندگی گزارنی پڑے گی. جو بھی ہو گی وہ بے چاری...۔" مٹھی کو مستقبل کی مسز ڈی پی او سے ابھی سے ہمدردی ہونے لگی تھی۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے۔ اتنی عالیشان زندگی ہے... مینو کی مثال دیکھ لو... کتنا خوش ہے...." خالدہ بولی تھی۔

"کتنا سونا پہنا ہوا تھا... چوڑیاں، پنچے، دہری، کڑے۔" بڑی بھابھی بولی۔

"سونا کسی کی خوشی کی ضمانت تو نہیں ہوتا۔" بے بی ہلکے سے بولی۔

"بالکل ٹھیک۔" روحی نے تائید کی۔

"ائی! ہم اپنے گھر کب جائیں گے؟" مٹھی بولی۔

www.novelsclubb.com

"گھر میں کون سا خزانہ پڑا ہے جو تم نے گھر جانا ہے؟" روحی نے گھر کا۔

"بوٹیاں، مغز، مونڈھی، پائے، کلیجی... کیا خزانے سے کم ہے؟" مٹھی نے آنکھیں ٹپ ٹپا کر کہا تو صفورا بیگم کو غصہ آیا۔

"بس ہر وقت کھانے کا سوچنا۔ کبھی کھانے کے علاوہ تم کچھ مت سوچنا۔"

"ویسے صحیح بات ہے کہ اپنا گھر تو اپنا ہوتا ہے.... جب دل کیا چائے بنا کر پی لی... جب دل کیا کباب بنا لئے... جب دل کیا کیک کھا لئے۔" روحی اپنے چائے کیک کو بہت زیادہ مس کر رہی تھی، تبھی آہ بھر کر بولی۔

دروازے سے گزرتا عباد ٹھٹک کر رکا تھا۔

"قریشیز کو کھانے کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔" وہ زیر لب بڑبڑاتا ہوا کمرے سے دور جانے لگا جب سامنے سے شانزے آئی۔ "تم کدھر...؟" وہ پوچھنے کھڑا ہو گیا۔

"وہ امل کا سخت موڈ خراب ہے۔" شانزے نے فکر مندی سے بتایا تو عباد نے پوچھا۔

"وہ کس لئے...؟"

"وہ اس لئے کہ دولہے والوں کی عورتوں نے ساری تقریب خراب کر دی تھی۔اس کو چِل کرنے کیلئے میں نے اور ردا نے سوچا ہم کل کی مہندی پر کرنے والے ڈانس کی آج پریکٹس کریں تا کہ اس کا موڈ ٹھیک ہو جائے۔"شانزے مدعا کہتے ہوئے بولی۔

"...تو یہ تو اچھا ہے مگر یہاں کہاں جا رہی ہو؟"وہ دیکھ سکتا تھا کہ شانزے کی شاہی سواری قریشیز کے کمرے میں جانے کیلئے رواں دواں تھی۔

"ہم سب لڑکیاں جمع ہوں گی تو میں دری،روحی اور منٹھی کو بلانے آ گئی۔"

"مجھے حیرت ہو گی اگر وہ تمہارے ساتھ جائیں گی...کیونکہ میں نے تو اب تک ان کو بس کھانے پینے کیلئے لڑتے مرتے دیکھا ہے۔"وہ بلاوجہ ہی طنز کشی کرتے بولا تو شانزے نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"میں آپ کی بات سمجھی نہیں۔"

"رہنے دو اور جاؤ۔"وہ آگے بڑھ گیا تو شانزے نے کاندھے اچکائے اور

www.novelsclubb.com

سامنے والے کمرے میں دستک دینے لگی۔

☆...☆...☆

"ہم تو چلے پردیں ہم پردیسی ہو گئے

چھوٹا اپنا دیس، ہم پردیسی ہو گئے"

امل سب لڑکیوں کو چھت پہ جمع کر کے پریکٹس کر رہی تھی۔امل اس گانے پر ڈانس کر کے اپنے اسٹیپس سیکھ رہی تھی۔شانزے نے تالیاں بجا کر اسے داد دی تو مٹھی بھی تالیاں بجانے لگی۔

"اب کون؟" امل نے پوچھا تو زلوا اٹھ کر بولی۔

"میں...۔"

وہ اٹھ کر بیچ میں کھڑی ہوئی تو یاسر نے ڈیک چلایا۔

"تم ہی میرے مندر، تم ہی میری پوجا"

زلوا بھی ٹھمکے لگانا اسٹارٹ کر ہی رہی تھی کہ ٹھمکا مارتے مارتے رکی۔"یہ کون سا گانا چلا دیا...؟"

www.novelsclubb.com

''سوری سوری۔'' یاسر جلدی سے ڈیک بند کرتے بولا، اور دوسرا گانا چلانے لگا۔

"یہ گلیاں یہ چوبارہ... یہاں آنا نہ دوبارہ...
اب ہم تو بھئے پردیسی... کہ تیرا یہاں کوئی نہیں..."

زلو نے ڈانس کیا تو سب نے داد دی۔ واقعی اس نے اچھا ڈانس کیا تھا۔ وہ ڈانس مکمل کر کے بیٹھی۔ پھر ردا کی باری آئی۔ ان سب گانوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک میش اپ بنایا گیا تھا۔ الگ الگ گانے پہ سب کو الگ الگ ڈانس کر کے، آخر میں ایک گانے پر سب مل کر ڈانس کرنے والے تھے۔ سارے گانے لڑکیوں کی آواز میں تھے۔ ردا کے بعد شانزے میدان میں آئی۔

''پردیسیا...
پردیسیا یہ سچ ہے پیا...
سب کہتے ہیں، میں نے تجھ کو دل دے دیا...
میں کہتی ہوں تو نے میرا دل لے لیا...''

سب سے زیادہ مزہ شانزے کی ڈانس پر آیا تھا۔ تیز میوزک، خوبصورت اسٹیپز... سب نے خوب تالیاں بجائی اور اوئے اوئے کے نعرے بھی بلند کیئے۔ گانا ختم ہوا تو شانزے بھی بیٹھی، تبھی تیز گانے کی آواز پر سب چونک کر یاسر کو دیکھنے لگی جس نے لڑکے کی آواز میں گانا چلا دیا۔

کوئی پردیسی آیا پردیس میں...

دیس بنایا... پردیس میں...

"تمہیں کہا تھا ناں کہ صرف لڑکیوں کی آواز والے گانے چلانا۔" امل چیختی ہوئی یاسر کی طرف بڑھی۔ یاسر نے گھبرا کر ڈیک کے اسپیکر پر کان رکھ دیئے۔

"یہ نہیں بج رہا۔" اس نے کہا، اور سب نے آواز کی طرف غور کرتے ہوئے اوپر دیکھا جہاں حاشر اپنی چھت (جو ڈی پی او ہاؤس کی چھت سے ذرا اونچی تھی) پر کھڑا، ہاتھوں میں ڈیک لئے ان کو دیکھ رہا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" امل نے چیخ کر کہا، کہ میوزک کے شور میں اس چھت پہ کھڑے حاشر تک آواز بھی پہنچ جائے۔

"ڈانس سیکھنے آیا ہوں۔" وہ دانت نکال کر بولا تھا۔

"مایوں تو خراب کر دی ہماری، مگر مہندی میں تمہیں ہر گز خراب کرنے نہیں دوں گی۔" امل نے پہلے ہی خبردار کر دیا۔

"ارے کزن... میں مہندی کی رونق کو چار چاند لگا دوں گا۔" حاشر، اسپیکر کا آواز ذرا کم کرتے ہوئے بولا تھا۔

"مہندی کے فنکشن کو چار چاند نہیں لگوانے کیونکہ یہاں چار چاند پہلے ہی موجود ہیں۔" امل کا اشارہ یقیناً خود کے بعد شانزے، زلو اور ردا کی طرف تھا۔

شانزے نے بڑھ کر پوچھا۔

"حاشر بھائی! آپ نے میرا ڈانس دیکھا؟"

"ہاں دیکھا۔" وہ ریلنگ پر کہنیاں رکھ کر مزے سے نیچے جھکتے ہوئے بولا۔... بلکہ سب ڈانس دیکھے... اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کسی کو تو اچھا ڈانس کرنا چاہئے... مگر تم لوگ مجھے بلا ہی نہیں رہے۔" اس کی بات سن کر امل کا منہ ہی کھل گیا۔

"دیکھو تو کتنا بد تمیز ہے۔"

"پھر میں آجاؤں؟" وہ اس کی بات مکمل نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔

"کوئی ضرورت نہیں..." امل نے کہا پھر لڑکیوں سے بولی۔ "آؤ لڑکیوں ہم کہیں اور چلتے ہیں۔" ابھی وہ سب اپنا اپنا سامان اٹھا ہی رہیں تھیں کہ دانش بھاگا آیا۔

"امل!" سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ "تمہیں چاچی (مینو) بلا رہی ہے۔"

"کیوں خیریت؟" امل اس کی بوکھلاہٹ پر بولی تھی۔

"مسئلہ ہو گیا ہے۔" دانش کا اڑا اڑا رنگ دیکھ امل کو پریشانی نے گھیرا۔

☆...☆...☆

لڑکے والے ناراض ہو گئے تھے۔

یہ بریکنگ نیوز چل رہی تھی۔ ناراضگی کی وجہ ایک نہیں... تین تین ایشوز تھے۔

ایک تو لڑکے والے پردے داااااار' تھے اوپر سے سارے لڑکے عورتوں میں گھس آئے تھے۔ خوب گانے بجانے ہوئے تھے۔

دوسرا اس لڑکے کی دوائی کی دکان تھی... جس کو پتا نہیں کس نے دوائی فروش کہہ دیا تھا۔ سننے میں آیا ہے کہ بجلی ہی اس پوری کارستانی کے پیچھے تھی۔

اور تیسرا... گاڑی غلط جگہ پارک کرنے پر ڈی پی او صاحب نے لڑکے کے بہنوئی کی اچھی خاصی بے عزتی کر دی تھی۔ (بہنوئی صاحب کھانا لینے کیلئے آدھمکے تھے۔) لہٰذا لہے والے کھا پی کر... پھر منہ بناتے دفع ہوئے تھے اور پیچھے سے انہوں نے وحید صاحب کو فون کر کے اچھی خاصی سنائی تھی جس کی وجہ سے وحید صاحب نے پریشانی میں اپنے سارے بیٹوں اور بیٹی کو بلوایا اور وہ سب ایک بڑے سے کمرے میں گھس کر بیٹھ گئے تھے۔ بجلی اور مینو بھی وہیں موجود تھیں۔ دروازہ کھلا تھا تو باہر تمام آوازیں باآسانی سنی جاسکتی تھیں۔

"تمہیں اپنے غصے پر کنٹرول کرنا چاہئے تھا۔" وحید صاحب، اسفندیار سے مخاطب تھے۔

اسفند یار ہمیشہ سے خاموش طبع، نیک دل اور مشکل پسند انسان تھا۔ شروع سے ہی محنت کر کے، اپنے بلبوتے پہ اس مقام تک پہنچا تھا۔ نہ وہ کسی کے دباؤ میں آتا تھا، نہ کسی کی سنتا تھا۔ لہٰذا بہت اکڑو مشہور تھا۔ وحید صاحب سمجھاتے تھے... سرکاری نوکری میں تھوڑا بہت مارجن دینا پڑتا ہے پر اس کے ناک پر ہر وقت غصہ دھرا رہتا۔ جس کی وجہ سے وہ ہر دو تین مہینے سے بعد سسپنڈ ہو جاتا۔ ابھی وہ کسی طور بھی یہ ماننے کو تیار نہ تھا کہ اس کی کوئی غلطی بھی تھی۔ ''میں نے کیا کیا؟'' وہ حیران ہوا۔

''سن رہے ہیں آپ... ان لوگوں کو گیٹ آؤٹ کہنے والا... ان کو دھکے دے کر نکالنے والا اب کہہ رہا ہے کہ میں نے کیا کیا۔'' مینو نے جل کر کہا اور سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔ قصہ کچھ ایسا تھا کہ عورتوں کو لینے کے بہانے دولہے کا بہنوئی یہاں پہنچ گیا تھا۔ عورتوں کو بلوانے سے پہلے اس نے کھانا پیک کرنے کا حکم دے ڈالا۔ ٹھیک ہے... کھانا مانگ لینا کون سی ایسی عجیب بات ہے...؟ وہ تو اس نے بے دھیانی میں گاڑی غلط جگہ پارک کر دی اور اس کی بد قسمتی کہ ڈی پی او صاحب کا

وہاں سے گزر ہوا۔ بیچ راہ میں کھڑی گاڑی دیکھ اس نے اس اجنبی شخص کو بے عزتی کر کے، باقاعدہ گیٹ آؤٹ کہہ کر باہر نکال دیا۔ اب اس میں اسفند کا کیا قصور تھا؟

"کل صبح ہوتے ہی تم ان لوگوں سے معافی مانگنے جاؤ گے۔" وحید صاحب نے حکم دیا، تو وہ اٹل انداز میں بولا۔

"نو وے!"

"اسفند! بہن کی شادی کا سوال ہے۔ پرسوں اس کی شادی ہے۔ اگر وہ بارات نہ لائے تو کیا منہ دکھائیں گے لوگوں کو... کون سجل سے شادی کرے گا۔" مینو نے پریشانی سے کہا۔ اور بھرا بھرا دوپٹہ سر پہ لپیٹ کر باندھ دیا۔

"مائے فٹ!" اسفند بڑبڑایا۔ "آج اگر ہم ان کے سامنے جھک گئے تو وہ ساری عمر ہمیں اپنی مرضیوں کے آگے جھکاتے رہیں گے۔ اچھا ہے خود ہی دفع ہو گئے۔" وہ غصے سے بولا تھا۔

"یا اللہ مجھے صبر دے۔" مینو کو ہول آنے لگے جبکہ ان کے ساتھ کھڑی امل ان کا سر دبانے لگی۔

اتنی مشکل سے تو رشتہ ہوا تھا۔ کیا کیا پاپڑ نہیں بیلے تھے، تین دکانیں، گاڑی، ساس کے علاوہ، نندوں کو سونے کے سیٹ، کپڑے، مردوں کو لیپ ٹاپ اور گھڑیاں دیں تھیں تب جا کر وہ خوش ہوئے تھے۔ ابھی تو یہ بات اسفندیار کو پتا نہ تھی ورنہ وہ پتا نہیں کیا کرتا۔ شکر تھا۔ مینو' غصے میں کھڑے اپنے بیٹے کو دیکھ کر سوچ رہی تھی۔

''اسفند... تم جا رہے ہو۔''

''کہاں؟'' وہ ایک ابرو چڑھا کر وحید صاحب کو دیکھنے لگا۔

''محبوب صاحب کے گھر... ان سے معافی مانگنے۔'' وحید صاحب نے غصے سے کہا تو اسفندیار پیر شیخ کر کہا۔

''ہرگز نہیں۔'' وہ باہر نکل گیا۔

''اسفند!'' وحید صاحب نے غصے سے پکارا مگر وہ دروازہ کھولتا باہر نکلا تو سارے رشتے داروں کو دروازے کے پاس منہ گھسائے دیکھ کر انہیں گھورنے لگا تو وہ سب ادھر ادھر ہونے لگے۔

"یہ سب ابٹن گرنے کی بد شگونی ہے۔دروازے کے سامنے کھڑی اصغری بولی تو بے بی اپنے ساتھ کھڑی روحی کو گھورنے لگی جس پر روحی دوپٹے سے منہ چھپاتی کمرے میں گھس گئی۔

☆...☆...☆

کتنے اچھے دن تھے جب وہ ہر فکر سے آزاد ہو کر پڑھتیں، کھاتیں، پیتیں تھیں۔بے فکری سی زندگی گزارتیں تھیں۔چائے بسکٹ کھاتے، فرش پہ بیٹھ کر باتیں کرتیں تھیں۔ٹی وی پر ڈرامے دیکھ کر، ان پر تبصرے کرتے، کرکٹ میچ دیکھتیں تھیں۔کالج سے واپس آکر کالج میں ہوئی ساری باتوں کو بے بی کے گوش گزار کرتے، وقت گزرنے کا پتا ہی نہ چلتا تھا۔پر یہاں تو آکر جیسے وہ قید ہو گئیں تھیں۔

ایسے مت ہنسو

یہ مت کرو

وہ مت کرو

لوگ کیا کہیں گے

...یہ سب سن سن کے ان کے دماغ پک گئے تھے۔

مہمانوں سے ملنا...دنیا کا سب سے مشکل کام لگتا تھا پر سب بزرگوں کا حکم تھا کہ کوئی بھی آئے گھر میں، ان سے ملو...وہ منمن کرتیں جھجکتیں، سو بہانے بناتیں...کیسے جائیں سب بیٹھیں ہیں...وہ بولتیں...برقع پہن کر جاؤ اور تب تک میں ان کو لیٹاتی ہوں۔ پھر تو صحیح ہے ناں؟ بے بی چڑ کر بولتی۔

بے بی اُس عمر میں بھی بہت ایکٹو اور سارے گھر کو سنبھالنے والی لڑکی تھی۔

جب ناشاد بھائی کی شادی تھی تب وہ فسٹ ائیر میں پڑھتی تھی اور سارا گھر سنبھالتی تھی...مہمان سنبھالتی تھی۔ ہر طرف بے بی، بے بی کی گونج مچی رہتی تھی۔ پر یہ لڑکیاں پتا نہیں کس پر چلیں گئیں تھیں۔ حالانکہ بچپن سے ہی بے بی انہیں سنبھالتی تھی۔

وہ ایسی ہی تھیں۔ یہاں آکر بھی ایسی ہی رہیں۔

اس گھر میں ایسے واقعات ہوئے جا رہے تھے کہ سر چکرا کر رہ گیا تھا۔ گھر کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مکین اپنی پریشانی میں بھول ہی گئے تھے کہ گھر میں مہمان بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔

"ائی سر پھٹ رہا ہے۔چائے ہی کسی نے نہیں پوچھی۔" بڑی بھابھی اپنا سر دباتے بولی۔

"...اور پین کیک تو یہاں ملیں سے نہیں۔" روحی کا درد بھی جاگا۔

"ہاں بے بی نے شام کی چائے پلا کر ایسی لت لگادی ہے کہ جب تک اس کے ہاتھ کی بنی چائے نہ پی لوں... چس نہیں آتی۔" چھوٹی بھابھی بولی۔

"ہاں مجھے بھی۔" دری سر کھجا کر بولی۔

"ہاں تو مسئلہ کیا ہے؟ چل کر چائے بناتے ہیں۔" بے بی نے چپل پہنتے کہا اور اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"نہیں نہیں... میں نہیں۔" دری تو چادر تان کر لیٹ گئی، تو بے بی نے روحی کو دیکھا، تو اس نے بھی ہاتھ اٹھا کر ٹاٹا کرتے سر کو نفی میں ہلاتے انکار کیا۔ بے بی نے گھورتے مٹھی کو دیکھا تو وہ بھی بے بی کو اگنور کرتی بلاوجہ ہی ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی چیزیں سیٹ کرنے لگی اور بے بی سب کو گھورتی... باہر نکل گئی۔

☆...☆...☆

وہ کچن میں داخل ہوا اور چولہے کے سامنے کھڑی لمبی چوٹی والی اس خاتون کو دیکھ کر چونکا۔ وہ بھی کھٹکے کی آواز پر مڑ کر اسفند کو دیکھ کر مسکرائی۔ "السلام علیکم!" بے بی نے کہا۔

"وعلیکم السلام" اس نے جواب دیا۔ "آپ یہاں کیا کر رہیں ہیں...؟" وہ حیران ہوتے پوچھنے لگا۔

"چائے بنا رہی ہوں۔" بے بی نے جواب دیا۔

"آپ مہمان ہیں... نوکر مر گئے ہیں کیا... بنے میاں..." وہ متحمل سے بولتا، نوکر کو بلانے لگا۔

"ارے نہیں نہیں۔" بے بی نے چولہے کی آگ کم کی اور اسفند کی طرف مڑی۔ "اصل میں کیا ہے ناں کہ میرے خاندان والے عادی ہیں میرے ہاتھ کی چائے پینے کے، پچھلے چالیس سال سے میرے ہاتھ کی چائے پی کر ہی ان کی تھکاوٹ اترتی ہے۔" وہ وضاحت دینے لگی۔

www.novelsclubb.com

"اوہ! تو میں بھی پیوں گا۔ میں بھی بہت تھک گیا ہوں۔" وہ دروازے سے ٹیک لگاتا بولا۔ "دیکھوں تو سہی آپ کی چائے تھکن اتارنے میں کتنی افاقہ دیتی ہے۔" وہ مسکرایا۔

"وائے ناٹ؟" وہ بولی۔

"آپ..." وہ کچھ کہتے رکا۔

"نایاب احمد قریشی عرف بے بی! نام تو سنا ہو گا۔" وہ مسکرائی۔

"اوہ میں...!"

"آپ کی لمبی چوٹی اور اس پہ لگا گلاب کا پھول تو زمانے سے مشہور ہے۔" وہ دلچسپی سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"آہاں! یعنی خاصے مشہور ہیں ہم...!" وہ ہنسی تو اسفند کچھ لمحے اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"سوری آپ لوگ پہلی بار ہمارے گھر آئے اور ہم آپ لوگوں کی اچھی خاطر تواضع نہ کر سکے۔" وہ شرمندہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

''ارے ہمارا اپنا گھر ہے۔ وحید صاحب کزن ہیں... جو بھی چاہیئے ہوگا... ہم خود ہی لے لیں گے۔ ڈونٹ وری۔'' بے بی نے چائے گھماتے ایک نظر اس کو دیکھا۔ ''تم چائے میں کتنی چینی لیتے ہو؟''

''آدھا چمچ!'' اسفند نے کہا۔

''ہوں... تو اس فٹنس کی وجہ پرہیزی کھانا ہے؟'' وہ ستائشی نظروں سے دیکھ کر پوچھنے لگی۔

''ہاں... آج کل کچھ بھی الم غلم کھانا مطلب اپنی صحت کو برباد کرنا ہے۔

''وہ اپنے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

''اچھی بات ہے مگر ہم الم غلم کھا کر بھی بہت خوش باش رہتے ہیں۔'' وہ بولی۔

''جی نظر آرہا ہے۔'' وہ مسکرایا۔ ''امی آپ کی سہیلی تھیں ناں؟ آپ دونوں ساتھ پڑھتیں تھیں۔'' وہ پوچھنے لگا۔

''ہاں... ہمیشہ سے ساتھ رہتے آئے تھے۔''

www.novelsclubb.com

''اتنی گہری دوستی ہوتے ہوئے بھی آپ دونوں نے اتنے سال کوئی رابطہ کیوں نہیں رکھا؟''

''بس شادیاں ہو گئیں... وہ اپنے گھر میں مصروف میں اپنے گھر میں...'' وہ ٹرے میں کپ سیٹ کرتے اداسی سے بولی۔

''آپ کے ہسبینڈ بم دھماکے میں شہید ہو گئے تھے؟ بہت مشکل ہوئی ہو گی زندگی...'' وہ افسوس سے پوچھ رہا تھا۔

''ہاں بہت۔'' اس کے چہرے پہ سایہ لہرایا تھا۔ پھر جلدی ہی قابو پا کر بولی۔ ''پر اپنے ہوں تو سب دکھ بانٹ لیتے ہیں۔ بھائیوں، بھابھیوں نے.. چھوٹے بچوں نے ہر مشکل آسان بنا دی۔'' وہ اب مسکرا رہی تھی۔

''بالکل! پر یہاں ایسا کچھ نہیں تھا۔ آپ کو سمیٹنے والے بھائی بھابھیاں بچے تھے پر یہاں مام کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ وہ غیروں میں آئی تھی... پسند کی شادی کر کے... ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ سارے رشتے داروں نے ان کے خلاف محاذ کھڑا کر دیا تھا۔ گھر میں ہر وقت جھگڑے ہوتے تھے۔ بابا کو ہر وقت بھڑکاتے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رہتے تھے۔گھر کا ماحول ہر وقت ٹینشن والا تھا...امی بالکل اکیلی تھیں...پھر میں نے اپنی ماں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا...ان کے ساتھ کھڑا ہوا...سارے رشتے داروں سے جھگڑتا...جیسے جیسے بڑا ہوتا گیا...سب میرے غصے سے ڈرتے گئے اور میری امی سے لڑائی جھگڑے بند کر دیئے۔پر اس سارے چکر میں...میں اپنی عزت گنوا بیٹھا۔سارے رشتے دار مجھ سے دور ہو گئے۔کزن قریب نہیں آتے تھے۔کوئی دوست نہیں بنا۔اکیلا رہ گیا۔" وہ کہتے کہتے رکا۔

"نہیں...تمہاری بہت عزت ہے...میں نے تمہارا ذکر سنا ہے دادو میں...چند قابل ترین آفسروں میں تم بھی شامل ہو۔" وہ چائے کپ میں ڈالتی خلوص سے بولی،اور پھر چائے اٹھا کر اس کی طرف بڑھائی۔

"تھینکس!" اور اس نے کپ تھام لیا۔

"بے بی!" تبھی روحی کچن میں داخل ہوئی اور اسفند کو کھڑا دیکھ الٹے پیر پیچھے بھاگی اور پیچھے سے آتے عباد سے ٹکرائی۔بے بی کے آواز دینے پہ بھی وہ نہ رکی اور بھاگ کر کمرے میں گھسی اور دروازہ بند کر دیا۔اور عباد... ٹکرا کر روحی کو

دیکھنے کے بعد کچن میں کھڑے اسفند کو مسکراتے دیکھ کر حیران سا کھڑا رہ گیا۔

☆...☆...☆

آج اے سی بنوا لئے گئے تھے اور سب کا خیال تھا کہ وہ سب آج کھلا کھلا سکون سے سوئیں گے۔

یہی خیال قریشیز کا بھی تھا۔ آج سب الگ الگ بستروں پہ مزے سے سوئے تھے۔ گاڑی والے بیڈ پر سونے کی باری مٹھی کی تھی۔

ڈی پی او ہاؤس کی تمام لائٹس کو بند کر دیا گیا تھا۔ مکمل خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔ سکون کا عالم چھایا ہوا تھا، جب سفید چادر پہنے وہ تین سائے کسی کونے سے نکلے اور سیڑھیاں چڑھتے، ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے ایک دروازے کے پاس آ کر رکے تھے اور آہستہ آہستہ کھسر پھسر کرنے لگے تھے۔ کھسر پھسر کے بعد دو سائے چپکے سے دروازے کے ساتھ بنی گیلری میں چھپ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ایک سایہ جو دروازے پر کھڑا تھا وہ زور زور سے دروازہ بجانے لگا۔ اندر کی لیمپ لائٹ جگمگائی تو وہ بھاگتا، پہلے دو سائے کے ساتھ آ کر چھپ گیا۔ کچھ دیر بعد

کمرے کا دروازہ کھلا جس سے جمائی لیتی بجلی برآمد ہوئی۔ بڑا سا کرتا پہنے، بکھرے بال، میک اپ کے بغیر ملگجے اندھیرے میں وہ بھی کوئی بھوت ہی لگ رہی تھی۔

دروازے کے بیچ میں کھڑی وہ ادھر ادھر کچھ ادھر ادھر کچھ دیکھتی بڑبڑاتی واپس اندر گئی۔

گیلری سے ایک سفید سایہ دبے پاؤں دوبارہ اسی دروازے پر دستک دے کر واپس گیلری میں آ کر چھپ گیا۔ ایک بار پھر دروازہ کھلا۔ بجلی نے دیکھا...اب بھی کوئی نہ تھا۔ اب وہ تھوڑا گھبرائی تھی۔ اس نے ایک بار پھر دروازہ بند کیا اور ابھی جا ہی رہی تھی کہ پھر دستک پر اس نے جلدی سے دروازہ کھولا۔ کسی کا وجود اسے ہوا کے جھونکے کی طرح غائب ہوتا محسوس ہوا۔ وہ گھبرا کر اب راہداری میں دیکھ رہی تھی۔ دور دور تک خاموشی پھیلی تھی۔

”who is...؟(کون ہے؟)“ اس کی آواز گھبرائی ہوئی محسوس ہوئی تو گیلری میں کھڑے وہ تینوں سائے اپنی اپنی ہنسی دبانے لگے۔ بجلی اللہ اللہ کرتی ہوئی، قدم بڑھاتی اس گیلری میں آئی تو یکدم ہی وہ تینوں سائے ایک ساتھ اس کے

سامنے ظاہر ہوئے۔ ”ہم بھوت ہیں۔“ سائے کی آواز ایسی خوفناک تھی کہ پوری راہداری میں اس کی آواز گونجی اور بجلی چیخیں مارتی ایسا بھاگی... کہ جو پہلا دروازہ اس نے کھٹکھٹایا، اسی کمرے میں کھلبلی مچی۔

سب گھبرا کر اٹھے۔ لڑکیاں گاڑی والے بیڈ پر دبک کر سوار ہو گئیں۔ بے بی نے دروازہ کھولا تو بجلی اس سے لپٹ گئی۔ ”و...و...و...“ بجلی باہر کی طرف اشارہ کرتے کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر بولتی تھی کہ بند تھی۔

”ہوا کیا ہے؟ کون ہے؟“ بے بی بھی گھبرا کر پوچھنے لگی تھی۔

”و...وہ...میں...میں یہاں سوؤں گی۔“ وہ کہتی، بے بی سے الگ ہوتی ایک بستر پر چادر تان کر سو گئی۔

”ارے یہ میرا بستر ہے۔“ دری فوراً بولی جس پر صفورا بیگم نے گھورا۔

”تمہیں بستر کی پڑی ہے...“

تو اور کس کی پڑنی چاہیئے...؟“ دری کے منہ بنانے پر خالدہ بیگم بولی۔

”پتا نہیں کیا دیکھ لیا ہو گا بے چاری نے۔“

"تم میرے پاس سو جاؤ!" بے بی نے دری سے کہا، کیونکہ دری اور روحی ساتھ سوئیں تو ساری رات ہی لڑتی رہیں گی۔ دری منہ بنا کر بے بی کے پاس آئی تو بجلی کی چادر کے اندر سے آواز آئی۔

"دروازہ تو بند کرو۔"

"جاؤ دروازہ بند کرو۔" بے بی نے دری سے کہا تو دری منہ بناتی دروازے کی طرف بڑھی۔

دروازہ بند کرتے وقت اس نے دیکھا، تین سفید چادر میں ڈھکے سائے، آنکھوں پہ چشمہ پہنے اسے دیکھ کر ڈانس کرتے نیچے جا رہے تھے... اور دری آنکھیں پھاڑے ان کو اندھیرے میں غائب ہوتے دیکھ رہی تھی۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے اس کی آنکھ دیر سے کھلی تھی...

وہ بھی کسی شور پر...

مٹھی بیگانگی میں اٹھ کر بستر پر بیٹھتے، دروازے پہ کھڑی روحی کو دیکھنے لگی جو دروازے سے باہر جھانک رہی تھی۔

"اے کیا ہوا؟" وہ سرگوشی میں پوچھنے لگی۔

"شش!" روحی نے چپ رہنے کا اشارہ کیا تو مٹھی بھی بال سمیٹی دروازے پہ آ کھڑی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

باہر لاؤنج میں اسفندیار کھڑا تھا۔

مینو روئے جا رہی تھی۔

عباد انہیں تھامے چپ کرانے کے جتن کر رہا تھا۔

"تمہیں معافی مانگنے کیلئے بھیجا تھا مگر تم تو سارا معاملہ ہی بگاڑ آئے... رشتہ

ہی ختم کر آئے۔" وحید صاحب غصے میں دکھائی دے رہے تھے۔

مٹھی سنتے ہی اچھل پڑی۔ "رشتہ ختم ہو گیا...؟" وہ روحی کے کان میں بڑبڑائی تو روحی نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ اس کی مکمل توجہ باہر ہو رہے تماشے پر تھی۔

"ائے ہائے... اب کون کرے گا میری بیٹی سے شادی؟ لڑکے والوں نے تو انکار کر دیا۔" مینو کے بین جاری تھے۔

"ہو جائے گی آپ پریشان نہ ہوں۔" اسفند تسلی دے رہا تھا۔

"تمہیں اپنا غصہ کنٹرول میں رکھنا چاہئے تھا۔" وحید صاحب نے پھر اسفند کو ڈانٹا۔

"بابا اچھا ہوا یہ رشتہ ختم ہونے جا رہا ہے... میری بہن کوئی بوجھ نہیں ہے... جو اٹھا کر ان بے قدروں کے حوالے کر دوں۔" اسفند غصے سے پھنکارا ہی

تھا۔

”خبر دار جو ایسا کچھ بھی اول فول بکا ہے تو۔“ وحید صاحب نے جھڑ کا۔ ”سارا گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے، شام کو اور مہمانوں نے آنا ہے... پھر ہم سب کا سامنا کیسے کریں گے؟“ وحید صاحب مستقبل کا سوچ کر پریشان ہوئے۔

”رہنے دیں بابا... سب کو میں خود ہی سمجھا دوں گا۔“ اسفند تحمل سے بولا۔

”پر وہ کہہ کیا رہے تھے؟“ وحید صاحب کے پوچھنے پر اسفند تپ کر بولا۔

”کہہ رہے تھے... کہ وہ جو ہماری چار کنال پر کوٹھی بن رہی ہے ناں... اس کے کاغذ عبداللہ (دلہے) میاں کے نام ہوں گے تو ہی وہ مہندی میں آئیں گے۔“

یہ بات سنتے ہی سب ششدر رہ گئے کیونکہ اس گھر کی خبر تو بہت کم لوگوں کو تھی... پھر دلہے والوں کو یہ بات کس نے بتائی؟

”کیا؟“ وحید صاحب بے یقینی سے بولے۔

"جی! اور بھی کچھ چیزوں کی ڈیمانڈ کر رہے تھے... آج ہم مجبور ہو جاتے ہیں ناں بابا... تو وہ ہمیشہ ہمیں دباتے رہیں گے، بلیک میل کرتے رہیں گے۔"

اسفند نے کہا تو مٹھی نے سر ہلا کر اس کی بات کی تائید کی۔

"بالکل صحیح! دلہے والے نہ ہوئے بلیک میلر ہو گئے..." وہ بڑبڑائی۔

"پرپیٹ! لڑکی کی بارات نہ آئے تو لڑکی ساری زندگی گھر میں بیٹھی رہ جاتی ہے... آئے منھنجی معصوم دھی۔" مینو روئے جا رہی تھی۔

"آپ تو چپ کریں امی۔ آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔" عبادان کے ہاتھ دباتے کہہ رہا تھا، جبکہ مینو کے عقب میں کھڑی امل ان کے شانے دبا رہی تھی، ساتھ روئے بھی جا رہی تھی۔ ان کے ارد گرد وحید صاحب کے بھائی نوید اور نوید کے بڑے بیٹے جابر اور کچھ اور رشتے دار بھی موجود تھے۔ بے بی اور دونوں بھابھیاں بھی لاؤنج میں کھڑی ان کو پریشانی سے دیکھ رہیں تھیں۔

"دلہے والے لگ ہی ڈرامے باز رہے تھے۔ لالچی!" بجلی بولی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

صبح صبح ہی اسفند اپنی انا چھوڑ کر رات کے واقعے پر ان کو منانے گیا تھا مگر دلہے والے تو بجائے شرمندہ ہونے کے، اکڑ ہی گئے تھے۔ بات بڑھ گئی تو اسفند غصے میں ان کو خوب کھری کھوٹی سنا کر واپس آ گیا تھا... اسی کے بعد گھر میں رولا پڑا ہے، اور سب کو پریشان دیکھ کر اسفند شرمندہ ہو رہا ہے۔

"آئی ایم سوری بابا... مگر میں یہ سب اور برداشت نہیں کر سکتا... آپ دیکھ لیں... ابھی سے ان کے یہ رویہ ہیں تو آگے چل کر وہ سجل اور ہمارے اپنے لئے کتنا سر درد بنیں گے۔" اسفند نے سمجھانے کی نیت سے کہا تو وحید صاحب نے اسے خفگی سے دیکھا اور اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے تسلی دینے لگے۔

www.novelsclubb.com

"ان کو چار کنال کی کوٹھی چاہیئے ناں... دے دو ان کو... مگر میری بیٹی کو..." مینو کو اب بھی امید دکھائی دی تبھی جلدی سے بولی، مگر اسفند نے خبردار کیا۔

"ایسی کوئی بات سوچیں بھی ناں مام!"

"لڑکی والوں کو بہت جگہ جھکنا پڑتا ہے سیفی پٹ!" مینو نے کہا مگر وحید صاحب نے ان دونوں کی تکرار میں خلل ڈالتے کہا۔

"اچھا بس کرو تم دونوں... میں کچھ سوچتا ہوں۔"

وحید صاحب نے کہا تو مینو واپس رونا شروع ہو گئی اور اسفند بے زار تاثرات سے سب مہمانوں کو دیکھنے لگا جو بھانت بھانت کی بولیاں بولنے میں مصروف تھے۔

☆...☆...☆

دھڑ دھڑ دھڑام کی آواز پر سب اپنے کمرے کے دروازوں پر کھڑے ہو کر باہر جھانکنے لگے، یہ جاننے کیلئے کہ کیا ہوا۔

"اوہو شرما! کیا ہو گیا۔" عباد ایک طرف سے نکل کر پتا نہیں کس سے پوچھنے لگا تھا۔

"پانی ختم ہو گیا ہے... اس لئے ہر کمرے کے واشروم میں پانی بھر کر رکھ رہا

ہے شرما، پتا نہیں کیسے پھسل کر گر گیا، بس وہی بالٹیاں الٹ گئیں...اور کیا ہوا۔"
کبڑا خان اطمینان سے بتانے لگا۔

"اب پانی کیسے ختم ہو گیا؟"عباد کے پیشانی پر پریشانی کے بل نمودار ہوئے۔

"بس وہ موٹر خراب ہو گیا ہے...نیچے والی ٹینکی میں پانی ختم ہو گیا ہے...اور پیچھے سے پانی آ ہی نہیں رہا تو ٹینکی بھری ہی نہیں...تو اس لئے ہینڈ پمپ سے پانی بھر کر رکھ رہے ہیں۔ شرما چوٹ تو نہیں لگی۔"کبڑا خان، عباد کو بتاتے بتاتے، اچانک شرما سے پوچھنے لگا۔

"نہیں بس خیر ہے۔"شرما نے اٹھتے کہا جیسے منتظر تھا کہ کوئی پوچھے تو اس پہ احسان کرتے اٹھ کھڑا ہو۔

"یا اللہ پہلے ہی اتنے مسائل کا انبار اور ایک نئے سیاپے کا اضافہ !"عباد بڑبڑایا اور موبائل نکال کر کوئی نمبر پش کر کے دو ٹینکر منگوانے لگا۔

کال کاٹتے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا جب اس نے مہمانوں کو دروازے پر کھڑے دیکھا۔اس کے دیکھنے پر سب اندر چھپ گئے۔

"ایک تو یہ لوگ... جب کچھ ہو... تماشہ دیکھنے کیلئے نکل کر آجاتے ہیں۔"

عباد جل بھن کر بڑبڑاتا نیچے اترنے لگا۔

☆...☆...☆

بہت ساری چیخ پکار میں کبڑا خان بالٹیاں بھروا کر واشروم میں رکھوا رہا تھا۔

صبح صبح ہی اصغری کا کچھ نہ کچھ لینے کے بہانے دروازے پہ آدھمکنا، پھر رات کو دیر سے اسفند کے آنے پر الگ تماشہ ہونے سے لڑکیوں کی نیند اچھی خاصی خراب ہو چکی تھی، اس لئے مٹھی موڈ خراب کئے آدھی جاگی آدھی سوئی بستر پر بیٹھی اونگھ رہی تھی جب بے بی نہا کر واشروم سے نکلی تو مٹھی سے مخاطب ہوئی۔

"آدھی بالٹی میں پانی رکھا ہے، جا کر نہالو!" بے بی نے بال پونچھتے کہا۔

"آدھی بالٹی سے میرا کیا ہو گا...؟" مٹھی بسوری۔

"سب آدھی تھوڑی بالٹی کے پانی سے نہا کر جا چکی ہیں...اس لئے جیسے تیسے گزارا کرو..." بے بی نے گھورا، پھر شرما کا احساس کرتے بولی۔ "شرما بھی اب بے چارا کتنا پانی بھرے؟" بے بی اب آئینے میں دیکھ کر بولی۔ "انسان کو ہر حال میں رہنے کی عادت ہونی چاہیئے... کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر انسان کو اس کی من چاہی چیزیں ملیں...بہت دفعہ قسمت بہت تھوڑے سے نوازتی ہے جس پہ گزارا کر لینے میں ہی سمجھداری ہوتی ہے۔" بے بی نے سمجھایا تو وہ موڈ بگڑاتی باتھ روم میں گھسنے کیلئے اٹھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"بے بی! میرا تھوڑا سا میک اپ ہی کر دو۔" اصغری آج کی حاضری لگوانے کیلئے پہنچی تو چاہ کر بھی بے بی، اصغری کو انکار نہ کر پائی۔

☆...☆...☆

"ماما...ناشتہ...؟"

امل اوپر سے چیخ رہی تھی۔

”Your ماما اپنے Room میں Crying کا شوق complete کر رہی ہے۔“

امل نے نا سمجھی سے بجلی کو دیکھا جو نیچے کھڑی، اوپر امل کو دیکھتے یہ کہہ رہی تھی جو امل کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ کیا ہے کہ subtitles نیچے نہیں لکھے آ رہے تھے ناں!

امل پہلے ہی گھر کے عجیب سے ماحول سے پریشان تھی کہ اب بجلی کی باتیں اسے مزید تپانے لگی۔ بنا کچھ کہے امل چل دی تو بجلی نے منہ بنایا۔

”اس girl کو جب look کرو (دیکھو) تو اس کا face لٹکا یا ہوا ہوتا ہے۔“

زیرِ لب بڑبڑاتی ہوئی اس نے سامنے کمرے میں دیکھا جہاں سب مہمان

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بے زار سے بیٹھے دکھائی دیئے۔ سب ناشتے کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ناچار آج پھر ناشتے کے انتظام کی ذمہ داری بے بی نے خود ہی اٹھائی اور ابھی وہ اور روحی کچن میں چائے بنانے آئی تو فرج کو لاک لگا ہوا تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں، تبھی عباد آتا دکھائی دیا۔ ان دونوں کو کچن میں دیکھ ادھر ہی چلا آیا تھا۔

"وہ اصل میں اصغری چاچی بار بار دودھ کا جگ بھر بھر کر جا رہی تھی، اس لئے لاک لگا دیا۔" وہ شرمندگی سے بولا تو بے بی نے مسکرا کر کہا۔

"آئی انڈر اسٹینڈ!" وہ چائے والے برتن میں دودھ ڈالتے بولی۔

"پر اس کا بچہ دکھائی تو نہیں دیتا جو اتنا دودھ پی جاتا ہے۔"

وہ اب چمچہ چلاتے بولی تو روحی نے کپ اٹھا کر ٹرے پہ سجانے شروع کئے۔

"پر آپ کو کس نے کہا کہ وہ بچے کیلئے دودھ لیکر جاتی ہیں؟" عباد نے پوچھا تو

روحی بڑبڑانے لگی۔

"بچہ ہو گا... تبھی تو دودھ لے کر جاتی ہے۔"

"ارے کوئی بچہ وچہ نہیں ہے... سارا دودھ خود پی جاتی ہے۔" عباد کے انکشاف پر روحی نے چونک کر اسے دیکھا تھا، جبکہ عباد، اس کے چونک کر بوکھلانے پر حیرت سے اس کو دیکھنے لگا۔

"پر وہ تو کہہ رہی تھی کہ بچہ ہے۔" روحی نے سر کھجاتے کہا۔

"ہاں وہ ہمیشہ ہی ایسے ہلکے پھلکے جھوٹ بولتی رہتی ہے۔" بے بی نے کہا۔

"اللہ اتنی بڑی عورت ہو کر ہم چھوٹوں سے جھوٹ بولتی ہے۔" روحی کو صحیح معنوں میں صدمے نے آگھیرا۔

"جب وہ چھوٹی تھی، تب بھی ایسے ہی جھوٹ بولتی تھی۔" بے بی نے اطمینان سے ایک نیا حقائق بتایا تو روحی کی عجیب سی شکل بنانے پر عباد رخ موڑ کر

www.novelsclubb.com

مسکرانے لگا تھا۔

☆...☆...☆

مینو صبح سے اپنے کمرے میں بند تھی۔

وحید صاحب بھی صبح کی چپکلش کے بعد سے گھر میں دکھائی نہ دیئے تھے۔

مہمانوں کی طرح طرح کی باتیں سننے کو مل رہی تھیں۔

عجب تماشہ لگا ہوا تھا۔کسی کی کچھ سمجھ نہ آتی تھی۔

اسی طرح مٹھی بھی یہاں وہاں بولائی بولائی پھر رہی تھی جب کسی عورت نے اسے آواز دی۔

www.novelsclubb.com

"اے لڑکی!"اس نے مڑ کر اس طرف دیکھا۔اصغری خالہ نے اسے بلایا تھا۔اس نے منہ بنایا۔اصغری خالہ اتنی دیر میں اس کے پاس آتے ہوئے بولی۔

"سنو! یہ لو!"

"آج یہ لینے کے بجائے کچھ دے رہی ہے؟" اس نے سوچا اور اصغری خالہ کے ہاتھ دیکھے... وہاں پیمپر تھا۔ گندہ...! غلیظ...! اس نے ناک کراہت سے بند کی۔

"یہ کیا ہے؟" مٹھی کی طرف سے سوال آیا۔

"اندھی ہو؟" اصغری خالہ کا سوال پہ سوال آیا۔

"میں کیا کروں گی اس کا؟"

"کھاؤ گی اور کیا کرو گی۔" اصغری خالہ نے اس کے سوالات سے تنگ آ کر کہا تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی جیسے واقعی اسے کھانے کو کہا گیا ہو۔

نیچے سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتے عباد نے دیکھا، مٹھی گھبرا کر پیچھے ہوئی اور پیچھے سے آتی شانزے سے اچانک ٹکرا گئی۔ شانزے اپنی دھن میں چلی آ رہی تھی اور ایسے میں ان کا ٹکرانا تو بنتا تھا۔ عباد دونوں کو ٹکراتا دیکھ کر بڑبڑایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دنیا کی ساری لڑکیاں ہی ایسی ہوتی ہیں یا ہمارے خاندان میں یہ اسپیشل پیدا کی گئیں ہیں۔" وہ منہ بناتا ان کی طرف آنے لگا۔

"او سوری! تمہیں لگی تو نہیں۔" شانزے فوراً سنبھل کر پوچھنے لگی۔

"نہیں۔" مٹھی منہ کے بل نیچے گری تھی، اٹھ کر اپنا ناک سہلاتے ہوئے اتنا ہی بول سکی... حالانکہ اسے بہت بری چوٹ لگی تھی، تبھی اس کے ناک سے خون نکلتا دیکھ شانزے چیخنے لگی۔

"خون خون خون۔"

وہ گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی، تو مٹھی حیران سی اسے دیکھنے لگی... عباد گھبرا کر اس کی طرف آتے آتے یکدم رکا۔

اسفند، مٹھی کے سامنے ٹشو بڑھاتا بولا۔ "آپ یہ ٹشو لیں اور میرے کمرے میں چلیں۔" واقعی اس نے پوچھا نہیں تھا... بتایا تھا... اب وہ اس کا بازو

تھامتا منٹھی کو کمرے میں لے گیا، تو اصغری کے ہاتھ سے پیمپر گر کر زمین بوس ہوا

...جبکہ ایک طرف کھڑا عباد ششدر اسفند یار کو دیکھتا رہ گیا۔

☆...☆...☆

...اور ششدر صرف عباد نہیں رہ گیا تھا بلکہ عباد کے پیچھے کھڑی بجلی بھی رہ گئی تھی۔

بجلی نے جب بھی اسفند کو دیکھا تھا...اس کو بس چیختے چلاتے ہی پایا تھا۔

پر یہ کیسا معجزہ تھا کہ اب وہ نہ چیخ رہا تھا نہ چلا رہا تھا۔ بلکہ اتنے خیال سے اس نے ٹشو اسے تھمایا اور اتنی بے تکلفی سے اس لڑکی کا بازو تھام کر...کیسے مان سے اندر لے گیا۔ اُس کمرے میں جہاں اس نے بھی کبھی قدم رکھنے کا نہ سوچا تھا۔

"جنید کو تو ہاتھ سے جانے دیا تھا... مگر اسفند کو نہیں جانے دوں گی۔" بجلی نے آنکھیں گھمائیں، اور مینو کے کمرے کی طرف بڑھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

☆...☆...☆

کمرے کی فضاء میں لوینڈر کی خوشبو رچی بسی معلوم ہوتی تھی۔ مینو کا کمرہ بھی انہی کی طرح بڑا ماڈرن اور پرُوقار تھا۔ کھلاُ کھلا... کشادہ کمرہ... جس میں سفید ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ خوش رنگ پھولوں والا بیش قیمتی قالین فرش پر بچھا تھا۔ ایک طرف پلنگ پڑا تھا جس پر سفید براق ریشمی جھالر والا بیڈ کوور پڑا تھا۔ اس کے قریب نیلی ویلوٹ کا جدید طرز کا صوفہ پڑا تھا۔ ایک کونے میں درمیانے سائز کی سنگار میز... دیدہ زیب فانوس لٹکے ہوئے تھے۔ ایسے لگتا تھا روشنی ڈائریکٹ نہیں آرہی بلکہ دیواروں سے چھن چھن کر آرہی ہے۔

www.novelsclubb.com

اسی روشنی کے نیچے مینو بوتھا سجائے بیٹھی تھی، جب بجلی چنگاریاں چھوڑتے ہوئے کمرے میں آئی۔

"مینو تم نے قریشیز کو کیوں invite کیا تھا...؟"

"بجلی... میں پہلے ہی پریشان ہوں... مجھے مزید پریشان نہ کرو ادھر ادھر کی

باتیں پوچھ کر...“

”you don’t know...پر تمہاری ساری worries کا reason صرف وہ بے بی ہے۔ تم جانتی ہو ناں کتنی چالاک ہیں۔ کام کے بہانے سارے گھر پہ Capture (قبضہ) کرلیں گی، پھر بیٹھی رہنا اپنے دینو کاکا کے ساتھ... باہر دروازے پر...Four پائی لگا کر...“ بجلی نے لتاڑا۔

”اللہ نہ کرے۔“ مینو دہل کر بولی۔ ”شکل اچھی نہ ہو تو کم از کم بات تو منہ سے اچھی نکال لیا کرو۔“ مینو نے ناراضگی سے کہا۔

”ارے دیکھ نہیں رہی...؟ کیسے تمہارے Sons اس کے Front Back (آگے پیچھے) گھوم رہے ہیں... قریشیز کی Daughters (بیٹیاں) بھی کیسے کھی کھی کھی کھی کھی کر رہیں ہیں... اور وہ خود بھی پورے گھر میں Patrolling کرتی (دندناتی) پھر رہیں ہیں۔ سارے مہمانوں سے Meet Up (مل) بھی رہیں ہیں۔ Welcome بھی کئے جا رہیں ہیں... اور تمہارے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رشتہ دار تو بے بی بے بی... بے بی بے بی... کئے جا رہے ہیں جیسے بے بی نہ ہوئی...Queen Elizabeth ہو گئی۔" بجلی جلی۔ "اور تمہاری وہ Spoon (چمچی) حمیدہ... خالدہ کو اپنے گھر لے گئی ہے۔ دیکھنا... اپنے Handsome بیٹے جابر کیلئے ضرور اس کی بیٹی Borrow (مانگ) کر لے گی اور تم ہاتھ Mix کرتی رہ جاؤ گی۔ دیکھنا... جابر Hand سے Slip ہو جائے گا۔ سجل کیلئے باہر سے جو رشتہ Find کیا ہے ناں... اس سے بھی teach (سیکھا) نہیں کیا کہ پھر امل کیلئے خاندان میں کون سا اچھا رشتہ left (چھوٹ) ہو جائے گا۔" بجلی اپنی باتوں کی بجلیاں مینو کے اوپر گرائے جا رہی تھی۔ مینو جو پہلے ہی پریشان تھی، ان باتوں پر وہ اور تیزی سے ہاتھ ملتی کبھی اِدھر کبھی اُدھر دیکھتی کرنٹ کھا رہی تھی۔

"نہیں... ایسا کچھ نہیں ہے... بے بی لوگ ایسے نہیں ہیں۔" مینو کمزور سی آواز میں بول رہی تھی۔

’’تم نہیں جانتیں... یہ لوگ Sweet Knives (میٹھی چھریاں) ہیں... Love کرتے کرتے... ناجانے کب hand میں چھری پکڑ کر گردن cut کر دیتی ہیں... پتا بھی نہیں چلتا۔‘‘ وہ اس کے سامنے کھڑی Vamp نظر آ رہی تھی۔

’’نہیں نہیں...‘‘ مینو بے چارگی سے ہاتھ ملتی اسے دیکھ رہی تھی۔

’’یہ جو تمہارے face پہ دو دو eyes لگی ہوئی ہیں ناں... اس کو open کرو اور watch کرو... جو بہت years پہلے بے بی نہ کر سکی تھی ناں... وہ اب اپنی daughters کے ذریعے کر رہی ہے، وہ بھی تمہاری nose کے down۔ اور تم یہاں tears بہا رہی ہو۔‘‘ بجلی نے پھلجھڑی چھوڑی، جو مینو کو سلگا گئی۔

’’میں ایسے بے خبر نہیں بیٹھ سکتی۔‘‘ مینو نے اٹھنے کے بعد عزم کے ساتھ کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

امل کا موڈ سخت خراب تھا،اس لئے وہ گھر کا بائیکاٹ کر کے اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔بے بی نے سجل کیلیئے ناشتہ تیار کیا اور کسی کو نہ پا کر وہ خود ہی ناشتہ اوپر دینے آگئی تھی۔دری ساتھ تھی۔چند منٹ کی بات چیت کے بعد بے بی کو کمرے سے جانا پڑا کہ سب مہمانوں کا ناشتہ بھی دیکھنا تھا۔دری کو بٹھا دیا تھا کہ سجل کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو وہ اسے کہہ دے۔ہاں یہ ہدایت بھی تھی کہ ضرورت سن کر بس نیچے آئے...بے بی وہ ضرورت خود پورا کرے گی۔سجل بے بی کے بتانے کے انداز پہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔وہ ذرا نہ بدلی تھی۔ویسی ہی تھی جیسے دو سال پہلے تھی۔

بے بی کے جانے کے بعد دری بستر پر بیٹھی بے مقصد لکیریں بنا رہی تھی کہ اسے پتا ہی نہیں تھا کہ وہ سجل سے کیا بات کرے۔کہاں سے کیا شروع کرے۔اسی لئے سجل ہی وقفے وقفے سے سوال کر رہی تھی،اور وہ مختصر سے جواب دے

رہی تھی۔ ناشتے کے بعد سجل نے ہاتھ صاف کرنے کیلئے ٹشو مانگے تو دری نے خود ہی ڈریسنگ ٹیبل سے ڈبہ اٹھا کر سجل کو دیا۔

''تم ٹھیک کام کر تو لیتی ہو...'' سجل کہتے مسکرائی۔ ''تو چلو...اب یہ ٹرے اٹھا کر لیکر جا کر دکھاؤ!''

دری نا سمجھی سے دیکھتی رہی۔ سجل سنجیدہ تھی یا مذاق کر رہی تھی؟

''چلو اٹھاؤ!'' سجل نے اسے ہمت دلانی چاہی، مگر وہ گھبرائی۔

''واقعی اٹھالوں؟'' وہ تصدیق چاہ رہی تھی۔ ''اور اگر مجھ سے برتن گر گئے تو...؟''

''تو میں اپنے سر الزام لے لوں گی۔''

اس کے ہمت دلانے پر دری نے سنبھل کر برتن اٹھائے اور دروازے کی طرف مڑی مگر کمرے کا دروازہ کھول کر آتے وجود سے جا ٹکرائی اور برتن دھڑا

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دھڑ نیچے گرے۔

"او دیکھ کر بھائی...ایسی ٹکریں تو جنگلی بکرا ابھی نہیں مارتا۔"

حاشر نے شوخی سے کہا تو دری منہ چھپا کر یہاں سے بھاگی۔

اس کے جاتے ہی سجل نے گھورا۔"...کم از کم اسے جنگلی بکرا تو نہ کہتے۔"

"کیسی ہے ہماری دلہن...؟"وہ شوخی سے کمرے میں داخل ہوتے بولا تھا۔

"بہت خوش...بہت مزے میں۔"سجل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔"...

اور ہمیشہ خوش رہوں گی۔"

حاشر نے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے کہا۔"ابھی سے اتنے بڑے دعوے نہیں کرنے چاہیے۔"اس کی بات پہ سجل نے صرف مسکرا کر اسے دیکھا۔کہا کچھ نہیں۔

"ناٹک کیوں کر رہی ہو؟"وہ ناٹک لفظ پہ زور دیتے بولا تو سجل نے کہا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”میں ناٹک کہاں کر رہی ہوں... ؟میں تو واقعی خوش ہوں۔“ وہ خود بھی یہ طے نہیں کر پا رہی تھی، کہ وہ واقعی ناٹک کر رہی ہے یا واقعی خوش ہے۔

”جو خوش ہوتے ہیں وہ خوش نظر آتے ہیں... خوش ہونے کی ایکٹنگ نہیں کرتے۔“ حاشر نے کہا تو سجل گنگ رہ گئی...، موضوع بدلنے کیلئے بولی۔

”اوہو... تم بھی پتا نہیں کون سی باتوں میں لگا دیتے ہو۔“ موضوع بدلنے پر حاشر نے سکوت اختیار کر لیا۔ ”میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ یہ جابر بھائی کا کون سا سین ہے؟“

”کون سا سین؟“ حاشر نے چونک کر پوچھا۔ اسے اس بابت بالکل بھی کوئی اندازہ نہ تھا۔

”شانزے بتا رہی تھی کہ جابر بھائی اپنی کسی خاص دوست کو ملوانے کیلئے لا رہے ہیں مہندی پر!“

"میرے ناک کے نیچے یہ سب کیسے ہو رہا ہے؟" حاشر نے انگلیاں چٹختے ہوئے کہا۔ "...اور اس شانزے کی بچی کو میں ذرا بتاتا ہوں۔" وہ شانزے کی خبر لینے کیلئے مڑ ہی رہا تھا کہ سجل نے عقب سے کہا۔

"اچھا سنو...! وہ میری جو فرینڈز ہیں ناں طوبیٰ اور ایمن... اسپیشلی تمہارا ڈانس دیکھنے کیلئے آرہیں ہیں۔ تو اچھا سا ڈانس کرنا... وہی گانا... تیرے واسطے فلک سے میں چاند لاؤں گا۔"

"خدا کو مانو! میں حاشر نوید قریشی ہوں... کوئی وکی کوشل نہیں۔" حاشر نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"اچھا ذرا یہ برتن تو اٹھا لو!" سجل نے پچکارتے کہا۔

"اسی جنگلی بکرے سے کہو... اٹھالے۔" وہ دانت نکالتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

خاصی الجھی الجھی سی مینو جب نیچے ہال میں آئی تو حد سے زیادہ ڈپریس تھی۔ رہ رہ کر اسے بجلی کے پُر نفرت جملوں کی بازگشت سنائی دے رہی تھی اور وہ سخت اضطراب کے عالم میں دونوں ہاتھوں کو مسلتی جا رہی تھی۔ دماغ کی شریانیں تھیں کہ... شدید ڈپریشن کے باعث پھٹنے کو تیار تھیں تب ہی بے بی کی آواز پر اس نے ڈرائنگ روم میں دیکھا۔

گول دائرے میں کھڑے اس کے ملازم، بڑے مؤدبانہ انداز میں بے بی کی کوئی بات سن رہے تھے۔ یقیناً وہ ایک بار پھر ان سب کو کچھ نہ کچھ سمجھا رہی تھی...

وہ ہوتی کون ہے میرے نوکروں کو سمجھانے والی...؟

مینو کا غصہ سوا نیزے پر آ پہنچا اور وہ دندناتی ہوئی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ بجلی بھی فاصلے سے یہ تماشہ دیکھنے کیلئے بے قرار نظر آنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" مینو کی آواز میں ایک غرور سا محسوس ہوتا تھا۔

"ادی! وہ مہمانوں کیلیئے جو انتظام کرنا ہے... وہی سمجھا رہی تھی بے بی بی بی..." ابھی کبڑا خان ٹھہرے ہوئے انداز میں بتا ہی رہا تھا کہ مینو طنطنا کر بات کاٹتے بولی۔

"مجھے کوئی بتائے گا کہ اس گھر کی مالکن کون ہے؟"

اس کی بات پر سب نوکروں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ مینو بہت غصے میں تھی۔ بے بی کو اس کا انداز چبھا مگر وہ خاموش ہی رہی۔

"آپ ہو ادی!" بنے میاں نے بتایا تو مینو غرور سے سر اٹھا کر بولی۔

"تو گھر کی مالکن ہونے کی وجہ سے تم سب صرف میری بات سنو گے اور سمجھو گے... نہ کے ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کی... کیوں کہ یہ گھر میرا ہے... اور گھر کا نظام کیسے چلنا ہے... یہ بھی طے کرنے والی میں ہوں!" مینو بنا

کسی لگی پلٹی کے بولے جا رہی تھی... یہ محسوس کئے بغیر کے اس کا ایک ایک جملہ بے بی کے دل پر چابک کی طرح لگ رہا تھا۔ سب نوکر بے بی کے چہرے پہ آتے جاتے الگ الگ رنگ دیکھ کر سر جھکا رہے تھے۔ ''اب جاؤ اور اپنے اپنے کاموں کو لگو!'' مینو نے ڈانٹا تو وہ سب بغلیں جھانکتے ہوئے ادھر ادھر غائب ہوئے۔

مینو بے بی کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے کمرے سے نکل گئی یہ دیکھے بغیر کی بے بی کا پورا وجود پتھر کا بن گیا تھا۔ اس پتھر کی آنکھ سے ایک آنسو نکل آیا تھا، تبھی بجلی ساڑھی کا پلو لہراتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی اور ہاتھ میں پکڑا ٹشو کا ڈبہ بے بی کی طرف بڑھاتے بولی۔

www.novelsclubb.com

''Today... میں تمہیں ایک Gift دینے کیلئے آئی ہوں۔ یہ لو... tissue paper! تمہارے work آئیں گے... اپنے tears پونچھنے کیلئے...'' بے بی نے جب ڈبہ ہاتھ میں نہ لیا تو خود ہی دو ٹشو نکال کر وہ بے بی کا آنسو صاف کرتے بولی۔ ''اچھا gift ہے ناں... دکھ میں together رہنے

والا...اس لئے کہتے ہیں gift ایسا دو جو work آجائے۔"

بے بی جھٹکے سے اس سے دور ہوتے ہوئے کمرے سے نکل گئی تو بجلی کے چہرے پہ مکار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔آج کے دن کی شروعات کم از کم بہت اچھی ہوئی تھی۔

☆...☆...☆

اس کا موڈ سخت آف تھا۔وہ کمرے میں داخل ہوئی تو کمرے میں تینوں بے وقوف لڑکیاں منہ پھلا کر یہاں وہاں بیٹھی دکھائیں دیں۔بے بی نے ان کو نظر انداز کیا اور آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی۔کیچر کھولا تو آبشار کی طرح بال کاندھے سے نیچے کمر تک آکر گرے۔بے مقصد ہی بال بنانے لگی۔

"بے بی!"عقب سے دری نے اکتا کر بے بی کو آواز دی،تو بے بی کے چہرے کے عضلات کھنچ گئے تھے۔

"کیا ہے...؟"

"اتنے دن ہو گئے... چیز نہیں کھائی۔" مٹھی نے منہ بنا کر کہا تھا۔

"ہاں ناں بے بی... جس دن سے یہاں آئے ہیں، اس دن سے کچھ نہیں کھایا..."

"ادھر آکر تو لگ رہا ہے... مٹیاری نہیں... آڈیالہ کی جیل میں آ گئے ہیں۔" مٹھی کے بعد روحی نے منمناتے کہا، تو بے بی نے آئینے سے چہرہ ہٹا کر، اکتائے ہوئے انداز میں ان کو دیکھا.. جنہوں نے اتنا سا منہ بنایا ہوا تھا۔ وہ واقعی اس ماحول میں ابھی تک خود کو ایڈجسٹ نہیں کر پائیں تھیں...

"اچھا اچھا۔ فرجاد کو کہتی ہوں پیٹرول پمپ والی شاپ تک لے جائے۔"

بے بی کے کہتے ہی وہ تینوں خوشی سے اٹھتی عجیب انداز میں ایک دوسرے کو سراہنے لگیں جیسے پتا نہیں یہ بات منوا کر انہوں نے کتنا بڑا میدان مار لیا ہو۔

www.novelsclubb.com

... مگر یہ بات تو بس بے بی ہی محسوس کر سکتی تھی کہ اسے بھی فی الحال اس گھر سے دور رہنا چاہیے...

کچھ دیر کے ذہنی سکون کیلئے...

☆...☆...☆

کئی دنوں سے سجل پریشان سی تھی اور پریشانی بھی کوئی ایسی ویسی نہ تھی... خود اس کی پوری زندگی کا سوال تھا۔اس کے مستقبل کا سوال تھا۔وہ دوراہے پر کھڑی تھی مگر کوئی راستہ بھی سجھائی نہ دے رہا تھا۔سارا دن سوچوں کی نذر ہوتا...اس کے باوجود اس اہم مسئلے کا کوئی حل اس کی سمجھ میں نہ آتا۔

ماں باپ نے کب اس کا رشتہ طے کر دیا، کب اس کی شادی کی تیاریاں مکمل ہو گئی،اسے بالکل بھی اندازہ نہ ہوا۔اس نے اپنے ماں باپ کے فیصلے پر رضامندی ظاہر کی...اس میں بھلے خوشی نہ تھی مگر تسلی ضرور تھی کہ یہ فیصلہ غلط نہ ہو گا...

مگر ابھی جو حالات ہیں...اس نے اسے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کا ایک سنہری موقع دیا تھا مگر کیا پاکستانی معاشرے میں ایک لڑکی کو فیصلے پر نظر ثانی کرنے کا موقع دیا جاتا ہے؟

یقیناً نہیں!

یہی 'نہیں' اسے کچھ بھی کہنے سے روک رہا ہے۔

ایک بڑی رکاوٹ یہ پستی کا شکار معاشرہ ہے...جو 'لوگ کیا کہیں گے' کی بندوق پر دھمکا کر خود ایک لڑکی کو اپنے اوپر ہر ظلم کرنے پر آمادہ کرتا ہے...

اور سجل بھی عام سی لڑکی تھی...

بلکہ وہ تو اسپیشل لڑکی تھی جس کے پاؤں کا مسئلہ تھا...

چھوٹا نقص ضرور تھا مگر 'تھا'...

اور یہ لوگوں کو اتنا بڑا نظر آتا تھا کہ اس کی صحیح سلامت آنکھیں، اس کی

ستواں ناک، گلاب پنکھڑی ہونٹ، اٹھی ہوئی ٹھوڑی، نرم گال، سفید جلد، صراحی گردن، اٹھلاتے بازو اور ہاتھ... کمر جیسے اسی کے بل پہ ندی مڑا کرتی ہو... جیسی خوبیاں اس نقص کے پیچھے چھپ جاتی تھیں۔

بچپن سے ہی اسے اس چیز کا احساس دلایا گیا کہ وہ عام نہیں...

وہ عام لڑکیوں کی طرح چل نہیں سکتی!

لڑکیوں کے مسلسل مذاق اڑانے کی وجہ سے وہ جلد ہی تعلیم چھوڑ کر گھر بیٹھ گئی تھی۔ وحید صاحب کو اس کے مستقبل کی فکر تھی، اس لئے انہوں نے پرائیوٹ ٹیوٹر کے زریعے سجل کو تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا، اور وہ دل مار مار کر پڑھتی رہی۔ ایسا نہیں کہ وہ دنیا و جہاں کی ستائی ہوئی تھی... اپنے بہن بھائیوں کی لاڈلی بہن تھی، کزن کی فیورٹ... مگر اپنے اوپر چبھتی لوگوں کی ہمدردی والی نظریں اسے احساسِ کمتری میں مبتلا کئے رکھتی تھیں۔ اس لئے بھی وہ لوگوں میں گھلنا ملنا پسند نہ کرتی تھی۔

اپنی ماں کو ہمیشہ اپنے لئے پریشان دیکھا تھا۔

وقت یہ آگیا تھا کہ ماں کو اس پریشانی سے چھٹکارا مل جانے کی خوشی میں اس نے اس رشتے کیلئے سرِ تسلیم خم ضرور کیا... مگر اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ یہ اس پریشانی کا اختتام نہیں... بلکہ یہ تو شروعات ہے اس مصیبت کی جو شیر کی طرح منہ کھولے اس کے سامنے ناچ رہی تھی... اور وہ کچھ نہیں کر پا رہی تھی...

سوائے اس کے کہ وہ کبوتر کی طرح بس آنکھیں موند کر دل کو تسلی دے کہ سامنے کوئی بلی شلی نہیں...

شاید اس سے مصیبت ٹل جائے!

یقیناً معجزے بھی ہوتے ہیں... اسے معجزوں پہ کامل یقین تھا۔

☆...☆...☆

بے بی، بالوں میں سرخ پھول لگائے، بلیک سوٹ پر رنگ برنگی دوپٹہ پہنے

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

باہر کے گیٹ کے ساتھ کھڑی تھی کہ عباد ایک دم سے اندر داخل ہوا اور اسے دیکھ کر چونکا۔

"آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں...؟ کوئی کام تھا...؟" وہ پوچھنے لگا۔

"ہاں وہ میں فرجاد کو دیکھ رہی تھی۔" بے بی بولی تو وہ حیرانی سے مڑ کر سامنے والی دیوار کو دیکھنے لگا۔

"آپ کو یہاں سے باہر، اوطاق میں بیٹھا ہوا فرجاد دکھائی دے رہا ہے...؟ یہاں سے...؟" وہ حیران سا پوچھ بیٹھا۔

پہلے تو بے بی کو اس کی بات سمجھ نہ آئی... پھر کچھ سمجھ کر ہنس پڑی۔ "ارے نہیں... میں کسی لڑکے کو دیکھ رہی تھی... کہ وہ فرجاد کو بلا کر لائے۔" بے بی نے وضاحت دی پھر بڑبڑائی۔ "لگتا ہے پورا قریشی خاندان ہی بے وقوفوں سے بھرا ہوا ہے۔" وہ عباد کو دیکھ کر مسکرائی۔ "...پر یہاں کوئی دکھائی ہی نہیں دے رہا۔"

وہ جوان کی بڑبڑاہٹ کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا،ان کی بات پر بولا۔"میں ہوں ناں...۔"وہ کہتے کہتے گڑبڑایا اور سنبھلتے سنبھلتے بولا۔"...مجھے بتائیں کوئی کام ہے...؟"

"ہاں یہاں کوئی شاپ وغیرہ ہے؟بچیوں کو چیزیں خریدنی ہیں۔"بے بی بولی تھی۔

"اچھا چیزیں...میں لا دیتا ہوں...یہی تو ہے دکان۔"عباد نے کہا تو بے بی سمجھانے کیلئے بولی۔

"ارے نہیں...!لانا نہیں ہیں...وہ خود لیں گی اپنی پسند سے۔"

"اچھا اچھا...!یہیں سامنے دکان ہیں۔آپ بلا لیں بچیوں کو...میں لے کر جاتا ہوں۔"عباد نے کہا تو بے بی نے اسے دیکھا۔شکل تھوڑی بگڑی تھی۔

"عباد!تم فرجاد کو ہی بلا لو...ہم خود ہی چلے جائیں گے گاڑی میں...راستے

میں پیٹرول پمپ تھا... وہی سے لینی ہے چیز!" بے بی نے ذرا رعب سے کہا، تو عباد سمجھا۔

"او سوری!" وہ جیب سے گاڑی کی چابی نکالنے لگا۔ "آپ بچیوں کو بلا لیں میں ان کو گاڑی میں لے چلتا ہوں۔" عباد کہہ کر گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ بے بی نے موبائل میں نمبر ملا کر کسی سے بات کی۔ تب تک عباد گاڑی اسٹارٹ کر کے آہستہ آہستہ گیٹ کی طرف بڑھا، تبھی وہ بچیاں آتی دکھائی دیں۔ ان کو دیکھ کر عباد کا موڈ ایک دم خراب ہوا تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کوئی چھوٹی بچیاں ہوں گی پر یہ... یہ تین بے وقوف لڑکیاں؟ وہ کڑوا منہ کر کے ان کو دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

بے بی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر سیٹ پر بیٹھی تو عباد جھجک کر دروازے سے لگ گیا اور وہ تینوں لڑکیاں بھاگتی گاڑی میں گھسیں اور کھڑکی والی سیٹ کیلئے لڑنے لگیں۔

"میں بیٹھوں گی کھڑکی کی طرف۔" روحی باہر کھڑی چلا رہی تھی۔ "اتر فوراً

"خود سے چھوٹی دری سے کہا۔

"کیا مٹھی آتے وقت بھی تم بیٹھ گئی تھی کھڑکی میں...اب مجھے بیٹھانا ہے۔

"

عباد rear view mirror سے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھ رہا تھا۔

بے بی بار بار انہیں اشارہ کر رہی تھیں کہ بیٹھ جاؤ چپ کر کے مگر وہ لڑنے میں مگن تھیں۔ باہر کھڑی روحی کبھی دروازہ بجاتی، کبھی کھولنے کی کوشش کرتی۔ دری نے لاک لگا دیا تو وہ مڑ کر دوسری طرف آئی۔ مٹھی نے بھی دروازہ لاک کر دیا۔ وہ زور زور سے شیشہ بجاتی... کبھی دروازہ کھولنے کی کوشش کرتی۔ عباد کو اپنی کروڑ کی گاڑی کو کوٹنا بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ جز بز سا ان کو لڑتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ تب تپ کر بے بی دروازہ کھول کر باہر نکلی اور ایک تھپڑ روحی کی سر پہ مارتی غصے سے غرائی۔ "چلو آگے بیٹھو!"

وہ کہتی اسے دھکیلتی۔ فرنٹ سیٹ پہ پٹختی زور سے دروازہ بند کرتی پیچھے کی

طرف آئی اور بولی۔"دروازہ کھولو۔" اب دری کی شامت آئی تو وہ دروازہ کھول کر کھسکنے لگی۔"باہر نکلو!" بے بی نے ڈانٹا تو وہ سہم کر باہر نکلی۔اب بے بی اندر بیٹھی اور پھر دری کو گھورتی بولی۔"آؤمر واندر آ کر۔" وہ دبک کر اندر بیٹھ گئی۔

"مل گئیں سب کو کھڑکیاں اب چلیں؟" وہ ان دونوں کے بیچ بیٹھی، تینوں کو گھورتی دانت پیستے پوچھنے لگی۔

ساری واردات کے بعد عباد نے گئیر لگایا اور گاڑی آگے بڑھا گیا۔

☆...☆...☆

کسے دا یار نہ وچھڑے

کسے دا یار نہ وچھڑے

دانش گاتے گاتے ٹیبل بجا رہا تھا۔بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا حاشر اسے ناگواری سے گھور رہا تھا۔

”ابے ! ابھی ملن ہوا نہیں اور تو بچھڑنے کے گانے گانے بیٹھ گیا ہے۔“ حاشر نے اکتا کر کہا اور بیڈ پر اٹھ بیٹھا۔ تکیے کو گود میں سیٹ کرتے بولا۔ ”یار کوئی ایسا پلان بتاؤ جو میں اس سے اظہار محبت کر سکوں... اور جو یونیک اور منفرد ہو۔“ حاشر نے اپنے کزن کم دوست زیادہ دانش سے پوچھا۔

”ایسا کر... ریاض ملک سے ہیلی کاپٹر ادھار مانگ... اس پر چڑھ کر... پھول گرا کر... چاندنی فلم کے رشی کپور کی طرح محبت کا اظہار کر ڈال... یونیک اور منفرد!“ دانی نے اعلیٰ مشورے سے نوازہ۔

”ابے گدھے ! اس کے بعد کا سین یاد نہیں...؟ رشی کپور ہیلی کاپٹر سے گر کر اپنی ٹانگیں اور چاندنی گنوا بیٹھتا ہے... اس اظہارِ محبت کے بعد !“ حاشر نے گھورا تو دانش سر کھجانے لگا۔

”ویسے ریاض ملک کون ہے ؟“ حاشر نے پوچھا۔

”ارے وہی بحریہ ٹاؤن کا مالک بزنس مین ! اور کون ؟“

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

''اَبے وہ ملک ریاض ہے... ریاض ملک نہیں!'' حاشر نے تصحیح کی۔

''نام کے آگے کاسٹ لگانے کا بھی اپنا سوئیگ ہے۔'' دانش نے کہا۔

''میرا چاچا ماما لگتا ہے ناں جو مجھے اظہارِ محبت کرنے کیلئے اپنا کروڑوں کا ہیلی کوپٹر دے گا۔'' حاشر نے لتاڑا تو دانی اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ ''کچھ اور سوچو...! اور...!'' حاشر نے اٹھ کر ٹہلتے ہوئے کہا۔

''اوپر چھت پر پھول موم بتیاں غبارے سجا کر... چھوٹی سی ٹیبل پر کیک رکھ کر ہیرے کی انگوٹھی پہنا کر اظہار کر دے۔'' دانی نے دوسرا مشورہ دیا۔

''چھت پر؟'' اس نے پوچھا۔

''ہاں!'' دانی بولا۔

''ابے گدھے! چھت کیا ہر جگہ تو مہمان بھرے ہوئے ہیں۔'' حاشر نے ڈانٹا۔ ''اور... پھر انگوٹھی کہاں سے لاؤں گا؟'' اس نے منہ بسورا۔

www.novelsclubb.com

"یار اظہارِ محبت کیلئے ہیرے کی انگوٹھی ہونا ضروری نہیں... کروڑوں کمانے والا فواد خان بھی ماہرہ خان کو ایک ایڈ میں منرل واٹر کا ڈھکن انگوٹھی کے طور پر پہنا دیتا ہے، تم بھی پہنا دینا۔" دانش نے ہاتھ جھاڑتے کہا۔

"تم خود جا کر پہنا اپنی محبوبہ کو... ایسے فضول مشورے اپنے پاس رکھو۔"

حاشر دھاڑا تو دانش اپنے کان لپیٹ کر باہر کی طرف بھاگا۔ "تمہیں تو کوئی آئیڈیا پسند ہی نہیں آ رہا... تو بیٹھے رہو، میں جا رہا ہوں۔" دانش باہر نکلنے لگا۔

"سن؟" حاشر نے آواز دی تو مڑ کر دانش دیکھنے لگا۔

"آئیس کریم لے کر آ!" حاشر نے کہا تو دانی اسے دیکھنے لگا۔

"آئیس کریم...؟" دانی حیران ہوا۔

☆...☆...☆

پیٹرول پمپ پر جو دکانیں ہوتی ہیں، اس کے دکاندار ایکسٹرا ٹیکس کے ساتھ

چیزیں بیچتے ہیں، جس کی وجہ سے عام سی چیز بھی مہنگی پڑ جاتی ہے۔روحی کو اس چیز کا بخوبی اندازہ تھا اس لئے چند پیسے بچانے کیلئے وہ ٹک شاپ کی جگہ، یہاں سے روڈ کراس کر کے ایک کریانے کی دکان پر آگئی تھی جہاں وہ دکاندار بڑا ہی کوئی خجل آدمی دکھائی دیتا تھا۔

خرانٹ شکل والا... مطلب صبح ہی صبح کس کا منہ اتنا خرانٹ ہوتا ہے؟

یقیناً بیوی نے ناشتہ نہیں دیا ہو گا جو سڑی ہوئی شکل کے ساتھ کاؤنٹر پر بیٹھا ہوا تھا۔روحی سہم کر اس کے کاؤنٹر پہ آکھڑی ہوئی تو اس خرانٹ دکاندار نے خرکت آواز میں پوچھا۔

"ہاں بولو... کیا مانگتا ہے؟"

"وہ..."اس نے پیچھے کے شیلف کی طرف رکھی کسی چیز کی طرف اشارہ کیا۔دکاندار نے مڑ کر اس چیز کو دیکھتے کہا۔

"وہ چاہا مارنے کی دوا ہے، تمہیں دوں کیا...؟" دکاندار بھڑک کر بولا تو روحی معصومیت سے بولی۔

"نہیں نہیں...اس کے ساتھ جو ہے...وہ!"

"یہ وہ...وہ...کر کے بولو گی تو مجھے سمجھ نہیں آئے گا..." دکاندار پہلے ہی چڑا ہوا تھا، مزید چڑ کر بولا۔ "نام بتاؤ!"

"روحانے۔" روحی نے پٹ سے کہا تو دکاندار نے سر نفی میں ہلاتے اطلاع دی۔

"روحانے میں نہیں بیچتا!"

"نہیں...میرا نام ہے۔" روحی سینے پہ ہاتھ رکھ کر بولی۔

"تمہارا نام؟" دکاندار کے تاثرات بگڑے۔ "میں نے تمہارا نام پوچھا...؟"

بھڑک کر پوچھنے پہ روحی نے نہ میں منڈھی ہلائی۔ "پھر نام نہ بتاؤ...جو چیز

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چاہیے اس کا نام بتاؤ!"

"وہ..."

"پھر وہ..." ابھی وہ بولنے ہی لگی کہ دکاندار نے اس کی بات کاٹی۔

"...پیپسی!"

وہ گھبرا کر بولی تو دکاندار نے پیچھے رکھا فرج دیکھا۔ "کتنے والی؟"

"اسّی والی..."

"اسے ایک لیٹر والی پیپسی کہتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

دکاندار نے کہنے کے ساتھ ہی فرج کھولا اور پیپسی نکالنے لگا کہ تبھی روحی

عقب سے بولی۔

"یہ والی نہیں... مرنڈا والی۔"

دکاندار نے تیوری چڑھا کر دیکھا۔ "مرنڈا چاہیے تھی تو پیپسی کیوں کہا...؟"

وہ معصوم سی شکل بنا کر کھڑی رہی۔ دکاندار نے مرنڈا اٹھا کر کاؤنٹر پر رکھی۔

”...اور وہ بھی چاہیے!“ روحی نے پھر کہا تو دکاندار نے غصہ ضبط کرتے کہا۔

”وہ کیا؟“

”چپس!“

”اب چپس کا نام بولو!“ دکاندار صحیح تنگ تھا۔

”نہیں پتا!“ وہ یقیناً کوئی نئی چپس تھی جو مارکیٹ میں ابھی ہی آئی تھی اور اس کا نام اسے معلوم نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

”لیز، کرلیز، چیٹوز، سوپر کرسپ...“

”سب دے دو!“ روحی نے کمال اطمینان سے کہا۔

”کتنے والی...؟“ دکاندار کی آواز میں وہی خرکت تھی۔

”دو لیٹر!“ اس نے کہا تو دکاندار کی شکل دیکھنے لائق بن گئی تھی۔

”لیٹر؟“ دکاندار چڑ کر بولا۔ ”میں ادھر چپس کا جوس نہیں بیچتا جو تمہیں دو لیٹر نکال کر دوں۔ چپس پیکٹ میں ملتے ہیں۔“

”تو دو پیکٹ دے دو!“ وہ سر ہلا کر بولی۔ برے برے منہ بناتے ہوئے دکاندار چپس کے پیکٹس نکالنے لگا۔ تبھی عقب سے روحی کی آواز آئی۔ ”...اور وہ بھی چاہیے۔“

”وہ کیا...؟ نام بول ناں!“

”چینگم!“ روحی نے جلدی سے کہا۔ دکاندار سب چیزیں لا کر اس کے سامنے رکھتے بولا۔

www.novelsclubb.com

”تم کہاں سے آئی ہو؟“

”سامنے کے گھر سے...!“

”سامنے تو پچاسوں گھر ہیں۔“ دکان والا صحیح خجل ہوا۔ ”کون سے گھر سے

آئی؟"

"وہ ڈی پی او اسفندیار کے گھر سے!" روحی معصومیت سے بولی تو دکاندار نے گھور کر اسے دیکھا۔

"...ایسا پیس وہیں سے آسکتا ہے!"

دکاندار بڑبڑا کر خریدی ہوئی ان چیزوں کا حساب کر رہا تھا۔

☆...☆...☆

محبت اور جنگ میں سب جائز ہے، شاید تبھی مینو کو اپنے سارے اقدام حق پر نظر آرہے تھے۔ شاید یہ انسانی فطرت ہے۔ یہ بات سائیکی سے تعلق رکھتی ہے۔ انسان کا پرسنل انٹرسٹ اس کی پہلی ترجیح قرار پاتا ہے۔ شاید یہ کسی قدر خودغرضی کے زمرے میں آتا ہے، مگر اس کے سوا جیسے کوئی چارا بھی نہ تھا۔

صحیح اور غلط کی فکر ان معاملات میں قطعاً نہیں رہتی۔ سب ثانوی نظر آتا ہے،

فقط اپنا آپ صحیح نظر آتا ہے۔اسے اپنے الفاظ پر قطعاً کوئی شرمندگی نہ تھی۔

کسی اقدام پر کوئی پشیمانی نہ تھی۔

سب حق پر نظر آ رہا تھا۔

کوریڈور کے چکنے فرش پر کتنی ہی دیر سے وہ مسلسل ٹہل رہی تھی۔دل تھا کہ آتش فشاں کی طرح پھٹنے کو تیار کھڑا تھا۔محسوس ہوتا تھا جیسے سینے میں ڈھڑکتے دل کو کسی نے جکڑ لیا ہو...اور آہستہ آہستہ مسل رہا ہو۔بہت ہی ڈپریشن کا شکار تھی وہ...روح بوجھل سی تھی۔مسلسل ہاتھ مسلتے اور ٹہلتے ٹہلتے اس کی ہتھیلیاں اور ایڑیاں تک دکھنے لگیں تھیں...دل بدن کی عمارت میں سہما ہوا کبوتر تھا... سمجھ نہ آتا تھا کہ وہ یہ بگڑتے حالات کیسے ٹھیک کرے...

کیسے وہ اپنی بیٹی کا بسنے سے پہلے ہی اجڑنے والا گھر،دوبارہ آباد کر سکتی ہے؟

اگر ایسا ہو جائے تو کیسے؟

اگر ایسا نہ ہوا تو کیا ہی ہو گا؟

عجیب طرح کے دھڑکے دل کو سمانے دے رہے تھے۔اب تو ہر اٹھتا قدم بھی بوجھل سا تھا۔جیسے آنکھوں کی جگہ چہرے پر دو دہکتے انگارے دھرے ہوئے ہوں۔یہی وجہ ہے کہ بجلی نے جب اسے دیکھا،تو حیرت اور پریشانی کے ملے جلے احساس کے ساتھ بولتی اس کے پاس آئی۔

"ہائے مینو!What happens؟"

"کچھ نہیں۔"مینو نے نروٹھا انداز اپنایا...اس لئے کہ بجلی کریدے مگر بجلی بھی اپنے نام کی ایک ہی تھی۔

"اچھاOkہے...i thinkتم پریشان ہو!"بجلی جانے لگی کہ مینو نے ناراضگی سے جتایا۔

"ہاں ہاں جاؤ...تم بھی مجھے اس پریشانی میں چھوڑ جاؤ...کسی کو میرا خیال

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں۔" وہ یکدم ہی جذباتی ہوئی۔

"مینو mad ہو گئی ہو...؟" بجلی بوکھلائی۔

"ہاں پاگل کر دیا ہے مجھے سب نے... کوئی نہیں ہے میرے ساتھ..."

"I AM NOT (میں ہوں ناں)..." پہلے سے ہی برا منہ... اور برا بنا کر بجلی نے کہا تھا... جیسے دل رکھنے کیلئے نہیں، بس بات رکھنے کیلئے کی گئی ہو۔

"تم ہو میرے ساتھ...؟" مینو نے بہت مان سے پوچھا تو ایک بار پھر زبردستی بجلی کو بولنا پڑا۔

"Yes... میں with (ساتھ) ہوں!"

"تو میرا ایک کام کرو گی؟" اب مینو اس پورے ڈرامے کے کلائمیکس سین پہ آئی تھی۔

"کیا with کیلئے کوئی work کروانا ضروری ہے؟" بجلی نروٹھے انداز میں

www.novelsclubb.com

بولی...اور کوئی اس کا نروٹھا انداز دیکھے تو معین اختر کی طرح بولے...نہ کرو... رہنے دو...توبہ توبہ...بہت منحوس لگ رہے ہو...

"ہاں ناں...میری پیاری سہیلی نہیں ہو؟" مینو نے مسکے مارنا شروع کئے۔

"اچھا ٹھیک ہے tell کیا کرنا ہے؟"

مینو نے اسے قریب بلایا۔ادھر ادھر دیکھ کر اس نے بہت آہستہ سے اس کے کان میں کچھ ایسی باتیں کیں کہ بجلی کہ چودہ طبق روشن ہو گئے۔وہ گھبرا کر دور ہوئی۔

"no..." وہ صاف انکاری تھی، مگر مینو نے آرام سے کہا۔

"ہاں..."

"no مینو..."

"ہاں بجلی..." اب مینو سمجھ چکی تھی کہ بجلی کی ناں میں بھی اک ہاں تھی۔

بھلے وہ کتنی ہی سازشی اور منفی کردار کی تھی مگر بجلی ایک اچھی دوست بھی تھی۔

☆...☆...☆

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟"

مسلسل دس منٹ سے وہ چاروں روحی کو ڈھونڈ رہے تھے جو بیٹھے بٹھائے ہی گم ہوگئی تھی۔ عباد پریشانی سے اسے ڈھونڈنے کیلئے نکلا ہوا تھا۔ بے بی پریشانی سے آس پاس دیکھ رہی تھی۔ تیز رفتار گاڑیاں فراٹے سے روڈ پر سے گزرتی جا رہیں تھیں۔ مٹھی اور دری بے فکری سے گاڑی میں بیٹھیں آئیس کریم چاٹ رہیں تھیں۔ عباد اب واپس آیا تو روحی اس کے ساتھ تھی۔ مزے سے چپس کھاتے ہوئے آ رہی تھی اور عباد کا موڈ خاصا سڑا ہوا معلوم ہو رہا تھا جب بے بی نے گھور کر سوال کیا تھا، اور روحی معصومیت سے بولی۔

"میرے دماغ کو کیا ہونا ہے... ٹھیک ہے الحمداللہ... تم بتاؤ بے بی... تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟"

اس کی بات پہ عباد کو صد افسوس ہی ہوا اور وہ سیٹ سنبھال کر چلنے کی تیاری کرنے لگا۔

"تم گھر چلو پھر بتاتی ہوں۔" بے بی نے روحی کے کاندھے کو دبوچ کر اندر بٹھایا تھا۔وہ منہ بگاڑتی، اندر بیٹھی تھی۔

☆...☆...☆

"ارے یار غضب ہو گیا!" دانی ہانپتا، کانپتا اور بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا، تو حاشر نے گھبرا کر پوچھا۔

"کیا ہوا...؟"

"ابے تو تو گیا... تیری ساری پلیننگ فیل! تُو تو 'تیرے نام' والا سلمان بننے والا ہے... تُو تو مجنوں بننے والا ہے... تُو تو گیا... ہر کام سے گیا... فلموں کے سارے ناکام ہیروز کی طرح تو بھی ناکام ہو کر انہی کی طرح ملنگ، پاگل ہونے والا ہے... تُو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تو گیا... ہر کام سے گیا۔" دانی باقاعدہ سر پیٹتے، سینہ کوبی کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

حاشر پریشان ہوا۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ اپنی گینگ کے ساتھ بیٹھ کر دری سے اظہارِ محبت کرنے کی تدبیر سوچنے کے بعد تیاری کر رہا تھا۔

ڈرون میں رسی کی مدد سے magnum، لال پھول اور لال رنگ کا غبارہ باندھتے، ساتھ میں گنگنا رہا تھا...

"کیا تمہیں پتا ہے اے گلشن!

میرے دلبر آنے والے ہیں...

کلیاں نہ بچھا نا راہوں میں،

ہم دل کو بچھانے والے ہیں!

ابھی تو دل بچھانے میں چند ہی لمحے باقی تھے کہ آندھی طوفان کی طرح دانی تباہی پھیلانے پہنچ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

”ہوا کیا ہے...؟“ حاشر بے تابی سے پوچھ رہا تھا۔

”بتانے سے پہلے میری زبان خاک ہو جائے... میرا وجود خاک ہو جائے... میں تباہ و برباد ہو جاؤ... میں تو نہیں بتا رہا... تم خود جا کر دیکھ لو!“ دانی نے آنکھیں جھپکاتے کہا تو وہ اس کی بات کا ادھورا مطلب سمجھ کر باہر کھڑکی سے نیچے جھانکنے لگا مگر نیچے جو نظر آیا...اسے دیکھ وہ جہاں تھا وہیں ٹھہر گیا۔

...رک گیا

...تھم گیا

اس کے بیک گراؤنڈ میں گانے کی آواز گونجنے لگی۔

”دوست، دوست نہ رہا

پیار پیار نہ رہا

زندگی ہمیں تیرا

اعتبار نہ رہا"

وہ ساکت کھڑا، پھٹی آنکھوں سے اُس منظر کو دیکھ رہا تھا... وہ منظر جو حقیقتاً بہت ہی جان لیوا تھا۔ کار پارکنگ میں پراڈو گاڑی کھڑی تھی جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر عباد بیٹھا تھا اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر نکلنے والی دری تھی جواب کورنیٹو کھاتی خوشی خوشی یہاں سے اندر کی طرف جا رہی تھی، جبکہ اُس کے دوسرے ہاتھ میں لیز، پیپسی، بسکٹس، چاکلیٹس کا شاپر بھرا ہوا تھا۔

"یہ لو اسٹوری شروع ہونے سے پہلے ہی ختم! فنش! ٹاٹا بائی بائی!" دانی اس کے ساتھ کھڑا کہہ رہا تھا، جبکہ حاشر ہوش کھوئے اُس منظر میں گم تھا۔ وہ فی الحال ایسے ہی ساکت حالت میں کھڑا رہنے والا تھا۔

ایسے موقع کیلئے ہی کیا خوب کہا ہے کسی شاعر نے...

"دل کے ٹکڑے ٹکرے کر کے

www.novelsclubb.com

مسکرا کر چل دیئے

جاتے جاتے یہ تو بتا جا

ہم جئیں گے کس کے لئے؟"

☆...☆...☆

کچھ دیر باہر سے دل بہلا کر بے بی جب واپس ڈی پی او پہنچی تو گھر میں غیر معمولی خاموشی کا راج تھا۔

سناٹا پڑا تھا۔

اوپر والے پورشن سے گھٹی گھٹی سی آوازیں سنائی پڑتی تھیں۔

وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے نظروں سے سوالوں کا تبادلہ کر رہیں تھیں، کہ... ہوا کیا ہے؟ اور ان تینوں کے انداز ایسے ہی تھے، جیسے کاندھے اچکا کر بتا رہی ہوں... ہمیں کیا پتا؟

اب عباد لاؤنج میں داخل ہوا تو ان کو یہی جم کر کھڑا دیکھ اس نے بھی کچھ غیر معمولی سا احساس محسوس کیا۔

"یہ تو اسفند بھائی کی آواز ہے۔" اوپر سے آرہی آواز پہچان کر عباد پریشانی سے اوپر بڑھا تو بے بی کو بھی احساس ہوا کہ ضرور کوئی سنجیدہ مسئلہ ہوا ہے، اور وہ بھی فکر مندی سے اوپر کو بھاگی۔

"یہ ڈی پی او کی آمد ہمیشہ تماشے کی صورت کیوں اختیار کر لیتی ہے؟" مٹھی نے چپس چباتے ہوئے غیر دلچسپی سے کہا اور وہ تینوں بھی چیزیں کھانے میں مست غیر دلچسپی سے ان سب کے ساتھ اوپر آنے لگیں۔

مینو کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا جس کے باہر سارے نامی گرامی رشتے دار کان لگائے کھڑے تھے۔

جبکہ اسفند، وحید صاحب، مینو، بجلی، صفورا، خالدہ، حمیدہ کمرے کے اندر کھڑی، غصب ناک تیور چڑھائے اسفند کو دیکھ رہی تھیں۔ غصہ تو ہر وقت اس کے

ناک پہ دھرا رہتا تھا۔

"اگر اُس گھر کو دینے سے، ہماری عزت بچتی ہے تو ٹھیک ہے... وہ گھر میں سجل کے نام کر رہا ہوں۔"

وحید صاحب کے کہنے پر مینو کی جان میں جان آئی تھی۔ اسفند نے منہ بگاڑ کر وحید صاحب کو دیکھا تھا جبکہ عباد سپاٹ انداز میں کھڑا دکھائی دیتا تھا۔ یقیناً لڑکے والوں کی ہی یہ کارستانی تھی۔

"مگر یہ آپ ٹھیک نہیں کر رہے۔ وہ لوگ اس لائق نہیں ہیں پاپا... ایک نمبر کے لالچی انسان ہیں..." اسفند نے پھر بھی یاد دہانی کروائی تو وحید صاحب نے سرد انداز میں اسے دیکھتے کہا۔

"تم بھلے ہی ڈی پی او ہو گے، اور تم نے معاملات مار دھاڑ کر کے نبٹائے ہوں گے مگر رشتوں کے معاملات زور زبردستی سے حل نہیں ہوتے... اس میں کچھ لینا تو کچھ دینا بھی پڑتا ہے۔"

"آپ بس اور دیر نہ کریں...ابھی ان کو فون کر کے کہیں کہ وہ گھر ہم سجل کے نام کر رہے ہیں۔" مینو نے کہا تھا کہ دن سر پہ پہنچ چکا تھا اور تیاریاں کچھ بھی شروع نہ ہوئیں تھیں۔

"پر مام! آپ لوگ اتنا ہلڑ کیوں مچا رہے ہیں؟" اسفند کی سمجھ سے باہر تھا کہ آخر ان کے ماں باپ کیوں ان لالچی لوگوں کی بے جا ضدیں پوری کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

"کیونکہ معاشرے میں سب کو منہ مجھے دکھانا ہوتا ہے بیٹا!" وحید صاحب گرجتے ہوئے بولے۔ "میرے سارے دوست، سیاست سے تعلق رکھنے والے احباب، یہ بھرا پڑا خاندان سب مہندی کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں...، اگر مہندی کے فنکشن پہ لڑکے والے ہی نہ آئے تو ان سب لوگوں کو ہم کیا منہ دکھائیں گے؟ کیا عزت رہ جائے گی ہماری سب کی نظروں میں...؟"

"ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" مینو نے حامی بھری۔ "اس نئی نسل کو لگتا ہے کہ

دنیا کو ٹھوکر پہ رکھنے سے ہم بڑا کوئی مہان کام کریں گے مگر حقیقت یہی ہے کہ معاشرے ایسے نہیں چلتے۔ معاشرے، ویسے ہی رہتے ہیں جیسے لوگ رہتے ہیں۔ جب تک لوگ نہیں بدلیں گے معاشرے نہیں بدلیں گے۔" مینو نے موبائل وحید صاحب کی طرف بڑھایا۔ "یہ لیں کریں بات!"

اسفند کا یہاں مزید رکنا محال تھا اس لئے وہ واک آؤٹ کر گیا۔

وحید صاحب نے اسی وقت لڑکے والوں کو کال ملائی تھی۔

"دیکھیں وحید صاحب! ہم آپ کی عزت کی پرواہ کرتے ہیں، اس لئے ہم بار بار آپ لوگوں کی طرف سے کی گئی غلطیاں معاف کر دیتے ہیں، اور اللہ بھی معاف کرنے والے کو پسند کرتا ہے... مگر صبح جو آپ کا وہ نکچڑا بیٹا ہمیں باتیں سنا کر گیا ہے، سچی بات ہے ہماری بیگم کا دل آپ لوگوں سے بہت متنفر ہو گیا ہے... اب وہی کوئی فیصلہ کریں تو ہم آئیں گے۔" وہاں سے لڑکے کا باپ کہہ رہا تھا۔ اب لڑکے کی ماں اپنی فرمائش ریکارڈ کروا رہی تھی۔

”دیکھیں بھائی صاحب...آپ کے بیٹے نے ہمارے ساتھ بہت بد تمیزی کی ہے۔ہو گا وہ پولیس میں مگر ہماری بھی کوئی عزت ہے...وہ آئے...گھر کے کاغذات دے جائے اور معافی مانگ لے تو ہم شام کو آجائیں گے...ورنہ ہماری طرف سے یہ رشتہ ختم ہی سمجھیں۔“

ٹون...ٹون...ٹون...اس پار سے سنائی دے رہا تھا۔

اب تمام لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے تھے جبکہ مینو کا پورا وجود پتھرا کر اب ٹوٹنے کی کگار پر کھڑا تھا۔

☆...☆...☆

”ہینڈ فری ہوں گے...؟ تھوڑی دیر کیلئے دے دو...بے چارا بچہ رو رہا ہے۔
“

وہ سب پہلے ہی پریشان سی بیٹھی تھیں کہ اصغری دروازے پر کھڑی مزید

پریشان کرنے آگئی تھی۔ بے بی اس وقت کچھ اور نہیں سوچنا چاہتی تھی اس لئے اس نے روحی کو ہینڈ فری دینے کا اشارہ کیا۔

اشارہ ملنے پر منہ بناتی روحی نے ٹیبل پر رکھی ہینڈ فری اٹھا کر اصغری کو تھمائی تو وہ دروازے سے مڑ گئی۔

"اس نے تو ہمارے کمرے کو ٹک شاپ ہی سمجھ لیا ہے... جب دیکھو کچھ نہ کچھ لینے کیلئے ادھر آجاتی ہے۔" مٹھی نے تپ کر کہا۔

صفورا نے ٹوکا۔ "اونہو! غریب ہے بے چاری۔"

"میرے ڈھائی سو روپے کے ہینڈ فری واپس دے گی بھی کہ نہیں...؟"

روحی تڑپی۔

"اونہو... اب واپس لا کر بھی دیں تو مت لینا... اس بچے کے کان والی گندی ہینڈ فری کیا اب تم اپنے کان میں ڈالو گی؟" بے بی نے گھور کر روحی کو پہلے ہی لینے

سے منع کر دیا۔" ہر گز نہیں۔ ملک میں طرح طرح کی اتنی ساری بیماریاں نکلی ہوئی ہیں تمہیں پتا بھی ہے۔"

"کیا ہے...؟ دھولوں گی ناں... ڈٹول سے جو مارے 99.9٪ جراثیم... "روحی منمنائی۔

"کہاناں نہیں..." بے بی نے ڈانٹا تو وہ منہ بسور کر بیٹھ گئی۔

"اتنے مسئلے چل رہے ہیں ادھر اور ان لڑکیوں کے اپنے مسئلے ختم نہیں ہو رہے۔" صفورا بیگم نے تپ کر روحی کو دیکھتے کہا۔"... ویسے میں سوچتی تھی کہ وحید صاحب اتنے امیر ہیں... اتنے سال کیا تو چین و سکون کی زندگی انہوں نے گزاری ہو گی مگر ناں... امیر ہو چاہے غریب... ہر گھر کے اپنے اپنے مسئلے تو ہوتے ہی ہوتے ہیں۔" صفورا بیگم نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تو دری نے بھی اپنا حصہ ڈالنا مناسب سمجھا۔

"کرن جوہر کے سنسکاری پریوار بھی تو کتنے امیر ہوتے ہیں مگر دیکھ لیں مسئلے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ان کے بھی ہوتے ہیں۔"

"اللہ اکبر!"صفورا بیگم نے گھور کر اسے دیکھا تو دری نے ادھر ادھر دیکھتے کہا۔

"کیا کچھ غلط کہا؟"

"غلط باتیں تو اصغری اور مہتاب کر رہیں تھیں۔"خالدہ بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے ذکر چھیڑا تو روحی نے بھی جتایا۔

"ہاں چھوٹی بھابھی... کر تو وہ بھی غلط باتیں رہیں تھیں۔"

"کیا تم نے بھی سنیں؟"روحی کی بات پر چونک کر خالدہ بیگم نے پوچھا تو روحی نے کہا۔

"کلموہی... جنم جلی...ایڈیٹ...اسٹوپڈ... تیری ماں کی...والی گالیاں دے رہی تھی اپنی بہوؤں کو...!توبہ توبہ!"روحی نے بتایا تو خالدہ بیگم نے بھنا کر

اسے دیکھتے کہا۔

"بہوؤں کی برائیاں کرنا کوئی غلط بات نہیں ہوتی... دوسروں کی بیٹیوں کو برا بھلا کہنا غلط بات ہوتی ہے۔"

"کیا سجل کے بارے میں بکواس کر رہیں تھیں؟" بے بی نے معاملہ سمجھ کر پوچھا تو خالدہ نے سر اثبات میں ہلا یا۔

"اتنی بکواسیات کی، مجھے تو کہتے ہوئے شرم آرہی ہے کہ کوئی بنا سوچے سمجھے اتنی بڑی باتیں کر کیسے لیتا ہے؟"

"یہ اچھی بات نہیں ہے۔" بے بی کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا۔ سنا تو اس نے بھی تھا کچھ رشتے داروں کو جو کہہ رہے تھے کہ یہ شادی ہوتی دکھ نہیں رہی... ضرور یہ لڑکی منحوس ہے... تبھی تو اس کا پیر لنگڑاتا ہے... جیسے ڈائنوں کے پیر ہوتے ہیں... ضرور سجل کی ذات میں کوئی گڑبڑ ہے مگر بے بی نے سوچا... یہ تو جاہل لوگوں کی باتیں ہیں مگر مہتاب جو کراچی میں رہتی تھی، پڑھی

لکھی بھی تھی... مگر ایسی باتیں اس کے منہ سے سن کر بے بی کو واقعی پریشانی ہوئی۔

''ہم کسی کی پریشانی میں ان کے ساتھ کھڑے نہیں ہو سکتے تو کم از کم ہمیں ان کے بارے میں الٹے سیدھے کمینٹس کرنے سے پہلے سوچنا چاہیئے۔'' بے بی نے کہا تھا۔

''ہاں دیکھو تو... وحید صاحب الگ پریشان بیٹھے ہوئے ہیں کہ اسفند لڑکے والوں سے معافی مانگنے نہیں جا رہا... پھر مینو الگ اپنے کمرے میں قید لگی پڑی ہے۔ سب مہمان باہر بیٹھے دوپہر کے کھانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ ذرا اندازہ نہیں کہ گھر میں کیا مسئلے درپیش ہیں الٹا بیٹھ کر نا جانے کیسی الٹی سیدھی باتیں اور اول فول قسم کی بکواسیات کر رہے ہیں۔''

''چلو پھر اٹھو... ان سب کے منہ بند کرتے ہیں۔'' بے بی عزم سے کہتے ہوئے اٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

"قریشیز تو جب دیکھو کچن میں گھسی کچھ نہ کچھ بنا رہیں ہوتی ہیں..." حاشر کے کمرے میں بیٹھا عباد سلگ رہا تھا۔

"کون کیا بنا رہا تھا؟" حاشر نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔

"وہی بے بی اور روحانے۔" اس نے چڑ کر جواب دیا تو حاشر ڈھیلا پڑا۔

"روحانے... تمہیں کچن میں نہیں جانا چاہئے تھا... اسے بھیجو ناں... اپنی اس دری کو۔ تاکہ عباد دری سے متنفر ہو..." حاشر تصور میں روحانے سے مخاطب ہوا۔ اس کے عجیب سے تاثرات دیکھ عباد اسے گھورنے لگا اور بولا۔

"مجھ سے تو اب ایک دن اور برداشت نہیں ہو گا یہ سب..."

"گزر جائیں گے یہ دن بھی پارٹنر..." حاشر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے کہا۔ پھر رازداری سے اس کے کان کے قریب آ کر پوچھنے لگا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ویسے تم نے کیا سوچا اس کے بارے میں...؟"

"کس کے بارے میں؟" عباد حیران ہوا۔

"اب مجھ سے بھی چھپاؤ گے کیا؟" حاشر نے اٹھلاتے ہوئے پوچھا تھا، مگر عباد ناسمجھی سے بولا۔

"واقعی مجھے نہیں پتا کہ تم کس بارے میں پوچھ رہے ہو۔"

"وہی... جو چاچی نے اس دن کہا تھا... کہ کوئی لڑکی دیکھنا خاندان میں ...پسند آئے تو بتانا... تو تمہیں کوئی پسند آئی؟" وہ یاددہانی کرواتے بولا۔

"اچھا وہ بات..." عباد کو جھماکے کی طرح وہ قصہ یاد آیا۔ "...مگر وہ مام نے میرے لئے نہیں اسفند بھائی کیلئے کہی تھی۔" عباد نے بے پرواہی سے کہا تو حیران ہونے کی باری اب حاشر کی تھی۔

"کیا...؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں...امی نے سارے خاندان کو اسی لئے بلایا ہے...بلکہ مجھے تو لگتا ہے وہ قریشیز میں سے کسی کو پسند بھی کر چکے ہیں۔"عباد نے اسفند کے بدلے انداز بھانپ لئے تھے مگر حاشر کے اوپر تو دھڑ دھڑ ٹرین گزر گئی۔

"اومائے گاڈ..."وہ سرپیٹتا باہر بھاگا تھا اور عباد اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"اب اس کو کیا ہو گیا...؟"وہ سر جھٹک کر کچن کے جانب جانے لگا۔

☆...☆...☆

اللہ نے ہر انسان کو اس کا چہرہ بہت منفرد دیا ہے مگر...اس وقت ان سب نے ایک ہی جیسی شکل بنائی ہوئی تھی۔

"اور تبدیلی گلے پڑگئی..."صفورا بڑا سا چاقو ہاتھ میں لئے، ڈھیر سارے لہسن ادرک کو کاٹنے میں مصروف منہ لٹکا کر کہہ رہی تھی۔سب کی حالت اس سے ملتی جلتی تھی۔سب کے منہ ایسے ہی لٹکے ہوئے تھے۔روحی پیاز چھیلتے ہوئے

www.novelsclubb.com

تقریباً گا رہی تھی۔ مٹھی آلو چھیل رہی تھی، خالدہ آلو کے حصے کر رہی تھی جبکہ دری دھنیا پودینہ ہری مرچ کتر رہی تھی۔ ایک بے بی تھی جو مرغی کو صاف کرتے ہوئے پر سکون دکھائی دیتی تھی۔ اس کے چہرے پہ عجیب سے سکون کا سا احساس نمایاں نظر آرہا تھا۔

"یہ بھی تو تبدیلی ہی ہے... ہم سب مل کر بریانی بنا رہے ہیں۔ یاد ہے نوجوانی کے وہ دن... ہم سب کیسے صحن میں بیٹھ کر دیگ تیار کرتے تھے، سب لوگ مل کر کام کرتے تھے" بے بی بولی۔

"بس دور کے ڈھول سہانے..." سب سے زیادہ خوشی خالدہ کو یہاں آنے کی تھی مگر اب وہ موڈ خراب کر کے کہہ رہی تھی۔ "کیا سوچا تھا... سرکاری گھر، نوکر چاکر... ایس ڈی ایم کا گھر... مزے سے بیٹھیں گے، کھائیں گے پئیں گے پر وہی حالت... یہ گھر بھی ہم سے بہتر نہیں ہے۔ دیگ ہی بنوا لیتے باہر... ایک ہی کافی تھی۔" خالدہ بیگم مزید بولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اپنے ہاتھ کی بریانی کی بات ہی اور ہے۔" بے بی نے مرغی کی ٹانگ لہرا کے کہا۔

"تم اپنی بریانی کی بات نہ ہی کرو بے بی! یا تو کچی... یا تو بھت!" صفورا نے آئینہ دکھایا۔

"ویسے مزے کی ہوتی ہے بے بی کی تیز مصالحے والی بریانی... جس میں کڑک کڑک پیاز ڈلی ہوتی ہے... اف مزہ ہی آجاتا ہے۔" روحی نے چٹخارہ بھرا تو عباد اندر آتے آتے رکا۔ (روحی کو کھانے کے علاوہ کچھ آتا بھی ہے؟)

"پیاز تو کاٹے نہیں جا رہے ہیں تم سے... ذرے سے کاٹ ہیں ابھی تک، ان میں سے تو نہیں نکلے گے وہ کڑک کڑک پیاز!" صفوا بیگم نے کہا تو روحی نے منہ بنایا تھا۔

"اور چھوٹی بھابھی کا رائتہ!" اب مٹھی بولی تھی۔

"کوئی دہی وہی نہیں ہے۔" خالدہ نے پہلے ہی خبر دار کیا۔

"دہی ہے۔" عباد اندر آتے بولا تو چونک کر سب اس کے جانب دیکھنے لگے۔

"چاہئے...؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"ہاں دے دو... سالن میں بھی ڈالنی پڑے گی۔" بے بی نے کہا۔

"جی یہ ہے دہی۔" اس نے ایک کونے میں رکھی مٹی کی پرات سے کپڑا ہٹا کر دکھایا۔

"ارے خود جماتے ہو دہی؟" صفورا بیگم پوچھنے لگی۔

"جی!" عباد نے پرات اٹھا کر بے بی کے سامنے رکھی۔

"لسی بھی بنا لوں؟" روحی نے کہا تو عباد اسے دیکھنے لگا۔ (پھر کھانے کی بات... کھا پی کر پھٹ ہی نہ جائے۔)

"عباد! کیا باہر کا سیٹ اپ کر سکتے ہیں؟" وہ خیال جھٹک کر بے بی کی طرف

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دیکھتے پوچھنے لگا۔

”کیا مطلب...؟“

”مطلب کوئی بڑا چولہا ہے...اور دیگھ وغیرہ... کھانے کی تیاری مکمل ہو گئی ہے مگر یہاں بہت گند ہو گا... دھواں بھی... تو کیا ہم باہر...“

”او اچھا اچھا... ہاں ہاں... ہو جائے گا مگر آپ تکلیف نہ کریں... میں نائی کو بلوا لیتا ہوں۔“ عباد نے کہا۔

”نہیں رہنے دو... ہم ہیں ناں... تم بس باہر کا سیٹ اپ لگوا دو۔“

”او کے!“ عباد انتظام کرنے کیلئے مڑ کر باہر جانے لگا۔

”سب لڑکوں میں سب سے سمجھدار یہی لڑکا ہے۔“ صفورا بیگم نے کہا تو خالدہ بیگم نے عباد کی پشت کو دیکھا۔

”اس گھر میں سب سے اپنا اپنا مجھے یہی لگتا ہے۔“

دری نے عجیب سے انداز میں چھوٹی بھابھی کو دیکھا۔ ”کہیں یہ ہم میں سے کسی کو حلال کرنے کے درپے تو نہیں؟“ دری کو حاشر کی کہی اس دن کی بات یاد آئی... کیسے مینو لڑکیاں ڈھونڈ رہی ہے اپنے بیٹوں کیلیئے... یقیناً ہم تینوں کو کوئی نہ کوئی ایسا کارنامہ انجام دینا پڑے گا کہ مینو ہم پہ اپنی نگاہ التفات ڈالنے کا خیال بھی نہ لا سکے۔

ہاں اب اسی پہ وہ سوچ رہی تھی۔

☆...☆...☆

”نہ جانے کس کی نظر لگ گئی ہے میرے گھر کو۔ ایک کے بعد ایک مصیبت دوڑے چلی آ رہی ہے۔“

مینو مضمحل سے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔

اندر ایک عجب انتشار تھا۔ کچھ بھی اپنی جگہ نہ تھا۔ بہت دگرگوں سی حالت

میں وہ پینڈولم کی طرح یہاں سے وہاں گھوم گھوم کر تھک گئی تو اپنے کمرے کی کھڑکی میں آکر رکی۔ غصہ جو سر پہ سوار تھا... نیچے کے منظر کو دیکھ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ کا برا سے برا موڈ...، ایک ایسے منظر کو دیکھ کر اچھا ہو جاتا ہے، جو آپ کو خوش گوار دنوں میں دھکیل لیتا ہے... وہ منظر ایسا ہی تھا۔

کھلے آسمان تلے ایک بڑا سا آنگن، جہاں ایک چہل پہل تھی... آوازوں پہ آوازیں... کوئی چھری پکڑے کچھ کاٹنے میں مصروف تھا تو کوئی حمام دستہ میں کچھ کوٹنے میں مصروف دکھائی دیتا تھا۔ کوئی چاول سے کنکریاں صاف کر رہا تھا تو کوئی سل بٹے پہ پودینے، مرچ کی چٹنی بنانے میں مشغول دکھائی دیتا تھا۔ ایک ہنستا بستا ماحول جہاں سب میں اتحاد تھا... اپنائیت تھی... کوئی بغض نہیں، کوئی لالچ نہیں... کوئی بدگمانی کوئی مستقبل کے خوف نہ تھے، بس ایک دلی سکون تھا... منفی

احساسات سے کوسوں دور...

آج بھی ویسا ہی منظر نیچے تھا...

ایک تھکی ہوئی مسکراہٹ بے دم ہی اس کے لبوں پہ آ ٹھہری تھی، جس کا احساس تک اسے نہ ہوا تھا۔ وہ تو خود سے بالکل بے نیاز ہو کر نیچے دیکھ رہی تھی جہاں ایک چولہے پر بڑا سا دیگھ رکھا ہوا تھا، جس میں تیل گرم ہو رہا تھا۔ بے بی نے کٹے ہوئے پیاز کا پورا ڈونگا تیل میں ڈالا تو گرم تیل کی چھینٹیں اڑنے لگیں۔ بڑا سا کفگیر صفورا بیگم نے تھاما ہوا تھا جو اب پیاز کو بھننے میں لگی تھی۔

اس کو یوں ٹکٹکی باندھے دیکھتے اسے پتا نہیں کتنی دیر ہو گئی جب وحید صاحب اس کے کمرے میں داخل ہوئے۔ اسے یوں مبہوت سا کسی طرف کو دیکھتے پایا تو اپنے قدم اٹھاتے وہ مینو کے عقب سے، اس کی نظر کے تعاقب میں نیچے دیکھنے لگے۔ معاملہ سمجھ آیا تو بے اختیار بولے۔

"اب سمجھ آیا..." کسی کی آواز پر اس کا ارتکاز ٹوٹا اور گھبرا کر وہ مڑی۔ وحید

صاحب کو دیکھ اس کی جان میں جان آئی۔ سنبھل کر بولی۔

"کیا سمجھ آیا؟"

"یہی کہ تمہارے کہنے کے باوجود بے بی کیسے دھڑلے سے سارے گھر کے معاملات میں مداخلت کر رہی ہے۔" بہت سنجیدگی سے وہ بولے۔ مینو گڑبڑائی۔

"صبح والی بات ان کو کس نے بتائی؟" وہ لب کاٹتی بیڈ کی طرف مڑتے بولتے۔ "جو بھی کرے میری بلا سے!"

"تمہاری بلا سے نہیں بیگم!" وحید صاحب کی آواز میں کچھ تھا، جو مینو کے پیر زمین نے کھینچ کر روکے۔ وہ چور نگاہوں سے اپنے مجازی خدا کو دیکھنے لگی۔ "وہ دوستی کی وجہ سے یہ سب کر رہی ہے۔ تمہاری وجہ سے یہ سب کر رہی ہے۔"

اسے لگا، اس کی ذات کو کسی نے حقیقت کا تھپڑ رسید کیا ہو۔

"میری اور اس کی دوستی کو ختم ہوئے سال گزر چکے وحید صاحب!" وہ

کمزور سی آواز میں بولی۔

"غلط !" ان کا انداز ویسا ہی تھا۔ "تم نے دوستی بھلے ختم کی ہو مگر اس نے کبھی دوستی نہیں توڑی تھی۔"

"ہاں ہاں... میں ہی بری ہوں... مجھے ہی دوستی نبھانے نہیں آئی..." جب اس کے پاس کوئی جواب نہ ہوتا تو وہ یونہی خود کو الزام دیتی تھی کہ کوئی اور اسے الزام نہ دے سکے۔ مینو کی اس عادت سے وحید صاحب بخوبی واقف تھے۔ "مگر آپ کو یاد نہیں... اس نے کیا کیا تھا آپ کے ساتھ...؟"

"اس نے تو جو کیا سو کیا... تم نے کیا کیا تھا؟" وحید صاحب نے براہ راست کبھی اس سے ایسے سوال نہ کیا تھا۔ وہ ہقا بقا رہ گئی۔

"تو سالوں پرانی محبت اچانک بیدار ہو گئی ہے؟" بجائے شرمندہ ہونے کے مینو نے رعب جھاڑا۔

”ارے رہنے دو بیگم... میری محبت جاگنی ہوتی تو بہت پہلی جاگ گئی ہوتی... بہت پہلے ہی تمہاری جگہ وہ آچکی ہوتی... مگر تم نے کبھی نہ مجھے سمجھا... نہ اس کو... جو تمہیں آج بھی اپنی اچھی سہیلی سمجھتی ہے... اور تم سمجھتی ہو اسے ایک رقیب!“

وحید صاحب کی باتوں پر وہ پگھلنے لگی تھی۔

موم در موم کا ڈھیر بننے لگی۔

”ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی بے بی میرے پاس آئی تھی، اس نے بتایا کہ لوگ کیسی کیسی باتیں کر رہے ہیں، کیسے فی الحال اپنا مان بچانا ہے اور سب مہمانوں کو احساس دلانا ہے کہ سب ٹھیک ہے... ورنہ سجل کا مذاق بن جائے گا... اس لئے میں تمہیں لینے آیا ہوں... آؤ نیچے چلو اور سب کو دکھاؤ کہ سب ٹھیک ہے...“

”بھلے کچھ ٹھیک نہ ہو!“ مینو نے جانچتے ہوئے کہا۔

"ہاں بھلے ہی کچھ ٹھیک نہ ہو... مگر لوگوں پر یہ ظاہر کرنا کہ 'سب ٹھیک ہے' سے بہت ساری پریشانوں کے سر کٹ جاتے ہیں۔" وہ فاصلے پر کھڑی تھی۔ وحید صاحب نے مینو کی طرف قدم بڑھائے۔

ایک: "تم سمجھ رہی ہو؟"

دوسرا: "نہیں..."

تیسرا: "مگر تمہیں سمجھنا ہوگا۔"

چوتھا: "بے بی کیلئے؟"

پانچواں: "سجل کیلئے۔"

چھٹے قدم تک وحید صاحب اس کے پاس آ چکے تھے۔

"ٹھیک ہے!"

اس نے رضامندی دی۔ "لوگوں کے منہ ذرا بند ہو جائیں... پھر ہم مہندی

کی تیاریاں کریں گے، بے بی نے اسفند کو معافی مانگنے پر منالیا ہے، وہ لڑکے والوں کو جیسے تیسے لے آئے گا... اس لئے پریشان نہ ہو اور گھر کے نظام کو درست کرنے کی کوشش کرو... تم لڑکی کی ماں ہو... تمہیں پیش پیش ہونا چاہئے۔" وحید صاحب سمجھاتے ہوئے بولے تو مینو نے سر اٹھا کر ان کی آنکھوں میں دیکھا۔

"ٹھیک ہے... میری بیٹی کیلئے جو بہتر ہے، میں وہی کروں گی۔ ویسے یہ سب کہنے کیلئے بھی بے بی نے بھیجا ہے؟" سوال میں خفگی کا رنگ نمایاں تھا۔

"ظاہر ہے نہیں۔" وہ منہ پہ جھوٹ پتا نہیں کیسے بول گئے، مینو سمجھ کر بولی۔

"وہ میری دوست ہے... اور اپنی دوست کو میں آپ سے زیادہ جانتی ہوں۔
"

☆...☆...☆

کہتے ہیں جب محبت ہو جاتی ہے تو آسمان پہ چاند کچھ زیادہ ہی بڑا ہو جاتا ہے۔

تارے مزید روشن ہو کر جگمگ کرنے لگتے ہیں۔

فرش پر نرم ملائم ریڈ کارپیٹ بچھ جاتا ہے۔

ہر طرف پھول ہی پھول کھل جاتے ہیں۔

مدھم مدھم ہوا چلنے لگتی ہے۔

ہلکی سی خوشبو ہر سو بکھر جاتی ہے۔

بیک گراؤنڈ میں میوزک محسوس ہونے لگتا ہے۔

www.novelsclubb.com

ایسی باتیں اکثر و بیشتر ہم سب نے فلموں، ڈراموں میں سنی یا دیکھی ہو گی... اس نے یہ سب سنا اور دیکھا تھا لیکن جب حقیقت میں اسے بھی پیار ہوا، تب اسے پتا چلا کہ یہ سب باتیں کہیں نہ کہیں ٹھیک ہی تھیں۔

اس وقت حاشر کو اپنے سامنے سیڑھیوں پر بیٹھی دری دکھائی دی جو چاولوں کا

پہاڑ بنائے، اس پہ ڈھیر سارا رائتہ ڈال کر اس کو کھانے میں مست دکھائی دیتی تھی۔ چاول تو وہ بھی بڑی لطافت کے ساتھ کھا رہا تھا مگر نظریں تھیں کہ بے باکی سے اس حسین چہرے پہ آ آ کر ٹھہرتی تھیں جو اس کی موجودگی سے یکسر بے نیاز، لاتعلق تھی۔ دری کو تو اس وقت اس سینے کے پیس میں زیادہ دلچسپی تھی جس کے ریشے ریشے کو توڑ توڑ کر وہ چاولوں پر رکھتی جا رہی تھی مگر شاید وہ حاشر کی نگاہوں سے ڈسٹرب ہوئی تھی تو اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ ایک سیڑھی چڑھ کر پھر اسی پہ جگہ بنا کر بیٹھ گئی۔ تسلی تھی کہ وہ اب اسے نظر نہیں آ رہی ہو گی تبھی ایک بار پھر چاولوں پر جھک کر وہ مزے سے نوالے بنا بنا کر کھانے لگی پر پھر تبھی اس نے حاشر کی جانب دیکھا۔ وہ تو اب بھی اسے دیکھ رہا تھا اور وہ اب بھی پوری کی پوری اسے دکھائی دے رہی تھی۔ صحیح بات ہے... وہ اپنی بے وقوفی کے پیش نظر صرف ایک سیڑھی ہی چڑھ کر سمجھ رہی تھی کہ وہ چھپ گئی۔ یہ بات حاشر سمجھ کر ہنسا تھا، اور دری نے ناک چڑھایا۔

"چھچھورا کہیں کا...!"

سب ملازم مہمان خانے میں بڑے بڑے ٹرے لئے جا رہے تھے، جہاں دور پرے سے آئے تمام مہمان موجود تھے۔ جبکہ قریبی خاندان کے سب لوگ ہی تقریباً بڑے سے لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وحید صاحب، ناشاد صاحب، روشن صاحب (بجلی کے شوہر!)، شاہزاد صاحب، مختیار بھائی، نوید صاحب، عبدالحمید صاحب (فضیلہ بیگم کے شوہر) اور چند اور مرد بارہ Seatterڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے چاول کھا رہے تھے جبکہ بہت ساری عورتیں جن میں مینو، بے بی، بجلی، فضیلہ، خالدہ، صفورا اور ناہید باجی پلاسٹک کی کرسیوں پر بیٹھی تھی۔ اصغری اور مہتاب جیسی باقی تمام عورتوں کے ساتھ ساتھ، نوجوان لڑکیاں اور لڑکے بڑے بڑے دستر خواں فرش پر بچھا کر اس پہ بیٹھ گئے تھے۔ کچھ پلیٹس پکڑے کھڑے تھے تو کچھ سیڑھیوں پر قبضہ کئے بیٹھے تھے۔ مطلب جس کو جہاں جگہ ملی، چوں چرا کئے بغیر بس بیٹھ گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

ذرا ذرا سے فاصلے پر بیٹھے چاول کھانے میں مصروف، وہ سب اس مکمل منظر کی تصویر کا ایک رنگ بن کر ابھر رہے تھے۔

وحید صاحب بڑی دلچسپی سے سب کو اکھٹا دیکھ کر سوچ رہے تھے۔ بے بی نے سالوں پرانا وہ منظر آج زندہ کر دیا تھا کہ جس کی تصویر دھندلی ہو گئی تھی۔ وقت کی گرد میں... رشتوں کی جدائی میں... ایک مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ وہ چاول کھانے لگے۔ بجلی بھڑ بھڑ کر جلتی، اسفند کو دیکھ رہی تھی جو بڑی جذب سے مٹھی کو دیکھنے میں مست تھا۔

مٹھی اور روحی سیڑھیوں پہ ساتھ ساتھ بیٹھیں تھیں۔ روحی اپنے حصے کی بوٹی کھا چکی تھی، اب وہ بڑی ہی للچائی نظروں سے مٹھی کے چاولوں کے ساتھ پڑی بوٹی کو چیل کی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ مٹھی کو ایک مکھی نے صحیح تنگ کر رکھا تھا۔ مکھی کو ہٹانے کے چکر میں اس کی نظر پلیٹ سے بھٹک کر ہوا کے کسی حصے میں گئی تو بڑی ہی پھرتی سے روحی نے اس بوٹی کو اٹھا کر اپنی پلیٹ میں ڈالا اور بے نیاز ہو

کر چپ چاپ کھانے لگی۔ مکھی گئی تو مٹھی نے اپنی پلیٹ کو دیکھا۔ کچھ غائب غائب سا محسوس ہوا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا... جیسے وہ غائب شدہ چیز ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہو... مگر پھر اس نے کاندھے اچکا کر واپس چاول کھانا شروع کئے اور فاصلے پہ کھڑا اسفند اس کے انداز پہ مسکراتا اب اپنی نظریں پھیر تا زیر لب بڑبڑایا۔

''کیا لڑکی ہے۔''

''واقعی کیا لڑکی ہے۔'' عباد نے بھی افسوس سے روحی کو دیکھ کر سوچا تھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ ہی کھڑے ہوئے تھے۔ (دوسروں کے پلیٹ سے بوٹیاں چرا کر کھانے والی! تف ہے بھئی۔)

دری، حاشر سے پریشان ہو کر منہ موڑ کر بیٹھ گئی تو اس نے دیکھا... عباد، روحی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

''اب یہ روحی کو کیوں دیکھ رہا ہے؟'' فوراً سے خطرے کا سائرن بجا۔

نہیں!

☆...☆...☆

"آآآآ..."

اچانک اسے پتا نہیں کیسے دھکا لگا تھا۔

وہ لڑکھڑا کر گرتے گرتے بچی... مگر پھر بچتے بچتے وہ سامنے سے آتے وجود سے جا ٹکرائی اور پھر دھڑام!

اس کا سر زمین پہ جا کر لگا۔ بیک گراؤنڈ میں دھڑادھڑ کوئی شور اٹھا... اسے کچھ سمجھ نہ آیا تھا۔ وہ نا سمجھی سے اٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی تو آنکھوں کے سامنے ناچنے والا منظر بہت عجیب تھا۔

اتنا عجیب کہ اس کی آنکھیں پھٹی کہ پھٹی رہ گئیں۔

سارے رشتے دار منہ پھاڑے سب دیکھتے رہے۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا... کہ کسی کو کچھ سمجھ ہی نہ آیا... کہ ہو کیا رہا ہے؟ یہ سین بالکل اسٹار پلس والا سین تھا... مضحکہ خیز!

چلو اس پورے سین کا ایک detail Analysis کرتے ہیں بالکل منصور علی خان کے جیسے...!

کھانے سے فارغ ہو کر روحی اٹھی تو دری نے پھرتی سے اس کے سامنے پیر کیا کہ روحی لڑکھڑا کر گرے مگر روحی کو گرانے کا پلان اس وقت فلاپ ہوا جب وہ گزر گئی اور دری نے پیر سامنے کیا اور روحی کے پیچھے سے آتی مٹھی لڑکھڑا کر روحی کو دھکا دیتی نیچے جا گری۔

روحی سامنے کھڑے عباد سے جا کر لگی۔

سب اس طرف متوجہ ہوئے...

شور پر بجلی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی تو وہاں سے گزرتے ملازم کا ٹرے چھوٹ

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر بجلی پر گرا۔چاولوں سے نہا کر بجلی چیختی آ کر اصغری کے گود میں آ کر بیٹھی۔

اڑتے چاولوں سے بچنے کے چکر میں مینو گھبرا کر کرسی کے ساتھ پیچھے کو لڑکتے ہوئے گری اور بے بی اس کو بچاتے بچاتے خود بھی گری۔

شانزے جو پانی دینے کیلئے اتنے گلاس بھر کر لا رہی تھی، بے بی کے گرنے پر وہ بھی خود کو نہ سنبھال پانے کے چکر میں گری اور ٹھڑ ٹھڑ ٹھڑ سارے گلاس پاش پاش ہوئے۔

"آئے ہائے مان کتھے پھنجو متھو پھاڑیاں؟" مینو حسب معمول مکالمہ ادا کرتی سر پیٹتی، شانزے کو جھٹکے سے دور کر رہی تھی۔

عباد، روحی کی چھوٹی سی مگر بہت خوبصورت اور سیاہ آنکھوں کی گہرائی میں ڈوبا ہوا تھا۔روحی جھٹ سے ہوش کی دنیا میں آئی اور عباد کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر جلدی سے الگ ہوئی اور گھبرا کر کمرے کی طرف بھاگی۔

www.novelsclubb.com

اتنی تباہی مچا کر مٹھی تو کب کی اندر بھاگ لی تھی۔

”آئے ہائے بے بی! تُو تو گر گئی۔“

مینو اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی اور ٹوٹے کانچ سے بچتے بچاتے وہ بے بی کو اٹھانے میں مدد کرنے لگی۔ ”چوٹ تو نہیں لگی...؟“ اسے اٹھا کر کپڑے جھاڑتی پوچھنے لگی۔ اس کی آواز میں فکر تھی جو بے بی کے علاوہ وحید صاحب نے بھی محسوس کی۔ وہ آخر بچپن کی سہیلیاں تھیں۔ اتنے سال ایک ساتھ گزارے تھے۔ بیچ میں ان گنت سال کی دوری آ گئی تھی پر اب ملیں تھیں تو چاہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کو نظرانداز نہیں کر پا رہیں تھیں۔

بے بی نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ہنس پڑی۔ اسے ہنستا دیکھ مینو بھی ہنس پڑی۔

سالوں پہلے وہ دونوں ایسے ہی تھوڑی تھوڑی بات پر ہنستی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"تم تو کہتی تھی... کبھی نہیں گرو گی تو آج کیسے گر پڑی؟" مینو نے نا جانے کسی موڈ میں اس سے پوچھا۔

"اگر اسی طرح گرنے سے ہم پھر ایسے ہنس سکتے ہیں تو ایک بار نہیں سو بار نہیں ہزار بار گر سکتی ہوں۔" بے بی کی بات پہ مینو کو احساس ہوا... اتنی بے تکلفی اچھی نہیں۔ وہ سنبھل کر پوچھنے لگی۔

"لگی تو نہیں...؟" اب آواز میں سرد پن امڈ آیا تھا... نقلی پن۔

"پوچھنے کا شکریہ..." بے بی سب کی نظروں کا مرکز بن کر جھجکتے ہوئے کمرے میں جانے لگی۔

☆...☆...☆

"مٹھی تم باز آجاؤ اپنی حرکتوں سے!"

بے بی نے مٹھی کو گھورا تو مٹھی تلملا کر بولی۔ "میری کوئی غلطی نہیں ہے

بے بی! وہ تو مجھے..."

"...ہاں تمہیں تو جھٹکا لگا اور تم گر گئی..." صفورا بیگم نے بات کاٹتے کہا تو منٹھی نے اثبات میں سر ہلایا۔ کہہ تو ٹھیک رہی تھی مگر کون یقین کرتا۔

"اچھا خاصا خوش گوار ماحول لگا ہوا تھا کہ بدمزگی کر کے آ گئیں۔" خالدہ نے بھی ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"مگر میری تو اس میں کوئی غلطی نہیں۔" منٹھی منمنائی مگر بے بی کے گھورنے پر چپ ہو گئی۔

دری خاموش تماشائی بنی ہوئی تھی... بالکل میسنیوں کی طرح... اس کا پلان کامیاب ہو گیا تھا... اب تو کوئی ان تینوں کیلئے رشتہ نہیں مانگے گا اس لئے وہ اطمینان سے اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی۔

البتہ روحی کے ساتھ معاملہ کچھ اور تھا۔

وہ جب سے یہاں آئی تھی، اسی شخص کو سوچے جا رہی تھی۔ جانے اس کی شخصیت میں ایسی کیا بات تھی جو اسے اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی۔ وہ کم گو تھا، اس کی باتوں سے اندازہ ہوتا تھا۔ ایک عجیب سی خاموشی اور گہری چپ نے اس شخص کو اور دلکش بنا دیا تھا۔ اس کی گندمی رنگت، اونچا لمبا قد، گھنے سیاہ بال، اس کی شخصیت بہت ساحرانہ سی تھی۔ شادی کے سارے انتظامات وہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے نپے تلے انداز سے سب ملازم اس کے آگے پیچھے، مؤدب کھڑے اس کے حکم سنتے تھے اور اس کے حکم کی تکمیل کرتے نظر آتے تھے۔

روحی کو جھٹکا لگا تو وہ ہوش میں آئی۔ بے بی کچھ پوچھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اور تم بھی سنبھل کر نہیں گر سکتی تھی... سیدھا ہی عباد کے اوپر گر گئی۔"

"...پھر آپ بھی سنبھل کر گر نہیں سکتی تھی...؟ سیدھا ہی مینو کے اوپر گر گئی۔"

اس کے پٹ جواب پر خالدہ بیگم نے اپنا سر پیٹا۔ "ہو گئیں یہ بے وقوف اپنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گھروں کی۔"

دری نے منہ پھلا کر کہا۔ "چھوٹی بھابھی... ہمیں نہیں کرنی کوئی شادی وادی۔"

"ہو گی بھی نہیں لاڈورانی... بے فکر ہو جاؤ!" خالدہ بیگم نے منہ بگاڑتے کہا مگر دری تو الٹا خوش ہی ہو گئی۔

☆...☆...☆

"ہاں... میں بول رہی ہوں۔"

فون اٹھاتے ہی وہ صاحب بولے۔ "ہاں تو بولو... میں نے منع کیا ہے کیا؟"

"اونہہ! میری بات غور سے سنو۔" وہاں سے سنجیدگی سے کہا گیا۔

"تو سن تو رہا ہوں۔" وہ صاحب آہستہ سے بولے۔

"پندرہ منٹ میں مجھے ڈرائنگ روم میں ملو!" وہاں سے حکم سنایا گیا اور فون

بند!

☆...☆...☆

چائے بنانے کیلئے حمیدہ بیگم، چولہے کے پاس کھڑی تھی، جبکہ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی خالدہ بیگم خوش گپیوں میں مصروف تھی تو دری منہ بنا کر اس ابلتی چائے کو دیکھ رہی تھی۔

"...بس پھر رقیہ کو عقل آئی اور اس نے سمجھ داری کا ثبوت دے کر نند کی شادی کروا کے اپنے سے جان چھڑائی۔" کسی رشتے دار عورت کا ذکرِ غیبت کا سلسلہ چل رہا تھا۔ دری منہ بنا کر کپ وغیرہ سیٹ کر رہی تھی۔

یہ نوید صاحب کا گھر تھا۔ خالدہ اور حمیدہ آپس میں رشتے دار تھی تو حمیدہ کے بار بار اسرار کرنے پر وہ اس کے ساتھ ڈی پی او ہاؤس سے کچھ فاصلے پر بنے اس گھر میں یونہی چکر لگانے آگئی تھی اور دری کے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ یہاں موجود تھی۔

''سچی بات ہے کہ آج کل کے لوگوں کا کچھ پتا نہیں چلتا...اچھے رشتوں کا تو جیسے کال ہی پڑا ہوا ہے۔'' خالدہ بیگم نے ساری بات کا نچوڑ اس ایک ہی جملے میں کر دیا تھا۔ ''پہلے دور ہوتا تھا کہ لڑکیوں کیلئے ماں باپ پریشان رہتے تھے... مگر اب لڑکیوں سے زیادہ لڑکوں کیلئے ٹینشن ہوتی ہے جو معاشرے میں پتا نہیں کیسی سنگت میں اٹھتے بیٹھتے ہیں... کب کیسے لوگوں کی سنگت میں خراب ہو جائیں...اب یہ موبائل ہی دیکھ لو...اسے تو میں آلہِ فتنہ کہتی ہوں جس نے ہر چیز ایک ہاتھ کی پہنچ میں لا کر رکھ دی ہے، اور یہ انتہائی خطرناک بات ہے۔''

''انتہائی خطرناک یہ موبائل نہیں...وہ پیشن گوئی ہے جو میں سنانے کیلئے یہاں حاضر ہوا ہوں۔'' خالدہ بیگم ابھی Analysis کر رہی تھی کہ حاشر کچن میں آتے ہوئے بولا۔

''اللہ خیر!'' اس کی اچانک آمد پر حمیدہ بیگم نے جھٹکا کھایا تھا۔ حاشر سلیب پہ چپلیں سمیت آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا تھا۔ ''یہ چپلیں نیچے کرو۔'' حمیدہ بیگم نے ڈانٹا

تو وہ سلیب سے ٹانگیں نیچے لٹکا کر چیخا۔

"اوہو میری بات سن تو لیں... ڈی پی او ہاؤس میں بڑی گند ہونے والی ہے۔

"

"تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ گلی محلوں والی یہ زبان میرے سامنے مت استعمال کیا کرو۔" ماں نے حاشر کو ڈانٹ کھلائی تو دری ہنس پڑی تھی، خالدہ بیگم کے گھورنے پر خاموش ہوئی۔

"آئے ہائے امی میری بات تو سنیں..." وہ سنسنی پھیلاتے ہوئے بولا۔

"اسفند بھائی، سجل باجی کا رشتہ ختم کرنے والے ہیں۔"

"ہو!" حمیدہ بیگم کے ساتھ خالدہ بیگم کے منہ سے بھی بے ساختہ نکلا تھا۔

"ارے اسفند کا دماغ تو ٹھیک ہے؟" حمیدہ بیگم نے جھٹ کہا۔

"مگر کل تو شادی ہے۔" خالدہ بیگم بھی الجھی۔

"ویسے اسفند کی بھی عادت ہی ہے سب کو کچھ نہ کچھ سنانے کی۔" حمیدہ بیگم چائے کپ میں ڈالتے ہوئے بولیں۔

"ارے میں کہہ رہا ہوں ناں کہ پکی پکی بات ختم ہونے والی ہے۔" حاشر نے دوبارہ دہرایا۔ "مینو چاچی تو دھاڑیں مار مار کر روئیں گی... اور امل! امل نے تو مجھے نچوانے کا بھی پروگرام بنایا ہوا تھا... سوچیں میرا مجرہ بھی کینسل!" اس کی سنجیدہ بات کب مذاق میں بدل گئی۔ خالدہ بیگم اور دری نہ چاہتے ہوئے ہنس پڑیں۔

حمیدہ بیگم نے اٹھا کر اس کے کاندھے پہ چپیڑ ماری۔ "کتنی بار کہا ہے کہ باہر کے لوگوں کے سامنے اپنی بے لگام زبان ذرا کنٹرول میں رکھا کرو۔"

"ارے یہ کہاں کے مہمان...؟ اب یہ تو یہیں کہ ہو کر رہیں گے۔" وہ ذو معنی انداز میں بولا اور پھر حمیدہ بیگم سے پوچھنے لگا۔ "پھر کیسی لگی پیشن گوئی...؟ "

"ہاں بڑا کارنامہ انجام دیا ہے تم نے۔"

"مینشن ناٹ!" وہ ڈھٹائی سے بولا۔ حمیدہ بیگم کو چڑ لگی۔ ان کو اپنے بیٹے حاشر کا غیر سنجیدہ پن ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔

"دوسروں کی کتنی باتیں سننی پڑتی ہے مجھے تمہاری وجہ سے۔" وہ بولی تو حاشر حیران ہوتے بولا۔

"کون سی باتیں؟"

"یہ تمہاری عمر ہے ہر وقت ہنسی ٹھٹھا کرنے کی؟" حاشر پھر مزے سے جواب دیتے بولا۔

"تو کروادیں ناں میری شادی... میں راضی ہوں۔" نظریں دری کے سراپے پہ تھیں، دری نے الجھ کر اسے دیکھا۔ خالدہ بیگم نے بھی یہ شوخی نوٹ کی تھی، جبکہ حمیدہ بیگم کپ پکڑ کر خالدہ بیگم کی طرف بڑھاتے بولیں۔

"ہر وقت مذاق... ہر وقت مذاق!" حمیدہ بیگم بگڑیں۔ "کوئی اپنی زندگی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

استنے مذاق میں اڑاتا ہے کیا؟ دوسروں لڑکوں کو دیکھا ہے؟“

”ہاں دیکھا ہے... سارے کے سارے بد شکل، گوار... ! ہیں ناں نادرین...“ وہ اپنا پورا نام سن کر گڑبڑائی اور خالدہ بیگم سے بولی۔

”چھوٹی بھابھی میں واپس جاؤں؟“ خالدہ بیگم نے یہ معاملہ محسوس کر لیا تھا، تبھی بولیں۔

”ہاں حاشر کے ساتھ چلی جاؤ...!“

حاشر سنتے ہی سلیب سے اتر کھڑا ہوا۔ ”جی جی!“ وہ اسٹائل سے کھڑا ہوتے بولا، تو دری نے بے بسی سے خالدہ بیگم کو دیکھا جو گھور کر اس کے ساتھ جانے کا اشارہ کرنے لگی۔

”دیکھو بہن کو حفاظت سے لے جانا۔“ حمیدہ بیگم نے مصروف سے انداز میں کہا تو حاشر نے گھور کر اپنی ماں کو دیکھا جبکہ خالدہ بیگم نے اپنی ہنسی دبائی تھی۔

☆...☆...☆

"اتنے چھوٹے چھوٹے کپ میں چائے دیتے ہیں، ایک بسکٹ ڈبو کر کھاؤ تو چائے ختم!"

سارے کیبنٹ کھول کھول کر بڑے کپ ڈھونڈنے پر جب ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو مٹھی کچن میں کھڑی بڑبڑا رہی تھی۔ بے بی اور روحی شام کی چائے بنانے میں مصروف تھیں۔ "میں آج بڑے کپ ڈھونڈ کر رہوں گی۔"

وہ دوسرے کیبنٹ کھول کر ان میں جھانک کر دیکھتی کہہ رہی تھی، پر یہاں بھی وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوئی، تو کچھ سوچتی چھپتے چھپاتے ڈرائنگ روم کا رخ کیا جس میں ڈائننگ ٹیبل کے ساتھ ایک شوکیس رکھا ہوا تھا جس میں ڈھیر برتن پڑے ہوئے تھے۔ وہ بنا کچھ سوچے سمجھے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی اور ڈرائنگ روم میں موجود پہلے سے ہی کسی کو دیکھ کر فوراً باہر ہوئی۔ پھر جھانک کر اندر دیکھنے لگی تو بجلی کسی شخص کے ساتھ کھسر پھسر کرنے میں مشغول دکھائی دے

رہی تھی۔

"یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟" وہ زیر لب بولی اور جھانک کر انہیں دیکھنے لگی۔

بجلی اور وہ آدمی... دونوں بالکل قریب بیٹھے جانے کیا سرگوشیاں کر رہے تھے۔

بجلی تو بڑی بنی ٹھنی ساڑھی پہننے والی ماڈرن عورت تھی، پر یہ آدمی مولانا ٹائپ کا لگ رہا تھا۔ شلوار کُرتا پہنے، اجاڑ حالت میں لگ رہا تھا۔ سفید ٹوپی پہنے، گھسا ہوا سینڈل پہنے جس کے کرتے سے کالر غائب تھا، داڑھی تھی تو مونچھیں غائب تھی، جوتے تھے تو اسٹریپ غائب تھے، عجیب ہی حلیے کا آدمی تھا۔ مٹھی کو حیرت کے جھٹکے لگ رہے تھے، جب کسی نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔ ہاتھ ہٹا کر وہ اسی سین میں غرق رہی۔ تب آنے والے نے اس کے کان کے بہت قریب آ کر کہا۔

"تم ان لو برڈز کو کیوں ڈسٹرب کر رہی ہو؟" مردانہ آواز پر وہ ایک دم ہی اچھلی اور پھر اس آنے والے کو دیکھنے لگی۔ وہ اسفندیار تھا۔ "دونوں میاں بیوی کو

دیکھ رہی ہو... شرم نہیں آتی؟'' اسفند نے کہا تو مٹھی نے حیرت سے اندر دیکھا۔ وہاں واقعی روشن صاحب تھے۔

''نہیں نہیں... میں نے کچھ نہیں دیکھا۔'' وہ آنکھوں پہ دونوں ہاتھ رکھ کر سیڑھیوں کی طرف بھاگنے کی طاق میں تھی مگر اسفند بیچ میں حائل تھا۔

''گناہ ملے گا دیکھنا۔''

''میں نے کچھ نہیں دیکھا... میں نے کچھ نہیں دیکھا۔'' وہ معصومیت سے بولتی چپ ہوئی اور ایک دم سے ہی خاموشی چھا گئی۔ اسے لگا اسفند چلا گیا ہے۔ اس نے آہستہ آہستہ ہاتھ ہٹائے اور آنکھیں کھولیں تو اسفند دونوں ہاتھ سینے پر باندھے، سیڑھیوں کی ریلنگ سے ٹیک لگائے سکون سے کھڑا تھا۔ جس کا مطلب تھا وہ سامنے سے ہٹ چکا ہے تبھی وہ گھبرا کر سیڑھیاں چڑھنے لگی یہ دیکھے بغیر کہ اسفند مسلسل اسے دیکھتے ہوئے ہنس رہا تھا۔

☆...☆...☆

”بسکٹ ہوں گے...؟اصل میں چائے ابھی ملی ہے تو سوکھے منہ حلق سے نیچے اتر ہی نہیں رہی۔“

اصغری کمرے میں گھسی چلی آئی تھی۔

اس کے آتے ہی بے بی تنگ ہوتے ہوئے بولی۔”روحی...بسکٹ دو۔“

روحی جو ابھی ہی وہ بڑے سے بسکٹ (جو صبح کریانے والے سے لیکر آئی تھی اور یقیناً اصغری نے دیکھ لیا تھا) کارول چھپانے کا ارادہ کر ہی رہی تھی کہ بے بی کے حکم پر سر تسلیمِ خم کرتے منہ بناتی، بسکٹ کارول بے بی کو تھمانے لگی۔

اس سے پہلے کہ بے بی کچھ بسکٹس نکال کر اسے دیتی، اصغری جھپٹا مار کر پورا بسکٹ کارول لیتی باہر نکلنے لگی تو سب ہقا بقا، اسے کمرے سے جاتے ہوئے دیکھتے رہ گئے۔

☆...☆...☆

زندگی ایک جمی ہوئی لکیر کی مانند جانے کیوں ایک ہی جگہ منجمد ہو گئی،

بے حد سرد... بے حد جامد... وہی سوچ پھر ایک دم عود کر آئی۔ وہ خود کو ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر اس کھڑکی کے سامنے لا کھڑا ہوا۔ وہی ہزاروں بار کا دیکھا ہوا، غیر دلچسپ منظر...

شام کا نیلا گگن، مٹیالے بادلوں سے گھرا ہوا سبک خرام ہوا کے سنگ پھول پودے جھکے جا رہے تھے۔

ان کو دیکھتے ہوئے کم از کم کچھ اور دیر کا وقت گزر جائے گا...

خواہ کسی طور ہی سہی!

تبھی اسفندیار اس کے کمرے کے اندر آیا اور وہ اپنی سوچیں ایک طرف کو رکھتے ہوئے اس کے سامنے بڑھا۔

"آج جلدی آ گئے... ورنہ ہمیشہ رات کو ہی تم اپنی شکل دکھاتے ہو!"

"ہاں تمہیں لینے آیا ہوں۔" اسفند کے کہنے پر اس نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"کہاں؟"

"بے بی کے پاس!"

"مگر کس لئے؟" فرجاد پریشان ہوا۔

"یار اصل میں کھانے کا تو سارا انتظام وغیرہ ہو گیا ہے بس ڈیکوریشن کا کام ابھی تک مکمل نہیں ہوا، اس کیلئے تمہارا گھر ہونا ضروری ہے۔"

"مگر..."

"کوئی اگر مگر نہیں... بے بی نے بھی کسی کام کے سلسلے میں بلایا ہے۔" اب بے بی کا نام آگیا تو اسے ناچار اس حصے کی طرف رخ کرنا پڑا جہاں جانے سے وہ کترا رہا تھا۔

فرجاد قریشی گھر میں داخل ہوا تو اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ لمحے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بھر کو وہ ٹھٹک کر رک گیا۔اس کو رکتے دیکھ اسفند نے کہا۔

”کیا کر رہے ہو...چلے آؤ!“

فرجاد نے گھر میں قدم رکھا تھا۔ایک چہل پہل تھی۔تیاریاں عروج پر تھیں۔وہ اسفند کی رہنمائی میں تھکے ماندے قدموں سے چلتا ہوا بے بی کے کمرے میں آگیا۔بے بی دیکھتے ہی شکوہ کرتے بولی۔

”تین دن سے تم نے شکل نہیں دکھائی!“

”یہیں تھا...میں نے کدھر جانا ہے۔“وہ نرمی سے بولا۔

”دیکھو...شام ڈھلنے کو ہے اور ابھی تک انتظامات مکمل نہیں ہوئے تو پلیز باقی لڑکوں کے ساتھ جا کر ذرا انتظامات دیکھ لو...!“بے بی نے کہا تو وہ سر ہلاتا اسفند کے ساتھ کمرے سے باہر نکلنے لگا اور سیڑھیاں چڑھنے لگا۔کوئی پھول لگاتا دکھائی دے رہا تھا،کوئی فیری لائٹس ٹانگ رہا تھا...کوئی کسی اور قسم کی ڈیکوریشن

www.novelsclubb.com

میں مصروف تھا۔ کوئی چھت پر کرسیاں لگوا رہا تھا... پہلے مہندی کا فنکشن باہر والے میدان میں کرنے کا سوچا گیا تھا مگر پھر گلیوں میں پارکنگ کا بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو جانا تھا، اس لئے بالکل عین وقت پر چھت پر انتظامات شفٹ کئے گئے تھے، اس لئے بھی انتظامات کا سارا انظام درہم برہم ہو کر رہ گیا تھا۔ عباد، حاشر، دانی، اشعر، سائر، مائر اسفند کے بعد اب فرجاد بھی انتظامات کرنے میں پیش پیش دکھائی دیتا تھا۔

امل، سجل کو لیکر پارلر جا چکی تھی اس لئے بھی فرجاد کو فی الحال تسلی تھی کہ شاید قدرت بھی یہی چاہتی ہے کہ ان کا حسین ٹکراؤ فی الحال نہ ہی ہو تو اچھا ہے۔

www.novelsclubb.com

شام ڈھلے تک انتظامات تقریباً مکمل ہو گئے تھے۔ تقریب تو فقط مہندی کی تھی مگر کلاس اور اسٹیٹس کے تحت اقدامات انتہائی پر وقار تھے۔ ہر شے معمول پر تھی۔

اتنے مکمل اور خوبصورت انتظامات دیکھ کر اس کے دل پر کیسی کیسی قیامتیں

گزررہیں تھیں، دل جیسے پھٹا جارہا تھا، مگر ضبط کس قدر لازم تھا۔

جب ضبط کا ضبط جواب دینے لگا تو وہ چھت سے نیچے اترنے لگا مگر تبھی سیڑھیاں چڑھتی، وہ تروتازہ چہرے والی لڑکی اس گھڑی فرجاد کی طرف متوجہ تھی، اور بڑی شگفتہ سی مسکراہٹ اس کے گداز لبوں کا احاطہ کئے ہوئے تھی اور اس کی جگنو سی آنکھیں کتنی آب وتاب سے چمک رہیں تھیں۔

اس چہرے پر ایسا خاص کیا تھا؟

کیا کشش تھی جو نظروں کے سنگ باندھ رہی تھی۔

کچھ اس درجہ خوبصورت بھی نہ تھی وہ...

پھر...

دل سے ایک بار پھر سوال اٹھا تھا

نظریں ایک بار پھر از سر نو اس کا جائزہ لینے لگی تھیں اور نگاہ لمحہ بھر میں اس

کی چمکتی آنکھوں پر ٹک کر رہ گئی تھی۔ وہ جادو سی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ وقت خواب خواب گزر رہا تھا اور وہ خاموش تھا۔

نگاہ لمحہ بھر کو چرائی تھی۔

اندر کہیں پھر متواتر شور ہونے لگا تھا... مگر وہ جیسے خود پر بند باندھتے ہوئے دانستہ اس وجود سے نظریں چراتا سیڑھیاں اتر گیا۔

سجل قریشی اس کے لئے کوئی اجنبی تو نہ تھی، پھر بھی ایسا رویہ... سجل کتنی حیران رہ گئی تھی۔

☆...☆...☆

فنکشن کیلئے مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔

اسفند نے وحید صاحب کو لڑکے والوں کے آنے کی تسلی دے دی تھی مگر حقیقت کیا تھی وہ بس اسفند ہی جانتا تھا۔ وہ اس پل ماحول خراب نہیں کرنا چاہتا تھا

www.novelsclubb.com

اس لئے اس نے ہر چیز کو قسمت کی ہواؤں پر چھوڑ دیا تھا۔

ڈھولک کی تھاپ پر گیت گاتی، رنگ برنگی کپڑوں میں ملبوس وہ سب لڑکیاں گول دائرہ بنا کر ایک جگہ بیٹھی فنکشن کی رونق میں اپنا اپنا حصہ ڈال رہیں تھیں۔

"یار... ہماری تو حسرت ہی رہ جائے گی کہ کوئی ہمارے ساتھ بھی سیلفی کھنچوا لے۔"

اس فقرے پہ سیلفی لیتی دری نے چونک کر ان دونوں کو دیکھا جو بڑی لاپرواہی سے ایک طرف کو کھڑے بظاہر ایسے دکھانے لگے جیسے وہ آپس میں بات کر رہے ہوں مگر دری کو یقین تھا کہ یہ جملہ اسی کے اوپر طنز کسنے کیلئے کہا گیا تھا اور کہا بھی اور کسی نے نہیں... سو فیصد اسی حاشر کے بچے نے تھا۔

منہ بنا کر دری دوسری سمت دیکھنے لگی۔

"شکر ہے اللہ نے ہم مردوں کو خوبصورت پیدا کیا ہے، ورنہ ہم کہاں بیوٹی

پارلرز میں دھکے کھاتے پھرتے۔" حاشر نے کہا تو دانش سے تھا مگر یہ سنتے ہی دری کا منہ آدھا کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"میں تمہیں بیوٹی پارلر سے تیار ہوئی نظر آ رہی ہوں؟" اس نے غصے سے آگے آجانے والی چوٹی کو پیچھے کیا اور کمر پہ دونوں ہاتھ رکھ کر غصے سے بولی۔

"میں تمہیں بیوٹی پارلر سے تیار ہوئی نظر آ رہی ہوں؟" اس نے دری کے ہی انداز میں اپنی فرضی چوٹی کو پیچھے کرتے، کمر پہ دونوں ہاتھ رکھ کر ہو بہو اس کی نقل اتارتے مضحکہ خیز آواز میں کہا اور دانش کو تالی مار کر اب ہنسنے لگا تھا۔

دری کا منہ غصے سے لال ہو چکا تھا۔ "میرے منہ نہ ہی لگو تو اچھا ہے..."

"ورنہ کیا کرو گی؟" وہ آنکھیں مٹکا کر بولا۔

"منہ توڑ دوں گی..." وہ دھمکی آمیز انداز میں بولی۔

"تو آؤ نا کسی دن... منہ توڑ کر جاؤ۔"

”میں بجلی کو بتادوں گی کہ ان کو رات کو بھوت بن کر ڈرانے والے تم لوگ تھے۔“

دری نے نخوت سے دیکھا اور آگے بڑھ گئی۔

”واہ...یار دانی... تم نے کبھی کسی شاعر کی غزل کو انسانی صورت میں دیکھا ہے؟“

”یار لیڈر...!“ دانش پہلی بار اس سے بولا۔ ”بڑے تیکھے اور انتقامی تیور لگ رہے ہیں تمہاری محترمہ کے...“

”اطمینان رکھو...نہ تو کاٹ کھائے گی...نہ جان لے گی۔“

رش میں جب تک وہ اوجھل نہ ہوئی... وہ اسے دیکھتا رہا تھا۔

☆...☆...☆

محبت کچھ ایسا

دقیق معاملہ بھی نہیں

کہ سمجھ نہ آسکے

بہت آسان ہے یہ...

بڑے آرام سے سمجھ آجاتی ہے

اس کی زبان

ہاں...

مشکل ہے اس کے اسرار و بھید

مگر

بات صرف ماننے کی ہے...

دور کہیں سے میوزک کی بازگشت سنائی دیتی تھی۔

وہ منہ بگاڑتا ہوا جب کچن میں داخل ہوا تو روحی کو دیکھ کر ٹھٹک کر رکا۔ (یقیناً

کچھ کھانے کیلئے آئی ہو گی۔)وہ کوفت سے بولا۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟"، مگر اگلے ہی پل وہ انجانے سے احساس میں گھر گیا۔

روحی اس کے ہنگامی دورے پر گڑبڑائی تھی۔وہ پہلے ہی ایک دم سے جاگے ہوئے اپنے احساسات کے ہاتھوں بوکھلاہٹ کا شکار تھی کہ براہ راست وہ بھی اس کے سامنے آگیا تھا۔اس کے سوال پوچھنے پر وہ سر کھجاتے بولی۔

"وہ...چائے بنانے آئی تھی۔"

شام سے اضطراب نے مستقل طور پر دل کے سارے علاقے میں پہرے ڈال دیئے تھے۔

کیسے رازوں سے شناسائی پا گیا تھا دل!

بس ایک لمحہ...اور کیسے سارے منظر بدل گئے تھے۔

الگ الگ سازوں سے نکلنے والے سروں کے انداز میں دل دھڑک رہا تھا۔

آج سے پہلے تو ایسا کبھی کچھ نہ ہوا... پھر آج کیوں...؟

دل، اس کو کچن کے کاؤنٹر پر کھڑا دیکھ کیوں مسرور ہوا تھا؟

وہ خود کس قدر حیران سا تمام منظر نامے کو تکتا چلا جا رہا تھا۔

"تم کھانے پینے کی بہت شوقین لگتی ہو۔" انگلیوں پہ گن گن کر الفاظ بولنے والا آج اس سے بے مقصد بات کیوں پوچھنے لگا...؟ وہ بھی اس کے ذات کے بارے میں...؟

"ہاں..." وہ ناسمجھی سے بولتے ہوئے چونک کر بولی۔ "...نہیں نہیں... میں تو بس اتنا ہی کھانا پینا پسند کرتی ہوں جتنا کہ ایک عام انسان کھا پی لیتا ہے۔" وہ وضاحت دینے لگی۔

"واقعی؟" روحی کو اس کے انداز بڑے عجیب لگتے تھے۔ روبوٹک

سے... کوئی جذبات ہی نہیں... اب واقعی طنز اً کہا گیا تھا... یا سمجھ آنے پہ کہا گیا تھا... وہ طے نہ کر پائی۔

آگے بات بڑھانا بے وقوفی تھی اس لئے وہ جلدی جلدی چائے کپوں میں ڈالتی، اب ٹرے سنبھالتی، سنبھال سنبھال کر باہر جانے لگی۔

اس پورے وقفے میں وہ اسے سپاٹ انداز میں دیکھتا رہا۔

سرد پہاڑ کے جیسا تھا وہ... دلکش... مگر سرد!

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

"میں نہیں جا رہی باہر! آں ں ں ں ں..."

زلو پچھلے آدھے گھنٹے سے اپنا سوٹ پکڑے روئے جا رہی تھی۔ بجلی نے جل کر کہا۔

"تو یہی مرو... بیٹھی رہو... اور اپنی قسمت پر روتی رہو!"

آج کل کی لڑکیاں سب کچھ برداشت کر سکتی ہیں مگر کسی کی شادی میں اپنے جیسا ہو بہو سوٹ کسی اور کو پہنا ہوا برداشت نہیں کر سکتیں۔اور سوٹ بھی اپنے سے دگنی عمر کی عورت نے پہن رکھا ہو تو دل سے برا لگتا ہے۔بہت زیادہ برا۔

یہی سین بے چاری زلو کے ساتھ ہوا۔کسی مہمان خاتون نے بالکل اسی کے جیسا سوٹ تقریب میں پہنا ہوا تھا جس کو دیکھ کر شانزے اور ردا نے اس کا خوب مذاق اڑایا تھا اور اب زلو ماں کے ساتھ لگی رو رہی تھی،اور اس کا خیال تھا کہ ماں اس کو لاڈوں سے بہلائے گی،پچکاریں گی مگر بجلی سے ایسی امیدیں کوئی احمق ہی کر سکتا ہے...اور زلو واقعی احمق ہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے نہیں رہنا یہاں...میں جا رہی ہوں۔"وہ بہتی ناک کو ٹشو سے صاف کرتی انتہائی مضحکہ خیز لگ رہی تھی۔آپ لوگ دیکھتے تو یقیناً ہنستے۔

"اوہو زلو...تم لڑکیوں کے ساتھ ہوتی ہی کیوں ہو...؟"بجلی نے جل کر کہا۔"جب تمہیں کہا ہے کہ اسفند کے آس پاس گھوما کرو...اسے شیشے میں اتارا

کرو... تو تم سنتی کیوں نہیں ہو...؟"

"وہ تو دیکھتے ہی مجھ پہ چیختا ہے... مجھے نہیں پسند اسفند بھائی!" وہ منمناتے ہوئے بولی تو بجلی نے سر پیٹا۔

"بھائی کی بچی! تجھے کتنی بار کہا ہے وہ کوئی تیرا بھائی وائی نہیں..." بجلی کا موڈ سخت خراب تھا۔ "یہ موٹی عقل پتا نہیں کس پہ چلی گئی ہے... جبکہ نہ اس کی ماں ایسی... نہ باپ!" دانت پیس کر بولتی بجلی کمرے سے جانے لگی۔

کمرے سے نکل کر ویران کوریڈور میں یہاں سے وہاں جب کوئی نہ دکھائی دیا (کیونکہ سب چھت پر مصروف تھے) تو وہ اب رازداری سے قدم بڑھاتی ہوئی مینو کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر گھس گئی تو کپوں کا ٹرے لے جاتی روحی فاصلے سے بجلی کی یہ حرکت دیکھ چکی تھی۔

"یہ مینو کے کمرے میں کیا کرنے جا رہی ہے...؟" وہ خود سے ہی سوال کر کے خود ہی اپنے سوال کا جواب دیتے بولی۔ "چوری...؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

☆...☆...☆

اس کھلے میدان میں بڑے بڑے دیگھ تیار ہو رہے تھے۔ دہکتے انگاروں سے خارج ہونے والا کوئلوں کا دھواں ہوا میں گھل مل چکا تھا، جو وہاں کھڑے انسانوں کے نتھنوں میں گھسا چلا جا رہا تھا جس کی دلخراش چبھن مختیار بھائی اپنے گلے میں محسوس کرتے ہوئے بولا۔

"ہائے روشن بھائی! تم ادھر کس لئے منہ بنا کر بیٹھے ہوئے ہو؟" روشن بھٹی نے ابرو اٹھا کر کہا۔

"ہم یہاں بیٹھے ہوئے نہیں ہے... بس زمانے کو دکھانے کیلئے رکے ہوئے ہیں۔" وہی کٹیلا انداز!

"کیا ہو گیا ہے روشن بھائی... کیوں نروٹھے روٹھے سے لگ رہے ہو...؟" روشن بھٹی صاحب تو جیسے پھٹنے کو تیار بیٹھے ہوئے تھے۔

”مختیار بھائی! دل پہ ہاتھ رکھ کر سچ کہو... کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا کہ میرے ساتھ اس شادی میں کیسا رویہ رکھا جا رہا ہے؟ کہنے کو میں دلہن کا پھپھا ہوں، مگر پھپھا والی عزت کوئی نہیں مل رہی ہے۔ بس خاموش تماشائی بن کر بیٹھا ہوں...اسی پہ سب کو اطمینان ہونا چاہئے۔“ وہ نخوت سے بولتے جا رہے تھے۔

مختیار بھائی نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”غصہ چھوڑ دو بھائی!“

”نہیں نہیں... غصہ تھوڑی ہوں... غصہ کیوں کروں گا...اپنا مانا ہوتا... تو اپنا سمجھ کر ہم بھی سب کو چار چیزیں بتاتے ان کو... میں نے کچھ نہیں بتایا ان کو... دس چیزیں غلط کر رہے ہیں... مجھے نظر بھی آ رہا ہے مگر میں کیوں بتاؤں؟ جب تم لوگ مجھ سے پوچھ ہی نہیں رہے ہو تو میں کیوں بتاؤں؟“

”شادیوں میں سو چیزیں ہو جاتی ہیں... سمجھا کریں!“ مختیار بھائی سادگی سے بولے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”یہی...اسی وجہ سے میں نے کہا کہ صبح سے میں فارغ بیٹھا ہوں...لاؤ ذرا میں لفافے کا حساب لکھ دیتا ہوں مگر نہیں...یہاں لا کر بٹھا دیا کہ کھانا دیکھ لو... نہیں تو سیدھا کہہ دوناں کہ روشن بھٹی... تم پر بھروسہ نہیں ہے...روشن بھٹی تو چور ہے...“

مختیار بھائی سمجھ گئے کہ یہ ایسے ہاتھ نہیں آئیں گے اس لئے مدعا بدلتے ہوئے بولے۔”اچھا روشن بھائی، آپ کے محلے میں وہ ناٹا سا ایک آدمی تھا ناں...اس کا کیا ہوا؟“

روشن بھٹی کچھ سوچتے ہوئے بولا۔”کون...؟“

”وہی...جس کی زمین کا کوئی چکر تھا...ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر چار بھائی لڑ لڑ کر مر گئے تھے۔“

یاد آتے ہی روشن بھٹی بولا۔”ہاں...وہ ضمیر لغاری!“

www.novelsclubb.com

”ہاں ہاں... کیسا ہے وہ؟“

”بڑا برا ہوا ہے بے چارے کے ساتھ...!“ روشن بھٹی جو ابھی غصے سے پھٹنے کو تیار کھڑا تھا، افسوس کی کیفیت میں ڈوب گیا۔

”آئے ہائے ایسا کیا ہو گیا۔“ مختیار بھائی نے پوچھا۔

”ضمیر کا ایک بیٹا تھا اللہ دتہ!“

”تو یہ مسئلہ ہوا تھا بے چارے کے ساتھ...؟“ مختیار بھائی نے تعجب سے پوچھا۔

”مسئلہ یہ نہیں ہوا کہ بیٹا ہوا... مسئلہ یہ ہوا کہ بیٹا مر بھی گیا۔“

”چچ چچ چچ... واقعی بڑا برا ہوا۔“ مختیار بھائی افسوس سے بولتے ہوئے پوچھنے لگا۔ ”... مگر کیسے؟“

”ضمیر بتا رہا تھا کہ اللہ دتہ کی موت shock سے ہوئی تھی۔“

"اللہ دتہ کو مرنے کا شوق تھا...؟" مختیار بھائی افسوس سے سر ہلانے لگے۔

"چچ چچ! یہ نئی نسل کو تو پتا نہیں کیسے کیسے شوق پال لینے کا چسکا لگا ہوا ہے۔"

"اوہو...شوق نہیں shock...مطلب اسے بجلی کا جھٹکا لگا تھا۔" تبھی روشن بھٹی کا فون بجا۔ وہ فون کان سے لگاتے اٹھ کر چل دیئے تو مختیار بھائی نے افسوس سے زیرِلب کہا۔

"ہاں بجلی ہے بھی تو بہت بھاری بھر کم! تعجب نہیں کہ اس کے جھٹکے سے کسی کی موت ہو جائے!"

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

مہندی کا فنکشن اپنے عروج پر تھا۔ رنگ برنگ کے آنچل لہراتیں، خوبصورت لڑکیاں، رنگین تتلیوں کی مانند ادھر ادھر اڑی جا رہی تھیں جبکہ چھت سے منسلک کمرے کی کھڑکی میں وہ دونوں ہاتھوں پر چہرہ ٹکائے کھڑا اعباد تھا جو نہایت محویت سے روحی کو دیکھ رہا تھا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی کچن میں کھڑی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چائے بنا رہی تھی اور اب دری اور مٹھی کے ساتھ بیٹھی، چائے پیتے جانے کس بات پر زندگی سے بھرپور قہقہے لگا رہی تھی۔

کتنی پیاری لگ رہی تھی وہ اس وقت...

تب ہی شاید اس کی بے قرار نگاہیں بار بار، اس دلکش سے چہرے کا، بڑی بے خوفی سے طواف کر رہیں تھیں۔ یہ وہی لڑکی تھی جس کو دیکھ عباد کا موڈ خراب ہوتا تھا... وہی لڑکی جو ہر وقت کچھ نہ کچھ کھانے کیلئے اتاولی نظر آتی تھی... اور عباد کو یہ کھانے کے پیچھے مرنے مارنے والے لوگ کس قدر برے لگتے تھے... مگر اللہ کی قدرت... کہ اسے اسی لڑکی کو دیکھ کر وہ جذبہ پیدا ہوا تھا جس کو سب محبت کا نام دیتے ہیں...

محبت!

کتنا فضول جذبہ ہے ناں...

تب ہی تو گلاب کی پنکھڑیوں جیسے احمریں لبوں پر، جاندار مسکراہٹ آپ ہی آپ پھیلی جارہی تھی۔

"اہم اہم!" گلا کھنکارتے ہوئے کسی نے اس کی محویت میں ارتکاز پیدا کیا، تو عباد سنبھل کر سیدھا ہوا۔ "کیا تمہاری ریاضت میں خلل ڈال دیا؟" اس کی آواز میں بلا کا اطمینان تھا۔

"کیسی ریاضت؟" عباد سپاٹ انداز میں بولا۔

"سنا ہے... محبت سے چھٹکارا پانے کیلیئے ریاضت کرنی پڑتی ہے..." حاشر کے لہجے میں چھیڑ چھاڑ والی کھنک شامل تھی۔ "اس بلا سے ایسے ہی پھوکٹ میں چھٹکارا نہیں مل جاتا!"

"کیا بکواس ہے!" عباد ہمیشہ کی طرح جھنجھلایا اور اگلے ہی پل اپنے مخصوص انداز میں نپے تلے قدم اٹھاتا وہاں سے دور ہوتا گیا۔

"روبوٹ کے اندر بھی محبت کی امر بیل کا گھیراؤ ہو رہا ہے... گڈ!"

حاشر نے سر گھما کر اس کی پشت کو دیکھتے زیرِ لب بڑبڑایا، پھر سامنے کا منظر دیکھا۔ دری کی غلافی سیاہ آنکھوں میں خوشی کے ہزاروں دیپ روشن تھے۔ حاشر نے بھرپور محبت سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا، اور کھوئے ہوئے انداز میں بولا۔

"بری بلا ہے عشق!"

☆...☆...☆

"بجلی دکھائی نہیں دے رہی؟"

مینو اپنے منہ بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے گزری تو روحی چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ بجلی واقعی غائب تھی۔ کہیں تھوڑی دیر پہلے کا وہ وسوسہ حقیقت کا روپ تو نہیں دھارنے والا؟ اس نے دری اور مٹھی سے کہا۔

"سنو ایک بات بتاؤں!" وہ دونوں بکریوں کی طرح منڈھیاں ہلانے

لگیں۔ ”میں نے ناں... بجلی کو مینو کے کمرے میں چوری چھپے جاتے دیکھا تھا۔“

”تو بھلی جائے... ہمیں کیا؟“ دری سن کر جان چڑھانے والے انداز میں بولی۔

”نہیں دری... کوئی چکر ہے۔“ مٹھی کو بھی شام والا واقعہ یاد آیا۔ ”میں نے بھی شام کو بجلی اور اس کے شوہر کو کوئی کھچڑی پکاتے دیکھا تھا۔“

”وہی کھچڑی کھا رہے ہوں گے مینو کے کمرے میں... تم لوگ بھی ناں!“ دری کا بھی اللہ ہی حافظ تھا۔

www.novelsclubb.com

”اوہو... کھچڑی مطلب... سازش!“

”اچھا...“ دری سمجھ کر بولی۔ ”تو اس کا مطلب وہ مینو کے کمرے میں سازش کھا رہے ہوں گے... مگر تم لوگوں نے کبھی سازش کھائی ہے...؟ کیسی ہوتی ہے...؟“

''میں سمجھ گئی ہوں... وہ بجلی اور اس کا شوہر چوری کرنے کیلئے ادھر آئے ہوئے ہیں۔'' مٹھی سمجھ کر بولی۔''آؤ... ان لوگوں کو expose کرتے ہیں۔''

''بے بی مار مار کر ہمارا سارا ایکپوز نکال دے گی۔'' روحی منمنائی۔

''تو چلو... بے بی کو بتا دیتے ہیں...'' دری پٹ بولی۔

''مگر ویسی بات نہ ہوئی تو...؟'' مٹھی نے اپنے آپ میں سمجھداری کا مظاہرہ کیا۔

''پھر اب کیا کریں؟'' دری منہ بناتے بولی۔

''پہلے ہم خود اپنی آنکھوں سے کنفرم کر کے آتے ہیں... پھر جا کر بے بی کو بتاتے ہیں۔'' روحی کی بات پہ انہوں نے لبیک کہا اور چھپ چھپا کر وہ تینوں یہاں سے غائب ہو کر دیواروں سے چھپتی چھپاتی مینو کے کمرے کے باہر آ کھڑی ہوئیں۔

"یہاں تو کوئی بھی نہیں!" مٹھی نے منہ بنا کر روحی سے پوچھا۔

دری ہوا سونگھتے ہوئے بولی۔ "ہاں ہوا میں کھانے کی خوشبو بھی نہیں... کوئی کچھ کھا بھی نہیں رہا۔"

تبھی سیڑھیوں کی طرف سے کسی کے قدموں کی آوازیں آنا شروع ہوئیں۔

"لگتا ہے کوئی آ رہا ہے چھپ جاؤ!" وہ تینوں ایک دم ہی کسی کونے میں چھپ گئیں۔ کسی کے قدموں کی آواز اس طرف آتی سنائی دینے لگی۔ انہوں نے چپکے سے کوریڈور میں دیکھا۔ بجلی بمعہ اپنے شوہر کے مینو کے کمرے میں گھسی، اور چند منٹ بعد بیش بہا قیمتی سامان اٹھا کر شوہر کے ہمراہ نیچے لے جانے لگی۔

"دیکھا... میں کہہ رہی تھی ناں... یہاں دن دہاڑے چوری ہو رہی ہے۔" مٹھی بولی۔

"دن دہاڑے نہیں... رات دہاڑے۔" روحی نے تصحیح کرنا ضروری سمجھا۔

کونے سے نکل کر انہوں نے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ تھوڑا ہی اور سامان نکلا ہوا نظر آرہا تھا۔ جس کا مطلب تھا... بجلی کا ایک آخری چکر...

"لگتا ہے بے بی کو بلانے کیلئے ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے... اس لئے میری پلاننگ سنو!" دری نے سرگوشیانے انداز میں ان کو جلدی جلدی ایک پلان سنایا۔

☆...☆...☆

ڈی پی او ہاؤس کی رونقیں دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں۔

ڈھولک کی تھاپ پر لڑکیاں بالیاں بڑے مدھر سر بکھیر رہی تھیں۔ گاہے بگاہے ہنسی کے جلترنگ فضاء کو مزید پُرکیف کر رہے تھے۔ تازہ لگی پھولوں کی لڑیوں سے نکلتی مہک نے چار سمت ایک جادو سا پھیلا دیا تھا۔ مینو، موقع کی مناسبت سے اسٹائلش سا سوٹ پہنے یہاں وہاں مہمانوں کی آؤ بھگت میں لگی دکھائی دیتی تھی۔ بیٹی کی رسمِ حنا کا وقت کچھ ہی دیر میں شروع ہونے والا تھا... اور ظاہر

ہے یہ وقت تبھی شروع ہوگا کہ جب لڑکے والے آئیں گے مگر ان کی آمد دور دور تک دکھائی نہ دے رہی تھی۔اسفند ابھی تک یہی کہہ رہا تھا کہ وہ آئیں گے... وہ مسلسل ان سے رابطے میں ہے... اس لئے باقی سب تسلی سے فنکشن کا حصہ بنے ہوئے تھے۔ویسے بھی فنکشنز میں اور کام ہی اتنے سر پہ سوار ہوتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں اہم کام ذہن سے نکل جاتے ہیں۔دوپہر کو مینو نے بھی بجلی کو کسی اہم مشن پہ لگایا تھا، مگر اب وہ اس مشن کو بھول گئی تھی۔اصولاً تو اس کے چہرے پر خوشی اور شادمانی کے رنگ چھلکنے چاہیے تھے، مگر ان رنگوں کے بجائے ایک گہرا اضطراب اس کی آنکھوں میں ٹھہرا ہوا تھا۔سب سے ملنے ملانے میں وہ اپنا ذہن کسی اور سمت موڑنا نہیں چاہ رہی تھی۔

وہیں بے بی اور ناہید باجی اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھیں۔

وحید صاحب اپنے سیاسی اور قریبی دوستوں کے ساتھ خوش گپیوں میں محفل سے لاتعلق کھڑے تھے۔حاشر و دگینگ ایک نئے منصوبے کے بابت سوچ وبچار

www.novelsclubb.com

کرنے میں مصروف دکھائی دیتا تھا جبکہ خالدہ بیگم اور صفورا بیگم لوگوں کے ٹھاٹ بھاٹ دینے میں اس قدر مصروف تھیں کہ انہوں نے ان تینوں بے وقوف لڑکیوں کی غیر موجودگی کو محسوس نہیں کیا تھی...یہی وجہ ہے کہ نظر ہٹی...اور درگھٹنا گھٹی!

نیچے سے ڈھڑ ڈھڑ کے آواز بلند ہوئے تو بے بی، ناہید باجی، خالدہ، صفورا، مینو اور باقی لڑکے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ "اب یہ کیا ہے؟"

مہمان ان آوازوں پر چہمگوئیاں کرنے لگے۔ بے بی کی چھٹی حس نے فوراً ان لڑکیوں کا اسے یاد دلایا۔ اس نے تاحدِ نگاہ ان کو ڈھونڈنے کے چکر میں نظریں دوڑائیں اور جیسا وجدان اسے جھنجھوڑ رہا تھا...ویسا ہی ہوا...وہ تینوں غائب تھیں...ایک ساتھ! وہ صفورا بیگم اور خالدہ بیگم کو مہمانوں کا سنبھالنے کا اشارہ کرتے ہوئے نیچے آنے لگیں...اور نیچے بھی حیرت کے پہاڑ!

سارے گھر میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔

''کوئی ہے ادھر؟'' اندھیرے میں مینو کی آواز سنائی دی تھی۔

''ادھر اندھیرا کیوں ہے؟'' عباد کی آواز برآمد ہوئی۔

ایسی چیخ و پکار مچی کہ ہر طرف سے بھانت بھانت کی آوازیں آنے لگیں تھیں۔ابھی بھی کئی اور قدموں کی آوازیں ادھر ادھر سے اٹھ رہیں تھیں۔کچھ کے موبائلوں کی ٹارچ بھی جل گئی تھی۔اسی کی مدد سے عباد نے جب لائٹس کے سوئچ آن کئے تو حقیقت جوان کے سامنے نورافاتحی کی طرح ناچ رہی تھی اس کو دیکھ کر وہ سب ششدر ہی رہ گئے۔

زیور... برانڈڈ سوٹز، قیمتی میک اپ کا سامان...اور جوتے اور واچز کے ڈبے اور نا جانے کتنا قیمتی سامان زمین پہ بے آبرو پڑا ہوا تھا...ساتھ بجلی گری ہوئی تھی بمعہ روشن بھٹی کے...جو رنگے ہاتھوں چوری کرتے پکڑے گئے تھے...یا کم از کم یہ منظر دیکھ کر ان سب کو یہی لگ رہا تھا۔

وہ تینوں بے وقوف لڑکیاں بھی ایک طرف کو چھپ کر کھڑیں تھیں، بے بی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ان کو دیکھ کر ہی گھسیٹتی یہاں سے لے جانے لگی۔وحید صاحب افسوس سے بجلی اور روشن بھٹی کو دیکھ رہے تھے۔بجلی نے وضاحت میں کہنا چاہا۔

"وحید بھائی... جیسا آپ think کر رہے ہیں... ویسا some(کچھ) نہیں..." بجلی نا چاہتے ہوئے خاموش ہو گئی... وہ اس سارے معاملے میں مینو کی وجہ سے پھنسی تھی مگر اب مینو نہ بتانے کیلئے اس کی منت کر رہی تھی... اشاروں میں... اس لئے اسے خاموش ہو کر فی الحال یہ الزام اپنے سر لینا پڑا...

مگر اسی پل جب داخلی دروازے پہ جابر ایک انجان لڑکی کے ساتھ آ تاد کھائی دیا تو سب بجلی اور روشن بھٹی کو چھوڑ اب جابر اور اس کے لائے نئے کارنامے کو دیکھ ششدر رہ گئے...

ایک ہی دن میں اتنا سب کچھ... سب کے سر چکرا کر رہ گئے تھے...

☆...☆...☆

وہ منہ بسورے مینو کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔

”میں نے کبھی اتنی insult(ذلت) کو face نہیں کیا مینو جتنا مجھے آج کی night تمہاری وجہ سے face کرنا پڑی۔“ وہ ٹشو کے ڈبے سے بار بار ٹشو نکال کر اس سے نہ دکھنے والے آنسو صاف کرتے ہوئے بھین بھین کرتی رو رہی تھی۔

مینو نے دلاسے کیلئے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔

”بجلی! اب رونا بھی بند کرو... جو ہو گیا بھول جاؤ۔“ وہ اور کیا کہہ سکتی تھی۔

”صرف تمہاری وجہ سے میں silent ہوں... ورنہ میں اسی time ہی سب کو بتا دیتی کہ یہ سب کچھ میں نے you(تمہاری) کی وجہ سے کیا تھا۔“ وہ روتے ہوئے ناک بھی صاف کر رہی تھی۔

”آئے ہائے چپ کر!“ مینو گڑبڑا کر بولی۔ ”کوئی سن لے گا۔“

”listen کرتا ہے تو بھلی کرے۔“ وہ منہ بنا کر بولی۔ ”ویسے مینو تم نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

good نہیں کیا میرے ساتھ! اتنے years کی respect تم نے میری damage کر دی، وہ بھی ان خبیثوں کے لئے جو sale, eat (بیچ کھائیں گے) جائیں گے تم لوگوں کو۔"

"کیا کروں بجلی... میں بھی تو کتنی بے بس ہوں۔" مینو لاچاری سے بولی۔

"کل مایوں کی تقریب خراب ہو گئی... پھر جورات بدمزگی ہوئی ان کے داماد کے ساتھ... اس لئے سوچا کہ ان کو چھپ چھپا کے سونے اور قیمتی تحفے دوں گی تو کیا پتا ان کا دل صاف ہو جائے اور وہ مہندی میں شرکت کر لیں، مگر جب اسفند نے کہا کہ لڑکے والے آرہے ہیں تو مجھے لگا تم اس پلان پر کام نہیں کرو گی مگر تمہاری ایک بے احتیاطی نے ساری گیم ہی پلٹ دی۔"

"ہاں جیسے میں نے جان بوجھ کر خود کو چور ثابت کروایا ناں سب کے سامنے؟" بجلی منہ بگاڑ کر بولی۔

صبح جو کمرے میں بحث ہوئی، اس کے بعد مینو کچھ زیادہ ہی پریشان ہو گئی

www.novelsclubb.com

تھی۔اسی پریشانی میں اس نے بجلی کو کوریڈور میں اس پلان کے بابت تفصیل سے بتا دیا تھا۔

”مہندی میں جب سب مصروف ہوں گے تو تم،زلو کے ابا کے ساتھ جا کر دلہے والوں کو یہ تحفے بھی دینا،اور مہندی میں آنے کی دعوت بھی دینا۔“

یہ سب سنتے ہی بجلی نے جانے سے صاف انکار کیا۔”no بابا no…! مجھ سے can't ہو گا۔“

”دیکھو بجلی…زندگی میں پہلی بار میں تم سے کچھ کہہ رہی ہوں دوست ہونے کے ناطے…کیا تم میرے لئے اتنا سا کام نہیں کر سکتی…؟“

”اب دیکھو تم emotional blackmailing کر رہی ہو۔“بجلی نے نروٹھے انداز میں کہا تو مینو نے کہا۔

”یہاں سب سے زیادہ میں تم پہ بھروسہ کرتی ہوں…اور یہ بات تم بخوبی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جانتی ہو۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" بجلی ہاتھ اٹھاتے بولی۔ "look... میں ان لڑکوں والے کے ناز نخرے pick (اٹھانے) کرنے کے سخت Against (خلاف) ہوں لیکن پھر بھی میں یہ work (کام) ضرور کروں گی... مگر بدلے میں تمہیں بھی مجھ سے ایک Pinky Promise (وعدہ) کرنا ہوگا۔"

"Pinky Promise؟" مینو نے پوچھا تو بجلی نے اپنے دماغ کے گھوڑے چلانے شروع کئے۔

"اسفند کا زلو کیلئے ہاتھ مانگ لوں گی۔" بجلی نے سوچا اور مینو سے کہا۔ "Firstly (پہلے) میں تمہارا Work نبٹا لوں پھر تسلی سے اس بارے میں تم سے Talk کروں گی۔"

"ٹھیک ہے... وعدہ ہے... تم جو مانگو گی... میں تمہیں دوں گی۔" مینو نے کہا تو بجلی کو اطمینان ہوا۔

ایک تو مینو بجلی کو سمجھتی تھی، اور اس کی اچھی راز دار بھی تھی، اس لئے وہ کچھ سونے کی چیزیں اور قیمتی تحفے جیسے گھڑی، لیپ ٹاپ، موبائل اور کچھ کپڑے، گہنے وغیرہ اسے دے رہی ہے۔ وہ ساری چیزیں بجلی نے اسی کے کمرے میں چھپا کر رکھ لیں۔

شام کو روشن صاحب کو ڈرائنگ روم میں بلایا بھی اسی مقصد کیلئے گیا تھا۔

اب بجلی ہاتھوں میں ڈھیر سارا سامان اٹھائے چھپ چھپا کے جب مینو کے کمرے سے نکلی تو راہداری سنسان پڑی تھی۔ یقیناً سب اوپر ہی مصروف تھے۔ وہ دبے پاؤں مینو کے کمرے میں گھسی... سامان ایک جگہ سیٹ کیا اور زلو کے ابا کو فون کر کے یہاں بلایا۔ تین شفٹس میں تحفے تقسیم کئے۔ پہلے زلو کے ابا ٹوکرا گاڑی میں رکھ آئے... پھر بجلی اور زلو کے ابا ساتھ گئے... اب تیسری باری تھی جب وہ سامان اٹھا کر باہر نکلے تو اچانک بجلی چلی گئی، مگر حیرت طور پر چھت پر بجتا میوزک بڑی آسانی سے یہاں سنائی دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ دونوں اندھیرے میں سائے جیسے معلوم ہوتے تھے جو چھپ چھپا کے وہ سامان گاڑی میں رکھنے کی نیت سے جا رہے تھے مگر اچانک کچھ ان کے پیروں میں لپٹا جس سے وہ لڑکھڑا کر سیڑھیوں سے گرتے چلے گئے اور آواز سے ایک شور اٹھا اور سب یہاں آدھمکے۔ جب تک وہ دونوں سنبھلتے، لائٹس آن کر دیں گئیں تو روشیوں کا سیلاب ان کی آنکھوں کو چندھیا گیا اور بجلی اور زلو کے ابا ایسی حالت میں ملے جیسے چوری کر رہے ہوں... جبکہ تصویر اس کے بالکل بر خلاف تھی۔

کبھی کبھی موجودہِ صورتحال کو دیکھ کر جو بات آپ اخذ کر رہے ہوتے ہیں، در حقیقت ویسا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی نگاہ جو دیکھتی ہے اور اخذ کرتی ہے ویسا کچھ نہیں ہوتا۔

اتنا سونا اور قیمتی سامان ان کے پاس دیکھ کر... وہ بھی اس پہر... یقیناً وہ ڈاکو لٹیرے لگ رہے تھے۔ اب بھانت بھانت کی بولیاں بولی جا رہیں تھیں۔ بجلی اور زلو کے ابا کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس ساری سچوئیشن کو کیسے ہینڈل کریں۔ کیونکہ

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک بہت بڑی غلط فہمی میں وہ پھنس چکے تھے۔ مینو نے اشاروں سے ہی بجلی کو راز فاش کرنے سے روکا ہوا تھا... اور بجلی نا چاہتے ہوئے بھی اس کا راز دل میں دبا کر ساری نظریں برداشت کر رہی تھی۔

''میں نے بہت بڑا الزام اپنے سر لیا ہے مینو!'' بجلی اپنا دکھڑا رو رہی تھی۔

''میں جانتی ہوں بجلی... اور میں مانتی بھی ہوں دل سے۔'' مینو نے صدق دل سے کہا تھا۔ ''مہمانوں سے گھر بھرا ہوا ہے تو بہتر ہے ہم اس پہ کل بات کریں۔''

وہ کہہ کر اب باہر نکلنے کیلیئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆...☆...☆

دلہن بنی سجل بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ جابر نے اس کے ہاتھ پہ مہندی لگائی تو وہ ہنستی مسکراتی اس لڑکی کو دیکھنے لگی جس کا چہرہ بڑا شناسا تھا۔ ''عائشہ تم...؟

www.novelsclubb.com

"

وہ بے یقینی سے اسے دیکھ کر بولی۔ایسے جیسے وہ اس کو یہاں متوقع نہ کر رہی ہو۔عائشہ مسکراتے ہوئے بولی۔"واہ! تمہیں میں یاد ہوں... حیرت ہے!" عائشہ نے مسکرا کر اس کے ہاتھ پہ رکھے پتے پہ مہندی لگاتے کہا۔

"ظاہر ہے... تم نے اسکول میں میرا جینا حرام کر رکھا تھا...اور تم ایسے...یوں اچانک..." وہ جیسے کوئی پزل فٹ کرنے لگی اور شاید وہ پزل فٹ کر چکی تھی۔"...اچھا تو جابر کی کولیگ تم ہو؟" وہ تو صبح سے ہی جانتی تھی کہ جابر کسی لڑکی کو لانے والا ہے مگر وہ عائشہ جمال ہو گی...اسے بالکل اس چیز کا اندازہ نہ تھا۔

"اسکول میں ہم ذرا بے وقوف اور جذباتی ہوتے ہیں...اس لئے معاف کر دینا...اب تمہارا جینا حرام نہیں کروں گی۔" عائشہ نے مسکرا کر کہا اور ہاتھ میں پکڑا تحفہ اس کی طرف بڑھایا۔ سجل کے ساتھ بیٹھی امل نے فوراً سے وہ تحفہ تھاما جبکہ سجل نے شکریہ کہتے ہوئے مسکرا کر اس کی بات پر یقین کی مہر ثبت کی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

☆...☆...☆

سب ہی سوچیں تھیں۔ بہت سے خیالات تھے۔ کئی رنگ بکھرے پڑے تھے چاروں سمت، لیکن ان سب کا محور بس وہ تھی۔ خیال کا ہر پہلو فقط اس سے نکلتا تھا اور اسی پر ختم ہو جاتا تھا۔ دل اس ایک خیال کے طواف میں پہروں گزار دیتا تھا اور تھکتا نہ تھا اور وہ اس معاملے میں جیسے بالکل بے یار و مددگار تھا۔ بے اختیاری حد سے سوا تھی۔

سارا ماحول اس وقت اس کے زیر اثر تھا۔ اس کے رنگوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہر سمت اسی کا جادو پھیلا ہوا تھا اور وہ خود میں گم تھی، اپنے آپ میں مگن تھی۔ فرجاد قریشی کی نگاہ اس منظر کی گرفت میں تھی، جہاں وہ دلہن بنی، بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

لڑکے والوں کی آمد تاخیر کا شکار تھی... اس لئے رسمِ حنا شروع کر دی گئی تھی۔ جابر، اپنی کولیگ عائشہ جمال کو ہر کسی سے متعارف کروا رہا تھا۔ بجلی بھڑ بھڑ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جل رہی تھی۔ اگر اس کی نظر اسفند پر نہ ہوتی تو وہ زلو کا رشتہ ضرور جابر سے کرتی... کیونکہ اسفند کے بعد وہی خاندان کا ایک قابل لڑکا بچا تھا مگر یہ بھی ہاتھ سے پھسل چکا تھا۔ ہاں ناں... ورنہ کوئی ایسے ہی منہ اٹھا کر کسی غیر کو اپنوں کی شادی میں لاتا ہے؟ وہ منہ بنا کر ادھر ادھر پھر رہی تھی۔

ایک طرف شانزے بڑی ہی چاہ سے اپنی نظریں بجلی پر گاڑھ کر کھڑی ہوئی تھی۔ محسوس ہوتا تھا جیسے دوپٹے میں اس نے کوئی چیز چھپا کر رکھی تھی۔ یقیناً یہ پھر کوئی نئی شرارت تھی جو ان کے گینگ نے ترتیب دی تھی۔ شانزے پلان کے مطابق بڑی دیر سے بجلی کے پاس آنے کا انتظار کر رہی تھی مگر بجلی تھی کہ اس طرف آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

یہیں پاس وہ تینوں بے وقوف لڑکیاں منہ بنا کر اس ماحول سے بالکل ہی کٹی ہوئی معلوم ہو رہیں تھیں۔ اچھی خاصی ڈانٹ جو کھائی تھی، مگر بچت ہوگئی کہ کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہاں اصل میں ہوا کیا تھا... ابھی بے بی تفصیلات میں نہ گئی تھی

اس لئے بھی شاید بچت ہو گئی تھی۔

بجلی بھی مسلسل اپنی آنکھیں مٹکا مٹکا کر سوچ رہی تھی کہ آخر عین وقت پہ لائٹس بند کس نے کی تھیں؟ اور کس نے سیڑھیوں پر رسہ باندھا تھا جس سے لڑکھڑا کر وہ سیڑھیوں پہ سلائیڈ کھاتے ہوئے گری تھی... سامان سمیت!

"ہائے... بڑا درد ہو رہا ہے..."

فوراً درد کی لہر اس کے جسم میں دوڑی تو اس نے بیٹھنے کیلئے کرسی کی تلاش میں نگاہ دوڑائی۔ وہاں ایک پلاسٹک کی کرسی دکھائی دی۔ وہ اس طرف آنے لگی۔ شانزے چوکنا ہوئی۔ بجلی منہ بناتی کرسی کے قریب آ چکی تھی، ابھی اس کی نظر ہٹی کہ در گھٹنا گھٹی!

شانزے نے جلدی سے صمد بونڈ نکال کر کرسی پہ گرائی اور اسی وقت بجلی اس پہ تشریف رکھ کر بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

شانزے بچی ہوئی صمد بونڈ واپس دوپٹے میں لپیٹ کر یہاں سے غائب ہوئی تھی۔

فاصلے پر کھڑے حاشر نے شانزے کو thumbs up کا اشارہ دیتے کہا تھا۔"اب مزہ آئے گا!"

☆...☆...☆

رات کے گیارہ بج چکے تھے۔وحید صاحب کو احساس ہو چکا تھا کہ اب لڑکے والوں کی آمد نہیں ہو گی۔اس لئے انہوں نے خود ہی لڑکے والوں کو فون کرنے کا سوچا۔

اور جب انہوں نے فون کیا تو ساری حقیقت کھل کر جوان کے سامنے آئی...انہوں نے بمشکل اس کو برداشت کیا۔

"تم نے اچھا نہیں کیا اسفند!"

☆...☆...☆

رسم حنا کیلئے بجلی کو بلوایا گیا تو وہ اپنی نشست سے اٹھی اور کرسی اس کی تشریف سے چپکی، بطخ کی تشریف کی طرح ٹئوں ٹئوں کرتی بجلی کے پیچھے آرہی تھی جس سے وہ بالکل ہی بے خبر تھی۔ وہ جہاں کہیں سے گزری سب مہمان ہنس ہنس کر نڈھال ہوئے۔ مینو نے سر پیٹا۔ "بس اسی تماشے کی کمی تھی۔"

جلدی ہی بجلی پر اس مذاق کا انکشاف ہوا اور اس کا پورا وجود زمین میں گڑتے گڑتے رہ گیا۔ زلو نے ماں کے وجود سے چپکی کرسی کو پکڑ کر کھینچا تو بجلی بھی ساتھ ہی کھنچی چلی گئی۔ ایک دو کوشش کے بعد جا کر بجلی کو رہائی نصیب ہوئی... ہاں البتہ وہ نفیس سی گولڈ رنگ کی ساڑھی پھٹ ضرور گئی تھی۔

آج بجلی کیلئے بہت برا دن تھا۔

☆...☆...☆

کھانا لگوایا جا رہا تھا۔ مہمان بڑے مہذب طریقے سے کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ لڑکے والوں کے آنے کی امید اب ختم ہو چکی تھی پھر بھی مہمانوں کو جیسے تیسے کھانا کھلا کر، بہانوں سے بھلا پھسلا کر خصت کر دیا گیا تھا۔ مہندی کی ایک بہت بڑی تقریب جیسے تیسے نبٹ گئی تھی۔ مینو نے شکر ادا کیا۔

لڑکے لڑکیاں اب آپس میں ہنسی مذاق کرتے، گانے چلا کر ڈانس کر رہے تھے۔

اپنی مستیوں میں مگن...

اس بات سے بے خبر کہ ایک نیا طوفان ان کی خوشیوں کو بہا کر لے جانے کیلئے منہ کھولے کھڑا تھا۔

انہی مستیوں میں جب وحید صاحب تھکے قدم کے ساتھ آتے دکھائی دیئے تو وہ سب اپنی اپنی جگہ جامد ہو گئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دل کو دھڑکا لگا... یقیناً کچھ غلط ہونے والا ہے یا غلط ہو چکا ہے...

وہ چلتے ہوئے اسفند کے سامنے آئے۔

سب ان کو دیکھ رہے تھے... وحید صاحب نے اسفند سے براہ راست پوچھا۔ ”تم جانتے تھے ناں کہ لڑکے والے نہیں آئیں گے۔“

”جی بابا!“ وہ بولا تو وحید صاحب کے جسم میں کرنٹ دوڑ گیا، مگر وہ ضبط کرتے ہوئے بولے۔

”دل تو چاہ رہا ہے تمہارے منہ پہ تھپڑ مار کر تمہارا منہ توڑ دوں مگر ایک باپ اتنے بڑے بیٹے کو تھپڑ مارتے اچھا نہیں لگے گا۔“

وہ بولے تو مینو نے پوچھا۔

”ہوا کیا ہے؟“

”تمہاری بیٹی کی شادی نہیں ہو رہی...“

”مگر کیوں...؟“مینو نے حیرت سے پوچھا۔

”کیونکہ عبداللہ نے آج ہی کسی اور سے نکاح پڑھوالیا ہے۔ جیسے میں نے کسی اور کو ٹھکرا کر تم سے شادی کی تھی...ایسے ہی کسی نے میری بیٹی کو ٹھکرا کر کسی اور کو اپنا لیا ہے۔“

☆...☆...☆

...اور تبدیلی گلے پڑ گئی

(آخری قسط)

از قلم ہمایوں ایوب

...رات...

کبھی کبھی یہ رقابت، اعتماد کی برسوں پرانی بلند فصیلوں کو بھی بودا کر دیتی ہے اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ذات کے گرد کھڑے مضبوط ستون بھی بوسیدہ عمارت کو سنبھال نہیں پاتے۔

اس وقت اس کی حالت بالکل ایسی تھی جس طرح ایک جھوٹ اور فریب کی بنیاد پر کھڑی عمارت لرزتی محسوس ہوتی ہے۔اس وقت اس کے اپنے ہی خیالات آندھیوں کے مانند اس کی ذات کو تنکوں کی صورت آڑا کر لے جا رہی تھی۔

کیوں...؟

کیونکہ اس کی انا کا بت پاش پاش ہو کر بکھرا تھا۔

ریزہ ریزہ ہو کر...

دور تک پھیل کر...

اپنے کرچی کرچی ہونے پر بے وقعت سا پڑا لوگوں کیلئے باعث عبرت کا نشان بنا ہوا پڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

یہ تکبر تھا جس کی ملاوٹ نے اس کی ذات کو کھوکھلا کر دیا تھا۔

...اور تکبر کا انجام یہی ہوتا ہے۔...اور جانتے بوجھتے لوگ نا جانے کیوں یہ تکبر کرتے ہیں؟

یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارا کیا کبھی نہ کبھی لوٹ کر آتا ہے۔

کیونکہ وقت ادھار چکا کر جاتا ہے... سود سمیت!

یہی تو مکافات عمل کہلاتا ہے...

اور آج جو کچھ بھی ہوا... وہ ایک مکافات عمل ہی تو تھا...

ثمینہ کھیڑو کا بویا ہوا ایک بیج... اتنے برسوں بعد اس کی بیٹی کو کاٹنا پڑا تھا...

ہاں... مکافات عمل کی یہی تو ستم ظرفی ہے کہ وہ کسی 'اور' کے کئے کا بدلہ 'اس' کے پیارے سے لیتا ہے۔

یہ کیسی سوچیں ہیں جو اُسے کمزور کرتی جا رہیں تھیں...

ثمینہ کھیڑو اپنے بھور بھور ہوتے وجود کے ساتھ کرسی پر بے دم سی گری تھی...،اور تب سے ہی وہ اسی حالت میں بیٹھی ہوئی تھی۔

لائٹوں سے سجے پنڈال میں ساری کرسیاں خالی بے ترتیب سی پڑیں تھیں، بالکل اس کے وجود کی طرح!

وہ اس پنڈال میں بالکل اکیلی تھی... جب اپنی کی ساری زیادتیاں، سارے پچھتاوے، غرور و تکبر اس کے ساتھ آ بیٹھے تھے۔

کچھ دیر پہلے جو اس گھر میں رونق لگی تھی، وہ اجڑ چکی تھی...

سارا پنڈال سنسان اور ویران پڑا تھا۔

کیا کیا نہیں کیا تھا سجل کے رشتے کیلئے...

لوگوں کی منت سماجت، تحفے تحائف، دولت سے حصہ...

یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ لالچی تھے، ان کا لالچ سے کبھی پیٹ نہ بھرنا تھا... پھر بھی اس نے ان کی ہر بات پوری کی اور ہر مانگ کو پورا کیا... کہ اس کی بیٹی کا گھر بس جائے... تاکہ وہ لوگوں کو دکھا سکے کہ وہ بڑی مہان عورت ہے... بڑا دل ہے اس کا... بڑا مان تھا اسے اپنے آپ کا...

اور اب... وہ اپنا خود ساختہ، مسخ شدہ مان لیکر نوحہ کر رہی تھی...

اور نوحہ کرنے سے سب ٹھیک نہیں ہو جاتا...

☆...☆...☆

اسے بہت معمولی سا Limb Lengthening کا مسئلہ تھا۔قدرتی طور پر اس کی پیدائش اسی حالت میں ہوئی تھی،ڈاکٹرز سے مشاورت کے بعد اس کے چھوٹے پیر کو بڑا کروانے کیلئے بہت سارے علاج کروائے گئے مگر سب بے سدھ!

اسے کوئی معذوری نہ تھی...وہ ہٹی کٹی ٹھیک ٹھاک تھی...بس چلنے میں تھوڑی سی لنگڑاہٹ نظر آتی تھی۔اسی لنگڑاہٹ سی وجہ سے اسے ایک defected Piece(نقص شدہ) سمجھا جاتا تھا۔وہ اتنا کوئی بڑا نقص نہیں تھا مگر پھر بھی لوگ اسے رجیکٹ کر دیتے تھے۔لنگڑاہٹ کی وجہ سے اسکول میں مذاق کا نشانہ بنایا جاتا اس لئے اس نے اسکول جانا چھوڑ دیا۔اسے گھر بیٹھے ٹیچرز پڑھانے آتے اور وہ بس امتحان دینے جاتی تھی۔وحید صاحب اپنا اثر رسوخ استعمال کرتے اور وہ بہترین تعلیم حاصل کرتی رہتی۔اس کی داخلہ دادو گرلز کالج میں

کروائی گئی تھی... جس میں وہ جاتی نہیں تھی۔جب اگزیمز ہونے لگے تو اس کا جانا ضروری ٹھہرایا گیا۔

اور اس سلسلے میں گرلز کالج کے پرنسپل سے بات کر کے معاملات سیٹ کئے گئے...تب رہنے کے مسئلے کی وجہ سے اسفند کے کلاس فیلو فرجاد سے بات کی گئی جو اسی کالج میں پڑھاتا تھا۔

سجل نروس تھی۔لوگوں کے رویوں سے وہ ایک ہچکچاہٹ کا شکار رہتی تھی۔ وہ تن تنہا اکیلے کہیں بھی جانے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔عباد نے سجل کے ساتھ امل کے جانے کی بات کی تو سب تیار ہو گئے۔جب یہ بات طے ہو گئی تو سجل بھی اس کے ساتھ جانے کیلئے مان گئی...

سجل پہلی بار اپنے گھر کے ماحول سے نکل کر کسی اور کے گھر کے ماحول میں رہنے جا رہی تھی،وہ الجھن کا شکار تھی مگر دادو پہنچ کر اس کا جس گرم گوشی سے استقبال کیا گیا،اسی سے سجل کی ساری سوچیں غائب ہو گئیں۔وہ پہلے ہی دن اس ماحول کا ایک حصہ بن گئی تھی۔

جب آپ نے تمام عمر لوگوں کی نظریں، اپنے لئے ترس اور ہمدردی کیلئے اٹھتی دیکھیں ہو... اور آپ کو یکدم ہی کسی آنکھ میں محبت، اپنائیت اور نرم گوشہ نظر آئے تو ایسا ہی ہوتا ہے...

اس نے وہاں جتنے دن گزارے، اسے یاد بھی نہیں رہا تھا کہ وہ دنیا کی نظر میں ایک defected piece ہے۔ وہ صفورا بیگم اور خالدہ بیگم کے ساتھ بیٹھ کر روحی، دری اور مٹھی کی باتیں سنتے ہوئے ہنستی رہتی، ان کی حرکتیں دیکھتے ہوئے مسکراتی رہتی، فرجاد کے پڑھانے پر اسے پڑھائی بڑی دلچسپ لگتی تھی... جبکہ وہ تو پڑھائی سے بھاگنے والوں میں سے تھی۔ مل بیٹھ کر چائے پینے اور باتیں کرنے کا ایک وقت شام کو مخصوص تھا جس کا اس کو خاص انتظار ہوتا تھا۔ یہ ایسا ماحول تھا جو اس نے اپنے گھر میں کبھی نہ دیکھا تھا۔

مینو نے گھر سے زیادہ ہمیشہ باہر کی عورتوں کو اہمیت دی تھی، یہی وجہ ہے کہ سجل کو وہ گھر نہیں، بس ڈی پی او ہاؤس لگتا تھا جس میں نوکر چاکر اپنی منمانی کرتے تھے، من ہوتا کام کرتے، نہ ہوتا تو نہ کرتے... کوئی دیکھنے پوچھنے والا نہ تھا... مینو

صبح ہی حیدر آباد نکل جاتی اپنی کٹی پارٹیز اور دعوتوں میں... وحید صاحب نوکری میں مصروف رہتے... پیچھے گھر کا نظام بہت متاثر ہوتا رہا۔ وقت کے ساتھ سب اس ماحول کے عادی ہو چکے تھے۔ امل تو پھر بھی اسکول کالج وغیرہ میں گھومتی رہتی تھی مگر سجل صرف گھر میں قید رہتی تھی اس لئے بھی وہ یہ چیز بہت زیادہ محسوس کرتی تھی، اس لئے جب وہ قریشیز آئی... تو صحیح معنوں میں اسے معلوم ہوا کہ گھر کہتے کس کو ہیں...

گھر... گھر والوں سے بنتے ہیں... مہنگے ڈیکوریشنز کو سیٹ کر لینے سے بس ڈی پی او ہاؤس بنتے ہیں، گھر نہیں!

امتحانات ختم ہوئے تو ثمینہ کھیڑ وجب سب کیلئے تحفے لیکر، بتائے ہوئے پتے تک پہنچی تو اس کے صحیح معنوں میں حواس گم ہوئے۔

جس شہر... جس گلی... جس گھر... جن لوگوں سے وہ چھپتی پھرتی تھی... قسمت نے اسی گھر کے دروازے پر اسے لا کھڑا کیا تھا... اتنی بے خبری!

اس گھر کے مکین بھی پہلے پہل حیران ہوئے تھے مگر ان کا ظرف بہت بڑا

تھا...نہ شکوہ کیا نہ گلہ... خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا۔بے بی گھر پر نہ تھی...اس سے ملاقات نہ ہوئی...ایک بوجھ سا لیکر مینو واپس آئی۔

سجل نے واپس آکر قریشیز کو بہت مس کیا۔وہ اسی مخصوص وقت میں چائے بنا کر کسی نہ کسی کے ساتھ آکر بیٹھ جاتی... بھلے پھر گھر میں کوئی نہ ہو...اور دینو کا کا ہی آخری آپشن بچا ہو۔

سجل کی باتوں میں اب اکثر بے بی کا ذکر ہونے لگا تھا...''بے بی کتنی اچھی تھی...اس نے میرا بہت خیال رکھا...''مینو سلگ اٹھتی تھی۔''قریشیز کے سارے بچے اچھے تھے...،ماحول اچھا تھا...سب مزے سے رہتے ہیں...''سن کر ثمینہ کھیڑو کو نا جانے کیوں سکون نہیں آیا۔سجل کا اتنا خیال رکھا گیا...اس نے بدگمانیوں کے دروازے ثمینہ کھیڑو پر کھول دیئے۔یقیناً بے بی نے سجل پر ترس کھایا ہوگا...وہ تو الٹا خوش ہوئی ہوگی ثمینہ کھیڑو کی وہ معذور بچی...بے چاری...

مینو کو غصہ آیا۔اس کی اوقات ہے میری بیٹی پر رحم کھانے کی...؟

وہ ہوتی کون ہے اس کی حالت پر ترس کھانے والی...؟

بے بی... تمہاری خود کی حالت ایسی ہے کہ تم پر ترس کھایا جائے...

دیکھو مجھے... میں ایس ڈی ایم کی بیوی ہوں...

میرا ایک اسٹیٹس ہے...

نوکر چاکر، گھر اور...

تم میری بیٹی پر ترس کھاؤ...!

ہنہ!

دیکھنا ایسے امیر گھرانے میں اپنی بیٹی کی شادی کروں گی کہ تم دیکھتی رہ جاؤ گی۔

ثمینہ بھڑ بھڑ جلتے ہوئے سوچ رہی تھی۔اس سوچ کو عملی جامع پہنانے کیلئے اس نے جلد ہی اس کے رشتے کیلئے بھاگ دوڑ شروع کی اور بالآخر کامیاب ہو گئی۔

...اور ڈھیر ساری شرائط پر رشتہ طے کر بیٹھی۔

وحید صاحب نے قریشیز کو بھی دعوت نامہ بھجوایا... ثمینہ سے کہا کہ پرسنلی وہ ان کو فون کرے مگر وہ نہ مانی! اس لئے عباد کو فون کرنا پڑا۔

پھر تو اس کی تیاریاں شروع ہوئیں۔سارا انتظام مکمل کیا گیا۔گھر سارا نئے فرنیچر سے سجایا گیا۔ٹرانسفارمر لگوایا گیا..پورے گھر کو لائٹس سے سجایا گیا...ہر چیز پرفیکٹ تھی...پر کہتے ہیں ناں...اللہ کے حکم کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلتا...اور اللہ ہی بڑا planner ہے...اور اس کے دکھاوے کے سارے پلان درہم برہم ہو کر رہ گئے۔

کچھ لائٹ کے زریعے...،کچھ لوگوں کے زریعے...اور آج وہ اسی دکھاوے کے ساتھ اکیلی بیٹھی سود وزیاں کا حساب کر رہی تھی۔

وہ نڈھال،ہر چیز سے لاتعلق سی بیٹھی اپنی کل زندگی کے خساروں کا حساب گن رہی تھی۔ایک ایک خسارے پر غور و فکر کر رہی تھی جب اسے شدت سے محسوس ہوا...

اس پہر...اس وقت وہ اکیلی نہیں ہے...،اپنے پچھتاؤں اور خساروں کے ساتھ ساتھ کوئی اور بھی ہے اس کے ساتھ...!

بالکل اس کے پیچھے رکھی کرسی پر وہ وجود اور کس کا ہو سکتا تھا...؟

"میں نہیں جانتی... کب مجھے تم سے زیادہ وحید صاحب سے محبت ہو گئی تھی۔"

وہ ٹوٹے دل سے...، ٹوٹے وجود سے...، ٹوٹے الفاظ کے ساتھ ایک ایسا اعتراف کرنے جا رہی تھی جس کا اس نے کبھی سوچا نہ تھا۔ گزری ساری زندگی میں اس نے کبھی نہ سوچا تھا کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب اسے خود سے وہ سب اپنی زبان پر لانا ہوگا جو اس کی صفحۂ ہستی کو بے نشان کرنے والا تھا۔

"...ہاں... اس کی وجہ شاید میری خواہشیں تھیں... میرے وہ خواب جو ہر لڑکی دیکھتی ہے... ایک بہترین مستقبل کے... مکمل گھر کے... مگر میں ہمیشہ تہی داماں رہی بے بی!" وہ دامن میں گرے ہاتھ اٹھا کر دیکھتے بولی... "میرے ہاتھوں کی لکیروں میں شاید کچھ نہیں تھا... ماں باپ نے پیدا کر کے چھوڑ دیا... غربت سے تنگ آ کر انہوں نے مجھے تمہارے ماں باپ کے پاس بھیج دیا۔ مڑ کر میری خبر نہ لی... تو تمہارے ماں باپ کو ہی اپنے ماں باپ سمجھ کر اس بڑے سے گھر میں رہنے لگی... وہ بڑا سا گھر... اور گھر میں رہتے تمہارے بابا اور میری ہی طرح کئ

گاؤں سے آئے ان کے بھتیجے بھانجے اور میں... جو تمہارے بابا کی غریب بھانجی کی بیٹی تھی۔ میری سب سے اچھی دوست تم تھی بے بی... تم خندہ پیشانی کے ساتھ سب کے کام کرتی تھی، مجھے کسی قسم کے کام میں ہاتھ بھی نہ ڈالنے دیتی تھی۔ ہر وقت 'بے بی... بے بی...' کی صدائیں گھر میں گونجتی رہتی تھیں۔ تم کبھی نہیں تھکتی تھی۔ گھر میں تمہاری پوزیشن مستحق تھی۔ تمہیں دیکھ کر کوئی بھی رشک کر سکتا تھا... اور سب سے بڑی بات... وحید صاحب جیسا خوبصورت منگیتر تھا تمہارا... جو پڑھائی میں محنت کر کے ایک نہ ایک دن کامیاب ہو کر ایک اعلیٰ پوست پر فائض ہوتا دکھائی دیتا تھا... تب مجھے پہلی بار تم پہ رشک نہیں... حسد آیا تھا جس کا خیال مجھے بجلی نے دلایا... اسی نے مجھے احساس دلایا کہ وحید صاحب میرے بھی ہو سکتے ہیں... اگر میں چاہوں تو...!"

بے بی خاموشی سے سب سن رہی تھی۔ اس کی حالت بھی مینو سے مختلف نہ تھی۔ وہ بھی تقریباً اسی درد اور وحشت سے گزر رہی تھی جس سے مینو گزر رہی تھی۔ مینو اپنا اقبالِ جرم جن انگاروں پر چل کر، کر رہی تھی اس کے درد کی شدت

بے بی اپنے وجود میں بھی برداشت کر رہی تھی۔

"...اور میں... کہ جس کو نہ اپنے ماں باپ کا پیار پایا... نہ اتنا پیار اگھرانا... نہ اتنا پیار کرنے والے بھائی اور بھابیاں... نہ وحید صاحب جیسا پیار کرنے والا منگیتر... میں رقابت کے احساس میں گھرتی چلی گئی اور میں نے تم سے وحید صاحب کو چھیننے کا پورا پورا من بنالیا... اس بابت میں نے کام شروع کیا... اور مجھے اشرف کے روپ میں وہ گورکھ دھندا مل گیا تھا جس سے یہ پلان کامیاب ہو سکتا تھا۔"

رات کی تاریکی کا سیاہ جال ہر سو پھیل چکا تھا۔ چھت کی مدھم نارنجی روشیوں سے اجالا پھیلا ہوا تھا۔ اسی اجالے کی وجہ سے وحید صاحب دوران دونوں کو ساکت بیٹھا ہوا دیکھ پا رہے تھے۔ ان کی باتیں سنائی نہ دیتی تھیں مگر وہ سمجھ رہے تھے کہ ان کے بیچ کیا بات ہو رہی ہوگی۔ وہ چھت کے ساتھ منسلک کمرے میں منتشر حال ایک طرف بیٹھے مضمحل دکھائی دیئے۔ اسفند کمرے میں دبے قدموں کے ساتھ داخل ہوا تو وہ ایک تھکی نگاہ سے اسے دیکھنے لگے، پرُشکوہ نگاہ... گلہ کرتی... کیوں

کیا ایسا اسفند...؟

"یقین جانے بابا... مجھے سب دیر سے پتا چلا۔" وہ ان کے قدموں میں بیٹھ کر بولنے لگا، مگر بدلے میں وحید صاحب نے اسے کچھ نہ کہا۔ اسفند نے وضاحت دیتے کہا۔ "بابا... مجھے شروع سے ہی عبداللہ پہ کچھ شک سا تھا، اس لئے میں نے پہلے ہی اس کے پیچھے لوگوں کو لگا رکھا تھا... یہ تو مجھے آج پتا چلا کہ چار مہینے پہلے ہی اس نامراد نے اپنی کسی اسٹوڈنٹ سے کورٹ میرج کرلی تھی۔ لڑکی ماسٹرز پڑھنے جاتی تھی، اور عبداللہ ماسٹر پڑھانے جاتا تھا... اور ماسٹر ماسٹر کرتے وہ اتنا بڑا قدم اٹھا کر بیٹھ گئے۔ عبداللہ کے ماں باپ کو پتا چلا تو انہوں نے اس کورٹ میرج کو قبول نہ کیا... اور زبردستی اس کو سجل سے شادی کرنے پر بلیک میل کرنے لگے۔ ان کو ایسی بے حیاء لڑکی بالکل بھی قبول نہ تھی جو اپنے ہی استاد کے ساتھ عشق کے پینگے بڑھا رہی تھی اور اس قدر بے باکی سے کورٹ میرج جیسا قدم اٹھا سکتی تھی۔"

اسفند مسلسل بول رہا تھا مگر وحید صاحب ارد گرد سے بے نیاز سوچوں کے گرداب میں پھنسے ہوئے تھے۔ پریشانیوں کا ایک کے بعد ایک در وا ہوتا جا رہا تھا۔

دوسری طرف مینو کی آنکھوں میں دھند اتر آئی تھی۔اسے کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔دھند گہری ہوتی جارہی تھی،اور وہ ہمت جمع کر کے اپنی زندگی کا وہ باب کھولنے جارہی تھی جس کو سالوں پہلے اس نے بند کر ڈالا تھا۔سوچا تھا وہ کبھی مڑ کر اس دروازے کی طرف نہیں دیکھے گی مگر قسمت آپ کے ساتھ کب کون سا کھیل کھیل جائے،آپ کو معلوم نہیں ہوتا...جو کرتا ہے،اس کے ساتھ بھی ہوتا ہے...انسان بس سوچتا رہ جاتا ہے اور حقیقت سامنے آجاتی ہے۔

"اشرف!پڑوس والی خالہ فاطمہ کا بیٹا...جو ریاضی میں کمزور تھا...اور خالہ فاطمہ اس کے مستقبل کو لے کر بہت فکر مند تھی۔خالہ نے اس بارے میں تم سے بات کی...اور تم نے اسے پڑھانے کا ذمہ اٹھالیا۔وحید صاحب کا اس وقت سندھ یونیورسٹی میں ایڈمیشن ہوا تھا۔کتنا خوش تھی تم جب وحید صاحب نے اپنی زمین کا چھوٹا سا حصہ بیچ کر حیدر آباد میں گھر لے لیا تھا...اور تم مجھے بتانے کیلئے بھاگی آئی تھی...قسم سے بے بی میرا دل جل کر سواہ ہو گیا تھا...تمہاری زندگی پرفیکٹ

تھی... کبھی تمہیں کسی محرومی کا شکار نہ دیکھا تھا... اور تمہیں دیکھ کر مجھے اپنا آپ احساسِ کمتری کا جھونکا چھو جاتا تھا۔ تم مکمل تھی بے بی... اور میرے پاس کچھ نہیں تھا... تب تمہیں نامکمل چھوڑ دینے کیلئے میں نے وحید صاحب کے دل میں تمہارے لئے بدگمانیوں کا ڈھیر ڈالنا شروع کیا۔ اشرف تم سے تین سال چھوٹا تھا مگر اس کے دل میں تمہارے لئے ایک محبت کا جذبہ میں نے محسوس کر لیا تھا... اور اسی معصوم جذبے کو ہتھیار بنا کر میں نے وحید صاحب کے دل میں وسوسے ڈالنا شروع کر دیئے۔"

مینو نے گہری سانس اپنے لبوں سے خارج کی...

"تم جو یہ پھول لگاتی ہو... اس کی کہانی وہ نہیں جو تم بتاتی ہو... میں نے دیکھا تھا کیسے یہ پھول وحید صاحب ہر صبح تمہاری کھڑکی پر رکھ جاتے تھے، اور تم خوشی بخوشی اسے زلفوں میں لگا کر پھرا کرتی تھی... ہر کوئی تمہارے اس اسٹائل کا دیوانہ نظر آتا تھا مگر میرے دل پر چھریاں چلتی تھیں... تمہیں اتنا مطمئن دیکھ کر... پھر جب وحید صاحب چلے گئے تو تم نے زلفوں میں پھول لگایا چھوڑ دیا... مجھے یاد ہے

ایک بار میں نے تم سے پھول نہ لگانے کی وجہ پوچھی تو تم نے بڑی خوبصورتی سے مجھے ٹرخاتے کہا کہ پھولوں کی ایک رُت ایسی بھی ہوتی ہے کہ یہ ذہن پر منفی سوچیں پیدا کرتی ہیں... اس لئے اس رُت میں پھول نہ ہی پہنا جائے تو اچھا ہے... تب مجھے نہیں پتا تھا کہ ایک پھول... ایک عام سا پھول کیسے وحید صاحب کے دل میں بال ڈالنے والا تھا۔ وہ ایک ایسی ہی شام تھی جب اچانک بن بتائے وحید صاحب جام شورو سے دادو آ پہنچے تھے۔ ایک بار خط میں تم نے ان کو بتایا تھا کہ ان کی موجودگی میں، تم بالوں میں پھول نہیں لگاتی... مگر جب وہ قریشیز پہنچے تو تمہاری زلفوں میں پھول دیکھ کر وہ چونکے تھے۔ تمہیں جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی...؟ وہ اس طرف سے الجھے ہوئے تھے۔ اس کی پرواہ کئے بغیر کہ تم تو ویسی ہی ہو جیسی ہمیشہ سے تھی... تمہاری نگاہوں میں وہی محبت اور خلوص ہے... پھر یہ بات انہیں اس قدر پریشان کیوں کر رہی تھی...؟ اس رات وہ سوچتے سوچتے سو گئے۔ اگلی صبح اپنے وقت پر اٹھ کر، ساری باتیں بھلا کر وہ پھول تمہاری کھڑکی کی طرف لا رہے تھے جب ان پہ حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا... وہاں پہلے سے ہی ایک

www.novelsclubb.com

پھول پڑا ہوا تھا... میں نے فاصلے سے دیکھا... وحید صاحب نے اپنے ہاتھوں میں پکڑا پھول مروڑ کر ایک طرف پھینکا اور غصے سے چلے گئے۔ اس دن مجھے ایک انجانی خوشی ہوئی بے بی... میں... تمہاری بے وفائی ثابت کرنے کے بعد خوش ہوئی تھی بے بی... ہاں... اس سب کے پیچھے میرا ہاتھ تھا۔"

اس کی نظریں سامنے تاریک آسمان پر تھیں... جہاں صرف تاریکی ہی تاریکی تھی... اس اندھے کنوائیں کی تاریکی جیسی جس میں بنا سوچ سمجھے اس نے خود کو گرا دیا تھا... وہ حسد کا کنواں تھا جس کی گہرائی کسی مکناتیس کی طرح اسے کھینچ رہا تھا... اور وہ خود کو گرانے سے روک نہ پا رہی تھی۔

"دینو کاکا، کبرا خان قریشیز کے خاص ملازم تھے... وحید صاحب کے حیدر آباد شفٹ ہونے کے بعد وہ دونوں ان کے ساتھ چلے گئے تھے۔ دینو کاکا بڑا ہی مفاد پرست تھا... غربت نے اسے دو نمبریاں کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ کہنے کو وہ قریشیز کا بڑا وفادار تھا مگر اپنی فطرت کے تحت وہ ادھر کی ادھر چند روپئیوں کیلئے کر دیا کرتا تھا۔ میں نے دینو کاکا کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا... مجھے جب کسی چیز کی ضرورت

ہوتی تھی، تمہیں کہتے ہی تم پوری کر دیتی تھی...اس لئے میں جو چنگیری اور کپڑے سیتی تھی...اس سے کمائے پیسے دینو کاکا کو دے دیتی تھی اور وہ حیدر آباد کی ہر خبر مجھ تک پہلے پہنچا دیتا تھا...اس دن بھی جب دینو کاکا نے مجھے بتایا کہ کل وحید صاحب بن بتائے پہنچنے والے ہیں تو میں نے صبح ہی ایک پھول توڑ کر تمہاری کھڑکی کے باہر رکھ دیا۔ وہ پھول جب تم نے دیکھا تو تمہیں بہت حیرت ہوئی تھی...تب میں نے تمہیں بتایا تھا کہ وحید صاحب نے مجھے ہی وہ پھول رکھنے کا کہا تھا...جو اشارہ تھا کہ وہ آرہے ہیں...اس لئے ان کی آمد تمہارے لئے اتنی غیر متوقع نہ رہی تھی...جو وحید صاحب کو الجھا گئی تھی، اور اس پورے چکر میں قسمت میرے ساتھ تھی کیونکہ اس بابت نہ تم نے ان سے بات کی...نہ ہی انہوں نے...مجھے تسلی ہو گئی...میں اگلے دن بھی وحید صاحب سے پہلے تمہاری کھڑکی میں پھول رکھ آئی اور ان کو لگا جیسے کوئی اور ان کے بیچ آگیا ہے۔ واقعی کوئی اور بیچ میں آگیا تھا...میں آگئی تھی...پھر کیا ہونا تھا...میں بلا مقصد ہی وحید صاحب کے کمرے میں جانے لگی...ان کو بہانے بہانے سے بتانے لگی کہ کیسے اشرف تمہارے ساتھ

www.novelsclubb.com

فرینک ہوتا ہے... تم دونوں کے بیچ کتنی بے تکلفی ہے... اور وہ تم سے بددل ہونے لگے۔ ان کے حیدر آباد چلے جانے کے بعد بھی کوئی کھڑکی پہ پھول رکھتا رہتا تھا... تم جب الجھ کر مجھ سے پوچھتی تو میں کہہ دیتی کہ وحید صاحب نے خاص تاکید کی ہے کہ تم بغیر پھول کے نہ پھرا کرو... تو یہ سب سن کر تم مسکرادیتی اور میں دوستی کے در پردے، وحید صاحب کو اپنی باتوں میں پھنسا رہی تھی... اپنائیت بھرے خط لکھ کر دینو کاکا کے ہاتھوں ارسال کر دیتی... تمہارے خط بدل کر غیر رومانوی سے خط ان کو ارسال کر دیتی... جن کو پڑھ کر ان کی بدگمانیوں میں بڑھوتی ہوتی جا رہی تھی۔ وہ پھول... جو تمہاری غلط فہمی تھی کہ وحید بھائی رکھتے ہیں، جس کے تصور سے مہکے لمحوں کے احساس سے تم مسکراتی... بڑی چاہ سے اسے چھوتی... اور بڑے چاہ سے بالوں میں لگاتی... وہی پھول تمہیں وحید صاحب کی آنکھوں میں گراتا جا رہا تھا... اور مجھے اٹھاتا جا رہا تھا۔"

اس نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں... یہاں بھی اندھیرا...

گھور اندھیرا... اس نے کہا...

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ایک دن انہوں نے براہ راست مجھ سے پوچھ لیا کہ بے بی کو پھول کون دیتا ہے تو میں نے صاف صاف بتادیا کہ یہ پھول اشرف رکھتا ہے جس کی چشم دید گواہ میں خود ہوں! ان کو میں تمہارے خلاف کر چکی تھی اور یہاں تمہیں باتوں باتوں میں سمجھانے لگی تھی کہ وحید صاحب کا یہ سرد پن یقیناً کسی اور کے آجانے کی وجہ سے ہے... ان کا دل یونیورسٹی کی کسی لڑکی پر لٹو ہو گیا ہے... اور تم بھی پہلے یقین نہ کر کے آہستہ آہستہ بد ظن ہونے لگی تھی۔ دینو کا کا اس بد گمانیوں میں برابر کا تیل ڈالنے پر لگے تھے۔ تمہیں یاد تو ہو گا کہ ایک بار وحید صاحب کے گردن میں چند انگلیوں کے نشان لگے تھے... انہوں نے سب کو یہی بتایا کہ یونیورسٹی میں ان کا کسی لڑکے سے جھگڑا ہوا تھا... اسی وجہ سے یہ نشان لگے تھے، مگر دینو کا کا نے خاص تمہیں آکر وسوسہ دیا کہ دادو آنے کی وجہ سے وحید صاحب کی گرل فرینڈ ناراض ہو کر ان کو ناخن مار رہی تھی... اور سادہ سی تم ہماری ہر جھوٹی سچی باتوں کو مانتی چلی گئی تھی... اور جب اشرف چھیڑ خانے کرتے تمہارے لئے گانا گاتا... ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں، ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم... تو تم مسکراتی اور وحید صاحب

سلگ کر رہ جاتے...“

سارے منظر کسی فلم کی طرح چل رہے تھے... جسم میں خون کی گردش تھم چکی تھی...

”پھر وہ دن آ پہنچا کہ وحید صاحب کی یونیورسٹی کے آخری دن تھے اور تمہارے گھر میں بے بی کی شادی کے بابت باتیں ہونا شروع ہو گئیں تھیں۔ میں نے پہلے ہی خط لکھ کر وحید صاحب کو خبر پہنچادی تھی، اور تم سے بھی تمہارے ارادے جان لئے تھے، تم اب بھی وحید صاحب سے شادی کرنے پر رضامند تھی کیونکہ تم گھر والوں کے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتی تھی... اور میں پریشان تھی... بہت پریشان کہ وحید صاحب بھی عین وقت پر خاندان کے خلاف نہ جا کر تم سے شادی کر لیں... مگر ویسا کچھ نہ ہوا... انہوں نے آتے ہی تمہیں ٹھکرا کر مجھے اپنا لیا اور میں ہمیشہ کیلئے ان کے ساتھ آ گئی... اس پورے سفر میں بجلی اور دینو کا کا میرے مخلص تھے، تو میں نے ساری عمران کا احسان اتارا... بجلی کی اچھے گھرانے میں شادی کروائی تو دینو کا کا کو ہمیشہ سارے ملازموں سے بڑھ کر عزت

دی... پھر کبھی میں نے پلٹ کر پیچھے نہ دیکھا... ترقی کی منزلیں طے کرتی رہی... مگر آج!"

وہ کہتے کہتے رکی۔ "وہ دن پلٹ کر میری راہ میں آ کھڑا ہو گیا ہے بے بی... اس دن تمہاری بارات آنی تھی بے بی... مگر نہ آئی... وہ بارات کسی اور کی دہلیز کی طرف مڑ گئی تھی... آج وہی دن ہے کہ جس دن میری بیٹی کی بارات آنی تھی... مگر نہ آئی... وہ بارات کسی اور کی دہلیز کی طرف مڑ گئی ہے۔"

"بابا... شکر کریں کہ وقت پہ مجھے سب کچھ پتا چل گیا اور میں دوپہر کا کھانا کھاتے ہی ان کی طرف نکل گیا۔ ان سے جا کر سوال کئے... تو آگے سے پتا ہے انہوں نے جو مجھے کیا کہا...۔" سوچتے ہی اسفند کے ماتھے پر بل کے نشان گہرے ہوئے۔ "صرف آپ کیلئے خاموش رہا... کہ مہندی کا یہ فنکشن نبٹ جائے پھر میں ان فراڈیوں کو آڑے ہاتھوں پکڑ کر جیلوں میں ڈلواتا ہوں۔"

"اب اس تماشے کی ضرورت نہیں ہے اسفند یار!" وحید صاحب نہایت گھمبیر تا سے بولے مگر اسفند نے بھی صاف کہہ دیا۔

"اس معاملے میں اب آپ نہ بولیں بابا... انہوں نے جو جو بکواس میرے ساتھ کی ہے، جو سجل کے پاؤں کو لیکر مذاق اڑایا... اور جو میری بہن کو دکھ دیئے ہیں ان کا حساب میں ان سے بہت اچھے سے لوں گا۔" وہ روانی سے جو منہ میں آیا بولتا گیا۔ وحید صاحب نے چونک کر پوچھا۔

"انہوں نے سجل کے پاؤں کو لیکر مذاق اڑایا...؟" اسفند کب سے سوچ بیٹھا تھا کہ وہ یہ ذکر نہیں کرے گا، پر دیکھو... کیسے منہ سے بات پھسل آئی۔

"میں بتانا نہیں چاہتا تھا... اور یہ بات پلیز کسی اور سے مت کیجئے گا۔"

"مجھے پوری بات بتاؤ اسفندیار!"

"وہ انسانیت سے ہی گرے ہوئے لوگ تھے۔ میں جب عبداللہ کے گھر گیا... اور میں نے عبداللہ کی ماں سے عبداللہ کی کورٹ میرج کے بارے میں پوچھا تو وہ ایسے اطمینان سے بولی کہ 'تو کیا ہوا... تمہاری لنگڑی بہن سے تو وہ پھر بھی شادی کرنے کیلئے تیار ہے۔' قسم لے لیں بابا... وہ عورت نہ ہوتی تو منہ توڑ کر آتا۔

"

www.novelsclubb.com

"منہ توڑنا چاہئے تھا تمہیں...!" وحید صاحب کے چہرے پہ غصہ نظر آیا تھا۔ "اور وہ کیا ڈاکٹر ہے؟ سرجن ہے؟ وہ ہوتی کون ہے میری بیٹی کو لنگڑی کہنے والی۔" مٹھیاں بھنیچتے وہ غصہ دبانے لگے۔ باپ کی حالت دیکھ اسفند نے نرمی سے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے کہا۔

"بابا... فکر نہ کریں... ان کے سارے قول وقرار کا میں پورا پورا حساب نکلواؤں گا اپنے طریقے سے... مگر پلیز... آپ لوگ اس سب میں involve نہ ہوں۔"

اسفند تحمل سے سمجھا رہا تھا۔

"بے بی... جو میں نے کیا... اس کی سزا میری بیٹی کو کیوں دی گئی...؟"

"مینو، رنج و غم کی تصویر بنی، کرب سے پوچھ رہی تھی... غم سے نڈھال کہتے کہتے رو پڑی... "نایاب احمد قریشی... تمہاری بددعا میری بیٹی کی زندگی کھا گئی..." وہ پھٹ کر بے بی کو الزام دے رہی تھی۔ وہ دونوں ہاتھ منہ پہ رکھے، اپنا رونا روکنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی مگر آنسو تھے کہ بہنے کو تیار کھڑے تھے۔ سسکیاں

تھیں کہ منہ سے پھوٹ رہیں تھیں...اس کا دل غم سے پھٹا جا رہا تھا۔

"اللہ جانتا ہے میں نے تمہیں یا تمہاری بیٹیوں کو کبھی کوئی بد دعا نہیں دی۔

"بے بی اپنی جگہ ساکت بیٹھی، آہستہ سے بولی تھی۔"پتا نہیں کیوں مگر سجل کو پہلی بار دیکھ کر میں چونکی ضرور تھی کیونکہ اس میں تمہاری بالی عمر کی جھلک دکھائی دیتی تھی... تمہیں میں نے قریب سے دیکھا اور جانا ہے...اس لئے میں ذہنی طور پر پہلے ہی سجل سے تمہارے اور وحید صاحب کے بارے میں جان چکی تھی...اس کا اندازہ سجل کو نہیں تھا۔یہی وجہ ہے کہ جب تم اسے لینے دادو آئی تو میں بہانے سے نکل کر جا چکی تھی...اور تم حیران ہو گی کہ میں نے کیسے جانا کہ سجل تمہاری بیٹی ہے۔"بے بی کی بات پر مینو کے آنسو تھمے تھے،اس نے سر اٹھا لیا اور نظر کے سامنے چھایا اندھیرا بے مقصد دیکھنے لگی۔

"وہ ہر وقت انگلیوں کی تسبیح پڑھا کرتی تھی...اور یہ عادت تم اپنے گاؤں سے یہاں لائی تھی۔پھر رات کو سونے سے پہلے چاروں قل پڑھ کر پانی میں دم کرنے کے بعد سجل پانی پی کر سو جاتی تھی...اور یہ عادت صرف تمہاری تھی...چلو یہ

عادتیں تو کسی حد تک عام پائی جاتیں ہوں گی مگر ایک اور عادت بھی تھی جو شاید تمہیں بھی پتا نہ ہو گی۔"

مینو نے کتراتے ہوئے ترچھی نگاہ سے اس کی جانب دیکھا۔ وہ منہ مقابل رکھے، ویسے ہی بولے جا رہی تھی۔ "رات کو سوتے وقت پن، بالیاں اتار کر دوپٹے کے ساتھ لپیٹ کر تکیے کے نیچے رکھنا، یقیناً مجھے تمہاری یاد دلاتا تھا، اور میں جلد اس خلاصے پر پہنچ گئی تھی کہ سجل تمہاری ہی بیٹی ہے۔"

بے بی کہہ رہی تھی، اور مینو سن رہی تھی۔ ہاں وہ یہ سب کرتی تھی... مگر یہ عادتیں تو کب کی اس کے وجود سے ختم ہو گئیں تھیں... شاید کبھی بہت بچپن میں سجل کو یہ ہاتھ کی تسبیح اور وظیفے کا کہا گیا ہو گا... مگر سجل آج تک یہ کرنے کی عادی تھی؟ وہ حیران ہوئی... اور اتنے سال بعد بھی بے بی کو یہ باتیں یاد تھیں... وہ اور شرمندہ ہوتی رہی۔

جبکہ بے بی بتا رہی تھی۔ "وہ جب دادو میں تھی، تب شام کی چائے بنانے میں میری مدد کرتی تھی۔ میرے پودوں کے پاس کھڑے ہو کر ایک ایک پودے کا

نام پوچھتی، اسے پانی دیتے دیکھ کر کچھ نہ کچھ بات کرتی... مجھے بہت اچھا لگتا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کے گھر کا ماحول کتنا مختلف ہے۔ پارٹیز اور دعوتوں کی وجہ سے ڈائنگ ٹیبل ایسے ہی رکھی رہتی ہے، کوئی اس پر بیٹھ کر کھانا نہیں کھاتا۔ سب کے اپنے روٹین ہیں، اپنے دوست ہیں، تمہارا ابھی اپنا ایک سرکل ہے، تم بھی وہیں مصروف رہتی ہیں۔ نہ شام کی چائے کا رواج نہ ساتھ مل بیٹھ کر کھانے کی رسم!
"بے بی بتاتے ہوئے رکی۔ مینو ہمہ تن گوش رہی تھی۔

"مما مجھے آپ کے ساتھ سونا ہے... مجھے آپ کے ساتھ کھانا ہے..." پانچ سالہ سجل کی آواز کسی بازگشت کی طرح اس کے کانوں پر دستک دیئے جا رہی تھی۔

رات کی سیاہ چادر نے کائنات کے سارے حسن کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ چاروں طرف خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔ جگمگ کرتے خالی پنڈال میں بے ترتیب کرسیوں میں سے دو کرسیوں پر ایک دوسرے کی طرف پیٹھ کئے وہ بیٹھی ہوئی تھیں، پنڈال کی طرح بے ترتیب تھیں، بکھری ہوئی تھیں...

"تمہیں دل کی بات بتاؤں تو یہاں آ کر مجھے اندازہ ہوا کہ سجل کیسے ذہنی

ٹینشن کا شکار ہے... اور میں صحیح معنوں میں پریشان ہوئی کہ یہ معمولی سا مسئلہ جس کو نقص کہنے والوں پر ماتم کرنے کا دل کرتا ہے، کیا یہ تمہاری سزا ہے...؟ یہ سزا نہیں... اللہ کی حکمت عملی تھی... اللہ کی سرزنش تھی... وہ چاہتا تو کچھ بھی کر سکتا تھا، پر اللہ نے رحم کیا جو ایک کمی دی، تو دوسری طرف اسے ایک باحیثیت ماں، باپ، بھائی دیئے۔ ہر سہولت دی، جب تم نے اپنی بیٹی کی شادی طے کی تو مجھے دلی خوشی ہوئی، اور میں بس سجل کی خوشی کیلئے سب کچھ بھلا کر یہاں چلی آئی تھی... دل کی بات بتاؤں تو میں نے تمہیں اسی دن معاف کر دیا تھا جس دن میری شادی اشرف سے ہوئی تھی۔ تم بہت اچھے سے جانتی ہو کہ میں اللہ کے ہر حکم کو مانتی ہوں... اور اس کی مرضی پر چلنے کی روادار ہوں... جتنے بھی عرصے اشرف کے ساتھ رہی... اس نے بہت عزت دی، محبت دی... میں سب کچھ بھول گئی۔ وحید صاحب، ثمینہ کھیڑو، دینو کاکا... سب بھول گئی...'' ثمینہ سنتی رہی بہتے آنسوؤں کے ساتھ!

''مجھے معاف کر دو بے بی۔'' مینو مزید اس شرمندگی کے دلدل میں ڈوبنا

نہیں چاہتی تھی، اس لئے رہائی کا پروانا لئے اس کے سامنے کھڑی ہوتے ہوئے اس کے پیروں میں گری اور زار و قطار رونے لگی۔ "مجھے بد دعا دو، گالیاں دو، پر میری بیٹی کو اس دلدل سے نکالو... وہ معصوم ہے... وہ اس سب کی حقدار نہ تھی۔

"بے بی بوکھلا کر اٹھی اور اسے اٹھانے لگی۔ مینو ہاتھ جوڑے اس کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"اللہ گواہ ہے میرے دل میں بھی کبھی تمہیں بد دعا دینے کا خیال نہیں آیا۔

"بے بی تڑپ کر کہتی اسے تسلیاں دینے لگی۔

"کاش تم نے بد دعا دی ہوتی بے بی... کوئی کوسنے دیئے ہوتے تو شاید وہ رد ہو جاتے... تمہاری خاموشی آہ بن کر بد دعا میں بدل گئی بے بی...۔" مینو کے چہرے پر دکھ پشیمانی کے آثار...، پریشانی لئے آنکھوں میں آنسو... دونوں ہاتھ باندھے وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی۔ بے بی کو ایک دم کچھ ہوا تھا۔

"تم نے ہمیشہ کیلئے تعلوقات ختم کر دیئے مینو...۔ نہ فون نہ خط نہ اتا پتا... پرانے زمانے میں گستاخ درباری کا سر قلم کر دیا جاتا تھا، مگر اب نمبر بلاک کر دیا جاتا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے۔" بے بی تلخ ہوئی۔ اس کے رونے پر بے بی کو اس پہ رحم سا آیا۔ اس کے پاس نیچے بیٹھ کر... اس کے ہاتھ تھام کر بولی۔ "سب ٹھیک ہو جائے گا مینو... اللہ ایک دروازہ بند کرتا ہے تو سو اور دروازے کھول دیتا ہے...، اور دیکھنا... ان شاءاللہ سجل کی بہت اچھی جگہ شادی کروائیں گے... تم بس مجھ پر بھروسہ رکھو!"

اس نے ثمینہ کو شانے سے پکڑ کر اوپر اٹھایا تھا، اور تسلی دینے کے انداز میں بولی۔ "سب ٹھیک ہو جائے گا۔" بے بی اسے گلے لگائے کہہ رہی تھی۔

اور گلے ملنے سے دو دل مل جاتے ہیں... اور دو دل مل جانے سے بدگمانیوں کی ساری توانائی اڑن چھو ہو جاتی ہے جس سے سالوں پرانی ایک سرد دیوار ٹوٹ کر پاش پاش ہو جاتی ہے... یہی تو قانونِ بقائے محبت (Law of conservation of Love) ہوتا ہے...۔

☆...☆...☆

نوید صاحب بڑی اضطرابی کیفیت میں ادھر سے ادھر کمرے میں ٹہل رہے تھے۔ سفید سوٹ میں ملبوس ان کے سرخ و سپید چہرے پر جلال چھایا ہوا تھا۔ جابر،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حاشر، شانزے، یاسر نہایت ادب سے نظریں جھکائے ایک طرف کھڑے تھے، جبکہ اس ہال میں صرف ایک حمیدہ بیگم تھی جو سر پکڑے کرسی پر بیٹھی، اپنا ماتھا پکڑے پریشان دکھائی دیتی تھی۔

''تمہیں ضرورت کیا تھی جو اس غیر لڑکی کو اٹھا کر تم تقریب میں لے آئے...؟'' حمیدہ بیگم نے پکڑے سر سے ہاتھ ہٹا کر، تنگ نظروں سے گھور کر جابر کو دیکھتے کہا تھا۔

''امی! وہ میری اچھی کولیگ ہے... ہم ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں...'' وہ منمنایا مگر نوید صاحب نے گھور کر دیکھتے کہا۔

''سمجھنے کی بات نہ کرو بیٹا!'' وہ تلخ ہوئے۔ ''ہم پچیس سال میں تمہیں نہ سمجھ سکے، تو وہ کیسے تمہیں پچیس ہفتوں میں سمجھ گئی؟''

''میری تو ہمیشہ خواہش تھی سجل کو اپنی بہو بنانے کا... مگر تم نے بہانے سے منع کر دیا...'' حمیدہ بیگم نے جب دیکھا، مینو، سجل کیلئے رشتہ دیکھ رہی ہے، تو اس نے دو تین بار جابر سے اس سلسلے میں بات کی تھی مگر جابر صاف انکاری

تھی۔"...اس وقت مجھے اندازہ ہوتا کہ تمہارے انکار کے پیچھے کی اصل وجہ یہ لڑکی تھی تو قسم سے اسی وقت تمہاری شادی زبردستی سجل سے کروادیتی!"

"ہیں ناں امی...میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ سجل باجی کی شادی صرف اور صرف جابر بھائی سے ہونی چاہیئے۔"ایک طرف کھڑی شانزے کہہ کر اب ماں کو دیکھنے لگی۔

"میں کوئی دس بارہ سال کا بچہ نہیں ہوں امی...کہ آپ زبردستی کریں گی اور میں شادی کرلوں گا...اور میں سجل سے شادی بھی کیسے کر سکتا ہوں...اسے ہمیشہ بہن کی طرح دیکھا اور سمجھا ہے...بہن سے بھی بھلا کوئی شادی کرتا ہے کیا...؟"وہ چیخا تھا۔

"اب بکواس نہ کرو۔"نوید صاحب نے تلخی سے اس کا چیخنا برداشت کیا۔پھر افسوس سے سر ہلایا۔"ساری زندگی وحید بھائی نے ہم پر احسان کئے ہیں...نوکری نہ تھی...چھوٹے موٹے ٹھیکے دلوا کر انہوں نے پیروں پہ کھڑا کیا...انہوں نے کبھی تنگی کا منہ نہ دیکھنے دیا...ہر مشکل میں ساتھ دیا...کبھی اپنے اور میرے بچوں

میں فرق نہ کیا... سوچا تھا تم (جابر) سجل سے شادی کر کے میرے سر پہ اٹھائے ان کے سارے احسانوں کا کچھ بوجھ کم کر دو گے، مگر تم نے صاف انکار کر دیا... پھر کسی دوست سے عبداللہ کی فیملی کا پتا چلا تو بنا کوئی جانچ پرتال کے ایسے ہی انہیں ادھر بلا لیا... کہ وحید بھائی خوش ہو جائیں گے... مگر دیکھ لو... الٹا شرمندہ ہی ہو کر رہ گیا... اوپر سے تم بھی آج ہی اس لڑکی کو اٹھا کر لے آئے... کتنا اچھا ہوتا اگر انہوں نے اس لڑکی کو نہ دیکھا ہوتا... تمہیں ہر ممکن دھمکی سے دباؤ ڈلوا کر سجل سے شادی کرنے پر آمادہ کر دیتا... اور وحید بھائی کو اس پریشانی سے نکال کر میں کس قدر مطمئن ہو جاتا... مگر تم تو منہ اٹھا کر اس کو لے آئے... اور وہ بھی دندناتی آ گئی۔
"

www.novelsclubb.com

"ایسی بات ہے تو شکر ہے... میں بہت مناسب وقت پہ عائشہ کو لے آیا... ورنہ یہاں واقعی ناول ہی چل رہا ہے... یہ بھی ہو جاتا تو واقعی میں کیا کر سکتا تھا۔"

"تم بس مصلہ بچھا کر شکرانے کی نماز پڑھو..." امیوں والے طعنے دینے کے

بعد حمیدہ بیگم افسوس سے بڑبڑائیں۔ ”کتنے دنوں سے سوچ رہی تھی کہ خالدہ سے ہی اس کی بیٹی کا ہاتھ مانگ لوں جابر کیلئے... مگر یہ بھی اب ممکن نہیں...!“

بالکل صحیح موقع تھا ذکر چھیڑنے کا۔ کب سے خاموش کھڑا حاشر بڑی ہی سنجیدگی سے بولا۔ ”ویسے امی! اگر خاندان سے بہو لانے کی بہت چاہ ہے تو آپ کی یہ خواہش میں پوری کر سکتا ہوں۔“

نوید صاحب کے بعد حمیدہ بیگم نے پھٹی ہوئی آنکھوں سے اپنے اس سر پھرے بیٹے کو دیکھا۔

”دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا...؟“ نوید صاحب کی آواز میں غصہ بھر آیا تھا۔

”تمہیں یہ بات بھی مذاق لگ رہی ہے؟“ حمیدہ بیگم نے اپنا سر پیٹا۔ ”کتنی بڑی ہے تم سے سجل! لوگ کیا کہیں گے۔“

حاشر کے سر پہ چھت آ گری۔ ”کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ!“

”ہاں امی! کیسی باتیں کر رہیں ہیں...اب عمر شمر سے کچھ نہیں ہوتا...اب بس محبت کی بات ہوتی ہے...دیکھا نہیں پریانکا کو، کیسے اپنے سے اتنے چھوٹے

لڑکے سے شادی کی ہے اس نے...اور تو اور ملائکہ اروڑا کو دیکھو کیسے اپنے بیٹے کے عمر والے ارجن کپور کو پیچھے لگائے رکھتی ہے۔" شانزے بولتی چلی گئی۔ حاشر نے الگ گھور کر اسے دیکھا۔

"او میری کند دماغ بہن... تم اپنے چھوٹے سے دماغ پہ اتنا سب کچھ سوچ کر زور نہ دو...!" حاشر نے اب اپنے والدین کو وضاحت دی۔ "...اور آپ دونوں ذرا تحمل سے میری بات سنیں!"

"...پہلے بڑا والا من مرضی کی لڑکی اٹھا کر خاندان میں لے آئے اور کہے 'یہ بنے گی اس گھر کی بڑی بہو...' اور ہم بس دیکھتے رہیں... پھر چھوٹا اپنے سے تین سال بڑی لڑکی سے شادی کرنے کی بات کرے...اور ہم بس سنتے رہیں۔"

نوید صاحب نے ناراضگی جتاتے کہا، جبکہ حمیدہ بیگم نے باقاعدہ دہائی دی۔ "اے اللہ! ایک سے ایک گندی اولاد تو نے میری حصے میں لکھی تھی کیا؟"

"پر میں نے کیا کیا امی؟" یاسر تلملا کر پوچھنے لگا۔ "یہ غلط بات ہے...ہمیشہ مجھے ہی باتیں سننے کو ملتی ہیں۔ بس میں چپ ہی ہوں!" یاسر خفگی سے بولا۔

"تم بس چپ ہی رہو!" اس سے پہلے کہ بات کسی اور طرف نکل پڑے... حاشر جلدی سے بولا۔ "اگر خاندان کو جوڑنے کیلئے میرا رشتہ..."

"سجل سے نہیں ہوگا۔" نوید صاحب صاف گوئی سے بولے۔ "... بڑے، کنوارے، قابل بیٹے کا رشتہ چھوڑ کر ایک نکھٹو اور آوارہ لڑکے کا رشتہ ڈال کر وحید صاحب کو یہی لگے گا کہ میں ان کی مدد کرنے کے بجائے ان کا مذاق اڑا رہا ہوں۔"

"اوہو!" حاشر اب صحیح معنوں میں تنگ ہوا... "ابھی میری بات مکمل ہوتی نہیں اور آپ لوگ کچھ نہ کچھ بول کر سارا ٹیمپو خراب کر دیتے ہیں۔"

"مجھے تو ہمیشہ سے پتا تھا حاشر تم خاندان میں کوئی نا کوئی چاند چڑھاؤ گے۔" حمیدہ بیگم ماتھا پکڑ کر فکر مند ہو گئیں۔

"اوہو... میں سجل باجی سے شادی کرنے کی بات نہیں کر رہا..." وہ چیخ کر بولا تو گویا حمیدہ بیگم اور نوید صاحب کا من شانت ہوا۔ "میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ اگر خالدہ چاچی کی بیٹی کو بہو بنا کر لانے کی چاہ ہے تو وہ میں پوری کر سکتا ہوں۔" حمیدہ بیگم کے چودہ طبق روشن ہوئے... اس بابت تو انہوں نے سوچا ہی نہیں... یہ بھی

www.novelsclubb.com

تو ممکن تھا۔ فوراً خوش ہوئیں...

"ہائے میرا چاند بچہ!" انہوں نے پیار سے حاشر کا ماتھا تھام لیا اور ماتھے پہ بوسہ دیا۔ "میں تمہیں سب سے غیر سنجیدہ سمجھتی تھی مگر تم تو بہت سمجھ دار نکلے۔" وہ تنفر سے جابر کو دیکھ کر بولیں... "دیکھو... اور کچھ سیکھو اس سے... کیسے اپنی ماں کے فیصلے پر سر جھکا دیا..." باقاعدہ طنز کرنے کے بعد انہوں نے حاشر کو گلے سے لگا لیا۔ "میرا فرمانبردار بیٹا!"

"... مگر امی ایک مسئلہ ہے۔" حاشر نے کسی گرہ کی طرح اصل کہانی کے پیچھے جانے کا سوچتے کہا۔

"اب کیا؟"

"وہ خالدہ چاچی کی بیٹی ضرور ہے مگر... سگی نہیں ہے۔" سنتے ہی حمیدہ بیگم کرنٹ کھا کر حاشر سے الگ ہوئیں۔

"کیا مطلب...؟ تم روحی کی بات نہیں کر رہے تھے؟" وہ سمجھ کر بولیں۔

"ہاں وہ مجھے تو نادرین..." حاشر بات ادھوری چھوڑ کر شرما کر یہاں سے

www.novelsclubb.com

غائب ہوا تھا جبکہ حمیدہ بیگم ہق دہق رہ گئیں۔ جابر نے ماں کو طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا اور نوید صاحب افسوس سے سر ہلا کر رہ گئے۔

ایک سے ایک ڈرامہ باز تھا یہاں...

☆...☆...☆

"روز روز گوشت کھا کر ذائقہ خراب ہو گیا ہے... کیا اس گھر میں دال سبزی کھانا حرام ہے؟" سامنے بھرے پڑے ڈونگے میں گوشت کا سالن اس کو منہ چڑا رہا تھا۔ صفورا بیگم اور خالدہ بیگم جو کچھ لمحے پہلے پریشان بیٹھی دکھائی دے رہیں تھیں، مٹھی کی بات پر سر اٹھا کر انہوں ایسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا جیسے مٹھی بیٹھے بیٹھے بھسم ہو جائے۔

"صحیح کہہ رہی ہو... یہ گوشت تو ہماری خوراک نہیں..." روحی نے بھی نان کو بے دلی سے توڑ کر اب سالن کا ایک نوالا بنا کر منہ میں ڈالا۔ "... کہاں تو ہم دادو میں ٹینڈے، شلجم، ساگ، گوار اور بھنڈی جیسی سبزیاں کھاتے رہے..."

"تم کریلے بھول گئی۔" دری نے یاد دلایا تھا جبکہ بیڈ پہ بیٹھی صفورا بیگم اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خالدہ بیگم نے افسوس سے سر ہلایا تھا۔

''دیکھ لیں... یہ ہیں ہمارے گھر کی رحمتیں... جن کو گھر کی پریشانی سے کوئی غرض نہیں، الٹا سبزیوں کی پریشانی کھائی جا رہی ہے۔'' صفورا بیگم نے تن تنا کر کہا تھا۔

''مجھے تو سچ میں سجل کیلئے بہت برا لگ رہا ہے بھابھی... سمجھ نہیں آ رہا کہ اب آگے کیا ہو گا...؟''

چارپائی پہ بیٹھی وہ کھانا کھاتی چونک کر خالدہ بیگم کی بات سن کر بولیں...

''چھوٹی بھائی... کل ہم دادو جائیں گے؟'' دری کے چہرے پہ بلا کی مسکینیت نمایاں تھی۔

www.novelsclubb.com

''ظاہر ہے... شادی ہو نہیں رہی تو ادھر رہ کر کیا کریں گے؟'' صفورا بیگم نے چیر پھاڑ انداز میں جواب دیا تھا۔ دری تو سہم کر رہ گئی کہ اس سوال میں ایسا کیا تھا۔ تبھی بے بی اندر آئی۔

کب سے اس کے انتظار میں بیٹھی صفورا اور خالدہ بیگم فکر مندی سے اپنی جگہ

سے اٹھیں اور بے بی کے پاس آئیں۔

"کیا ہوا بے بی...؟"

"بس لڑکے والے فراڈ تھے، لڑکا پہلے ہی شادی شدہ تھا...ماں باپ کے زبردستی کرنے پر وہ سجل سے شادی کر رہا تھا مگر شکر ہے پہلے ہی ان کا بھانڈا پھوٹ گیا۔" بے بی نے سہل انداز میں ان کو سارا قصہ سمجھایا۔

"توبہ! کیسے چالاک لوگ تھے...مجھے لگا بہت ہی سادہ سے ہوں گے۔" صفورا بیگم نے کہا تھا۔

"تو کیا اب سجل باجی کی شادی نہیں ہو رہی؟" مٹھی نے پوچھا تو بے بی نے گھور کر ان کی حالتوں کو دیکھا۔ منہ کسی بیل کی طرح چل رہے تھے اور سامنے ڈونگا پڑا ہوا تھا۔

"گھر کا ماحول دیکھو کتنا رنجیدہ ہوا پڑا ہے اور تم لوگ یہاں بیٹھ کر گوشت کھا رہی ہو مزے سے۔" بے بی نے سیخ پاء ہوتے کہا۔

"مزے سے نہیں...دل مار کر کھا رہے ہیں۔" دری نے کہا۔

"وہ تو بھوک لگی تو عباد سے مانگ کر لے آئی ورنہ ہم نے تو مہمانوں کے ساتھ بھی نہیں کھایا تھا۔" روحی نے منمناتے کہا۔

"مجھے پکڑو بے بی ورنہ میں ان نمونیوں کا گلا دبا دوں گی۔" صفورا بیگم کے صبر کی برداشت ختم ہوئی تھی۔

"بے وقوف ہیں تینوں... جانے دیں..." بے بی نے تسلی دی اور پھر پوچھا۔ "ویسے عباد بھی پتا نہیں کیا سوچ رہا ہو گا۔"

خالدہ بیگم نے سر ہلا کر کہا۔ "یہی کہ ہم لوگوں کو تو احساس ہی نہیں کہ ان کے اوپر کتنی بڑی آفت آ کر گزر گئی... الٹا یہ تو گوشت کے مزے اڑا رہے۔"

"ہم گوشت مزے سے نہیں کھا رہے۔" روحی نے ہی صفورا بیگم کی بات پر اعتراض اٹھایا۔ "بھوک لگی تھی مانگ لیا... کیا برا کیا...؟"

"نہیں لاڈلیوں... تم لوگ بیٹھ کر بس کھانا ٹھوسو... اور تو کوئی کام آتا نہیں ہے تم لوگوں کو!" طنز کرنے والی وہ صفورا بیگم ہی تھی۔

"تم نے اس آدمی کو دیکھا تھا... جو ایسے منہ پھلا کر (نقل اتارتے ہوئے...

گوشت کھا رہا تھا..." دری کو یکدم ہی یاد آیا۔

"وہ ترچھی ٹوپی والے، بابو بھولے بھالے...؟" روحی نے کہا تو دری نے ہاں میں ہاں ملائی۔ اس نے ہی دری کو وہ شخص دکھایا تھا جو ناک پہ غصہ چڑھائے گوشت کے نوالے بنا کر کھا رہا تھا۔

"پر وہ تھا کون...؟" مٹھی نے پوچھا۔

"تھا تو پتا نہیں کون مگر بوسکی پر نارنگی ٹوپی پہنے... منہ سڑا کر... کھانا کھاتا بہت برا لگ رہا تھا۔" دری نے بتایا اور روحی بولی...

"اسے دیکھتے ہی مجھے یہ گانا یاد آیا... ترچھی ٹوپی والے... اواواواواو... بابو بھولے بھالے... اواواواواو۔"

"لگتا ہے تینوں ہی پگلا ہو گئیں ہیں۔" صفورا بیگم نے ان کو سر میں گانا گاتے دیکھ دانت پیستے کہا۔

☆...☆...☆

اصغری چاچی نے اس کونے میں چمکتا ہوا کچھ دیکھا تھا جس کو دیکھتے ہوئے وہ

متجسس سی اس طرف آئی تھی۔ وہ سونے کی کوئی چیز معلوم ہوتی تھی۔ پاس دیکھا تو واقعی وہ سونے کا جھمکا تھا... سونے کا جھمکا جو اس نے کل مینو کے کان میں دیکھا تھا۔

اپنے ہی کسی کام سے جاتے ہوئے اسفند کا وہاں سے گزر ہوا تو اصغری چاچی کو یوں کسی طرف کو الجھ کر دیکھتے پایا تو چونک کر رکا تھا۔ ان کے ہاتھ میں کچھ دیکھ کر وہ ایک دم ہی بولا۔

"یہ کیا ہے چاچی؟"

اصغری چاچی جو اپنے ہی کسی خیال سے وہاں کھڑی تھی، اسفند کی بات پر گھبرا کر جلدی سے بولی۔ "یہ میں نے نہیں چرایا ہے... یہ مجھے وہاں ملا ہے۔" اصغری چاچی تو ایسے ہڑبڑائیں جیسے اسفند نے بم ہی پھاڑ دیا ہو۔ وہ تحمل سے بولا۔

"لائیں دکھائیں مجھے۔" اس نے خلافِ معمول، بہت تحمل سے اصغری چاچی سے نہ صرف بات کی، بلکہ ہاتھ سے جھمکا لیکر دیکھا۔ وہ اس جھمکے کو پہچانتا تھا۔

"یہ تو امی کا ہے۔" وہ آہستہ سے بولا۔ "یہ ادھر کیا کر رہا تھا؟"

اصغری چاچی جو پہلے ہی اسفند کا یہ نیا روپ دیکھ کر پریشان تھی... کہ جس

اسفند کا چنگاڑنا اور عتاب پورے خاندان میں مشہور تھا... وہ اس قدر تحمل پن کا اظہار کر رہا تھا... الٹا آہستہ سے بات بھی کر رہا تھا۔ سنبھلتے ہوئے بولی۔ ''مجھے پتا نہیں... یہ یہی پڑا ہوا ملا... اور یہ مینو نے یقیناً نہیں گرایا کیونکہ مینو نے تو رات ہی یہ زیور اتار دیئے تھے... پھر صبح صفائی ہوئی... تبھی ہی مل جاتا... مگر یہ ابھی کسی سے گرا ہے۔'' اصغری چاچی کے بتانے پر اسفند اپنا تحمل، نرمی سب بالا طاق رکھ کر چنگاڑا... اور وہ بس ایک ہی چیز پر چلا سکتا تھا۔

''دینو کاکا!''

اگلے پل اس کی چنگاڑ پر سب ہال میں جمع ہوئے تھے، اور دینو کاکا کو بھی جیسے تیسے کھینچ تان کر لے ہی آئے تھے۔

''بس فیصلہ ہو گیا ہے... دینو کاکا سے اب اس عمر میں، اور اس گھر کی حفاظت نہیں ہوتی اس لئے میں کل ہی ان کو دادا محل واپس بھجواتا ہوں۔''

کام کی کوئی بات نہ سننے والے دینو کاکا... دادا محل کا نام سنتے ہی چیخ پڑا۔ ''ادی... یہ اسفند کیا کہہ رہا ہے...''

www.novelsclubb.com

"دادا محل بھیج رہے ہیں آپ کو!" ساتھ کھڑے گلو نے کھسر پھسر کی تو دینو کاکا نے اسے پرے کیا۔

"وہ تو میں سن چکا ہوں۔" دینو نے بگڑ کر کہا۔

"دیکھ لیں..." اسفند طنز کرتے بولا۔ "سارا دن کام کہو تو سنتے نہیں... اور دادا محل کا نام لو تو فوراً ریڈیو اینٹینا کی طرح کان کھڑے ہو جاتے ہیں۔"

"یہ دادا محل ہے کیا؟" فاصلے پر کھڑیں وہ تینوں بے وقوف لڑکیاں سوچتے ہوئے ایک دوسرے کو اشارے کر رہیں تھیں۔

"ہوں گا بہت بڑا محل... مگر دینو کاکا وہاں ٹھاٹ سے رہ سکتے تو پھر وہاں س جانے سے انکاری کیوں ہیں...؟" امل نے سنا تو آہستہ سے ہنس کر ان کو بتانے لگی۔

"دادا محل کوئی محل نہیں... دادا کی قبر کی جگہ ہے... دینو کاکا پہلے وہیں چھوٹی سی کوٹھڑی مین رہتے تھے۔ قبر پر پانی وغیرہ چھڑکتے تھے۔"

"پھر تو صحیح ڈرتے ہیں۔" روحی سوچ کر جھنجھلائی۔

"اسفی! جانے دو!" وحید صاحب نے کہا تو اسفند خاموش ہوا۔

سب جمع تھے،اس لئے وحید صاحب نے سب کو دیکھتے، تھکے ہوئے انداز میں کہا۔ ”آپ سب لوگ ہماری خوشی میں شامل ہونے کیلئے آئے، ہمیں بہت خوشی ہوئی... اتنے سالوں سے جو ایک ویرانی سی محسوس ہوتی تھی،اس گھر میں آپ لوگوں کے آنے سے ایک رونق سی لگی... اتنی رونقیں دینے کا آپ سب کا تہہ دل سے شکریہ... آپ لوگوں کا اپنا گھر ہے، مرضی ہے جتنے دن یہاں رہیں... یا واپس چلے جائیں... مگر بہت دکھ کے ساتھ مجھے بتانا پڑ رہا ہے کہ اب سجل کی شادی نہیں ہو گی... اور اس شادی کی وجہ سے جو آپ لوگوں کا وقت ضائع ہوا... اس کے لئے میں بہت شرمندہ ہوں!“

وحید صاحب کہہ کر چلے گئے تو ایک عجیب سی رنجیدگی ہر سو پھیل گئی۔ آہستہ آہستہ رش گھٹتا چلا گیا... اب وہاں بس بے بی کھڑی تھی... جس کے چہرے پہ دکھ نمایاں نظر آتا تھا۔

☆...☆...☆

”کہتے ہیں، کسی کے ساتھ کی گئی چھوٹی سے چھوٹی اچھائی بھی ضائع نہیں

www.novelsclubb.com

ہوتی...اس کا ایک اثر ہوتا ہے جو کہیں نہ کہیں ضرور اثر انداز ہوتا ہے۔اس سارے قصے میں، یقیناً سجل باجی کی کوئی نہ کوئی کی گئی نیکی کا اثر ہے جو شادی سے پہلے ہی لڑکے والوں کی پول کھل گئی...خدانخواستہ اگر شادی کے بعد یہ بات کھلتی تو کتنی بڑی زیادتی ہوتی سجل باجی کے ساتھ!"

امل دکھ اور خوشی کے ملے جلے انداز میں بول رہی تھی۔

حاشر و دگینگ اپنے میٹنگ روم میں بیٹھے تھے۔جی...ان کی گینگ کا ایک میٹنگ روم بھی ہے...وہ بھی گھر کے بالکل مرکزی کونے میں...جی یہ سیڑھیاں...اوپر سے نیچے آتے جائیں تو اوپر یاسر، پھر شانزے، پھر امل، پھر دانش، پھر حاشر اور آخر میں وہ تین بے وقوف لڑکیاں ایوئیں خالی جگہ دیکھ کر، آکر بیٹھ گئیں تھیں۔

"تمہاری بات سن کر میرا دماغ ویسے ہی الجھ گیا ہے جیسے میری ہینڈ فری الجھ جاتی ہے۔"شانزے ہی ایسی بات کہنے کا جگرہ رکھتی تھی۔

"ایک اور بات بھی کہتے ہیں کہ عقل ہمیشہ ٹھوکر لگنے سے ہی ملتی ہے...اس

لئے ایک دوسرے کو ٹھڈے ماریں اور عقل تقسیم کریں۔" یاسر نے ایک سیڑھی نیچے بیٹھی شانزے کو باقاعدہ لات مارتے کہا تو اس اچانک حملے پر شانزے بلبلا اٹھی۔

"پلیز بی سیریس!" امل نے زچ ہو کر کہا، اور ناراضگی سے بولی۔"

حاشر... تم کچھ کیوں بول نہیں رہے...؟"

"میں نے نہیں کرنی کسی سے کوئی بھی بات، پھر میں سب کو اچھا لگنے لگ جاتا ہوں!" اس کا برجستہ جواب امل کی مسکراہٹ کی وجہ بنا۔

"کیا ہے حاشر... ابھی مجھے بہت غصہ ہے... اور میں پریشان ہوں... اس لئے مجھے ہنسانے کی غلطی نہ کرو!" وہ سختی سے تنبیہہ کرتے بولی تو حاشر نے تسلی دی۔

"اگر تم سجل باجی کیلئے پریشان ہو تو بے فکر رہو... وہ اتنی کمزور نہیں کہ دروازہ بند کر کے کوئی بڑا قدم اٹھا لیں گی..."

"ویسے نہ اچھا ہوا... دولہا مجھے بالکل پسند نہیں تھا۔" یاسر نے کہا تو شانزے

نے بھی اپنے نادر خیالات کا اظہار کرتے کہا۔

"اور دولہے کی ماں کا منہ توبہ!" وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے بولی۔ "بندھا ہوتا تھا اسکارف مگر اپنی چھوٹی سی زندگی میں، میں نے اتنا بدرونق چہرہ نہیں دیکھا تھا۔"

"دفع کرو ان کو... اور شکر مناؤ کہ جان چھوٹی ہماری... مگر سجل باجی یہ سب deserve نہیں کرتی تھی۔" امل کو بہن کے دکھ کا صحیح اندازہ تھا۔

"کاش کوئی ہوتا... جو ہیرو بن کر سب کے سامنے آتا کہ میں تھاموں گا اب سجل کا ہاتھ اور پھر لے جاتا سجل باجی کو پریوں کے دیس... کتنا اچھا ہوتا۔" یاسر بے پر کی ہانکتے بولا۔

"یہ ڈراموں میں ہی ہوتا ہے... حقیقت سے کوسوں دور..." امل نے یاسر کی طرف دیکھتے کہا، پھر نیچے بیٹھی ان تینوں نمونیوں کو دیکھ کر کہا۔ "تم لوگ یہاں کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟"

"ایسے ہی!" دری بولی۔

"کیوں نہیں بیٹھنا چاہئے؟" مٹھی نے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

”اوہو... کیوں نہیں بیٹھنا چاہئے؟“ سیدھی بات کا جب وہ جواب الٹا دیتی تو امل تنگ ہوتی۔

”پریوں کا کوئی دیس ہوتا ہے کیا...؟“ روحی نے معصومیت سے پوچھا۔

”بالکل ہوتا ہے... دور پہاڑوں کے پیچھے۔“ دانش نے بتیسی نکال کر کہا۔

”کون سے پہاڑ...؟ وہ جو سہون شریف میں ہیں...؟“ مٹھی نے اچھل کر پوچھا۔

”ہاں... اس پہاڑ میں جو ٹھنڈی غار سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے،... وہ یقیناً اسی پریوں کے دیس سے ہی آتی ہو گی۔“ دری نے خیال جتایا تو حاشر نے مسکرا کر اپنی گینگ کو دیکھتے کہا۔

”یار یہ تینوں کتنی کیوٹ ہیں۔“ گینگ ہنس پڑی تو وہ تینوں نا سمجھی سے ان کو دیکھنے لگیں۔

☆...☆...☆

...صبح...

صبح کے وقت اک افراتفری سی مچی ہوئی تھی۔ ہر کوئی نہانے دھونے اور تیار ہونے میں مگن تھا۔

بجلی نہا کر دھوپ سینکنے اپنے کمرے کی بالکنی میں بچھی کرسی پر آبیٹھی تھی۔ مسلسل ایک مکار مسکراہٹ اس کے چہرے پہ چسپاں تھی۔ "اب تک کی گئیں ساری سازشیں کامیاب رہی تھیں۔" وہ سوچ کر اب کرسی پر ٹیک لگا کر سارے گزرے واقعات کو سوچنے لگی۔

"کیا تم نہیں چاہتے کہ تم مرنے سے پہلے وحید صاحب پہ احسان کرتے جاؤ! "بجلی نے نوید صاحب سے کہا تھا۔

"اور میں یہ کیسے کر سکتا ہوں؟"

"میری نظر میں ایک اچھا رشتہ ہے... بہت اچھے شریف لوگ ہیں، لڑکا بھی اچھی نوکری والا ہے... مگر میں رشتے کے بیچ نہیں پڑنا چاہتی کیوں کہ آپ خود

سمجھدار ہیں... مینو سمجھے گی کہ میں ترس کھا کر یہ رشتہ لائی ہوں... بلاوجہ تعصب آجائے گا اس کے اور میری دوستی کے بیچ... آپ سمجھ رہے ہیں ناں؟"

اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔ایک طنزیہ مسکراہٹ!

بجلی نے بڑی مکاری سے سارا پلان بنایا تھا تاکہ اس سب میں اس کا نام ہی نہ آئے۔

بجلی بہت پہلے سے جانتی تھی کہ عبداللہ کورٹ میرج کر چکا ہے... یقیناً اس وجہ کو لیکر وہ شادی سے پہلے یہ رشتہ ختم کروا سکتی تھی، اور ایسا ہی ہوا تھا۔شادی کے اول روز سے وہ اس شادی میں گڑبڑ پیدا کرنے کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔اپنے شوہر روشن بھٹی کے زریعے وہ مسلسل بجلی کے سسٹم میں خرابی کروا رہی تھی۔روشن صاحب کے اشارے پہ دو لوگ ہر وقت کھنبے کے ساتھ کچھ نہ کچھ کرتے رہے تھے۔یہی معاملہ کبھی سودا سلف کے ساتھ ہوتا تھا... بیٹھے بٹھائے کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو جاتی تھیں... گھر بھرا پڑا تھا اس لئے اندازہ ہی نہ ہوتا تھا... مگر بے بی نے جب کچن سنبھالا تو بجلی کا یہ پلان تو فیل ہو گیا۔پانی کی ٹینکی ختم ہونے میں بھی

روشن بھٹی کا ہاتھ تھا۔ مطلب باہر کے سارے کاموں میں گڑبڑی کا ذمہ دار روشن بھٹی تھا... جبکہ اندر کے معاملات میں جال بجلی بن رہی تھی۔

مقصد؟

اصل میں ان سب چیزوں کے زریعے وہ وحید صاحب اور مینو کو ذہنی ٹینشن دینا چاہ رہی تھی۔ اتنی ذہنی ٹینشن کے عین وقت پر جب وہ اپنے ماسٹر پلان کا بم پھوڑے تو کسی کو کچھ سمجھ ہی نہ آئے، اور وہ دھواں دھاری میں سارا پلان انجام دے جائے...

آخر کیا تھا یہ پلان؟

وہ بڑی ہی مکاری سے سوچتے ہوئے کسی کا نمبر ملانے لگی۔ دو لمحوں بعد فون پہ کوئی تھا۔

''تو تم آ گئے؟''

''جی!'' وہاں سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے... بس تیار رہو!'' بجلی نے کہا اور فون بند کر دیا۔

ڈی پی او ہاؤس کی سنگی دیوار اور ذیلی پتھریلی روڈ کو دیکھتے ہوئے وہ آنکھیں گھماتے ہوئے بولی۔ ”میں وہ چپکلی ہوں... جوان دراڑوں میں ایسا زہر اگلوں گی کہ دیواریں تو کیا... پوری کی پوری عمارت گرادوں گی۔“

اور تبھی اوپری منزل پہ ٹیرس کی دیوار پہ آگے کی طرف جھکے جھکے اس نے نیچے کا وہ منظر دیکھا کہ اس کے وجود کی ہی دیواریں ریزہ ریزہ ہو کر گریں۔

☆...☆...☆

فریش ہونے کے بعد اس کے پاس کرنے کو کچھ نہ ہوتا، تو وہ باہر لان میں نکل آتی تھی۔ ڈی پی او ہاؤس کے وسیع و عریض سبزہ زار پہ دھوپ نے ڈیرے جما رکھے تھے۔ بھیگی گھاس پر گرتی اوس، اسے یہ دلآویز منظر ہمیشہ کی طرح دنیا جہاں کے سب مناظروں سے زیادہ دل فریب، حسین اور روح پرور لگا۔ روح اندر تک معطر ہوتی جا رہی تھی۔ جوتے اتار کر ایک طرف رکھے، اور برہنہ پیروں کے ساتھ شبنمی اور مخملی گھاس پر وہ چہل قدمی کرنے لگی۔ آنکھیں بند کئے، وہ گہری سانس لیتی، خارج کرتی یونہی ادھر سے ادھر چکر لگاتی اس خوبصورت ماحول کا ایک حصہ

ہی محسوس ہو رہی تھی۔ کبھی پھولوں کو سونگھتی، چومتی، شاخوں سے اٹکھیلیاں کرتی، درختوں کے گرد جھومتی، شاخوں سے آزاد ہو جاتی تھی۔

وہ مرکزی دروازے سے باہر نکلتے ہوئے ٹھٹک کر یکدم رکا۔

اس کی نظر اس لڑکی کے وجود پر پڑی۔

اف خدایا...

اتنا خوبصورت سراپا...

اتنی متناسب کمر...

اتنے متناسب اعضاء...

اٹھتے اٹھتے نظر جب اس کے سلونے چہرے تک آئی تو شام کے چہرے پر جیسے شفق پھوٹ رہی ہو۔

اسے دیکھتے ہی اسے اپنے سوال کا جواب مل گیا تھا...

سوال...

کہ...

ایک دم سے اسے گھر میں ہونا کیوں اچھا لگ رہا تھا...؟

جبکہ وہ تو اس گھر سے باہر رہنا ہی ہمیشہ پسند کرتا تھا۔

پھر ایک دم سے کیوں اسے گھر کا ماحول اچھا لگ رہا ہے...؟

عام دنوں میں وہ گھر کم ہی آتا تھا۔ کھانا بھی باہر ہی کھاتا تھا۔ پر اب اس کا دل باہر جانے کا ہی نہیں کر رہا تھا۔ یہ کیسا احساس تھا؟ کیوں چیخنا چلانا اب ترک کر چکا تھا۔

اسفندیار وحید قریشی سمجھنے سے قاصر تھا...

مزاج کا گرم اور چلچلاتی دھوپ جیسا غصہ رکھنے والا...

جس کا مزاج بھی اپنے بہن بھائیوں سے کبھی نہ ملا تھا...

گو کہ وہ ان سے محبت کرتا تھا،

اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی کوشش کرتا مگر اپنے طریقے سے...

محبتیں نچھاور کرنا تو کبھی اس نے سیکھا نہ تھا...

پر...

اب اسے سمجھ آتا کہ اسے محبتیں نچھاور کرنا آتا پر اپنے اصولوں کے مطابق...!

وہیں دوسری طرف مٹھی نے آنکھیں کھولیں تو اس کی نظر خرگوش کے اس جوڑے پہ گئی جو باغ کے بیچ بنے اس خوبصورت حوض کی سنگ مرمر کی دیوار پر چڑھے بیٹھے تھے۔ وہ پُر جوش انداز میں خرگوش کو دیکھ کر اس طرف آنے لگی مگر خرگوش اس انجان کو دیکھ گھبرا کر دوسری طرف کو بھاگے تھے۔

اسفند اس منظر کو دیکھنے کیلئے اپنے ہاتھ سینے پہ باندھ کر باغ کے ایک کونے میں کھڑا ہو گیا تھا۔

خرگوش کے جوڑے کے پیچھے بے فکری سے بھاگتی مٹھی نے جب اچھل کر فرش پر پنجوں کے بل بیٹھتے ایک خرگوش کو پکڑا تو اس نے اپنے قریب مضبوط جوتوں میں جکڑے پیروں کو دیکھا تو سر اٹھا کر اوپر دیکھنے لگی جہاں اسفند آنکھوں میں رنگ لئے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ (یہ سڑو مسکراتا بھی ہے...؟)

www.novelsclubb.com

مٹھی اس کو دیکھ کر، گھبرا کر اس ایک خرگوش کو اٹھا کر نا سمجھی سے بھاگ رہی تھی جب اس کی عقب سے آواز آئی۔

"سنو!" اسے آواز دی گئی۔ وہ رکی۔ اسفند پہلے ہی دوسرے والے خرگوش کو تھام کر اب اسے ہاتھ میں پکڑے، مٹھی کے پاس آتے بولا۔ "خرگوش اپنے پارٹنر سے الگ ہو کر ایک پل بھی نہیں رہ سکتا۔"

وہ اس کے سامنے آیا۔ پھر اپنے ہاتھ میں پکڑا دوسرا خرگوش اس کے ہاتھ میں تھماتا... اسے دلکشی سے دیکھنے لگا تو مٹھی دونوں خرگوشوں کو اپنے ہاتھوں میں دیکھ کر اچانک گھبرائی اور خرگوشوں کو نا سمجھی سے گھاس پر پھینکتی، اندر بھاگی...

...تو اپنے کمرے کی بالکنی کے ٹیرس میں کھڑے اس منظر کو دیکھتے بجلی کے وجود پر ہزاروں چونٹیاں رینگنے لگیں۔

☆...☆...☆

"چائے ٹھنڈی کر کے پیا کریں، کہیں دل میں رہنے والا جانو ہی نہ جل جائے۔"

بلیو کلر کی جینز اور میچنگ شرٹ میں ملبوس سلیقے سے بال بنائے حاشر اس کے رستے میں حائل کھڑا تھا۔

وہ اسفند کے کمرے سے کچھ کاغذات لیکر نکلا تھا۔ دری ابھی ہی چائے کا کپ بنا کر کچن سے نکلی تھی جب حاشر اس کے سامنے کسی جن کی طرح پر کٹ ہوا۔

"جل جائے میری بلا ہے۔" دری کا عجیب آنچ دیتا لہجہ تھا۔

"چلو تم نے کنفرم تو کیا کہ کوئی جانو مانو بھی ہے۔" وہ مسکرایا تو دری کو چڑ لگی۔

"تمہیں کیا...؟"

"مجھے انڈے والا برگر۔" وہ دو بدو بولا، تبھی اس کا فون بجا۔ دانش کی کال تھی۔

"ہٹو میرے راستے سے۔"

"لو... ہٹ گیا۔" وہ ہٹ گیا تو وہ منہ بناتی آگے بڑھ گئی۔ وہ اسے رومانوی نگاہوں سے جاتا دیکھ کر فون سننے کا بٹن دباتے بولا۔ "کیا ہے؟"

''کدھر ہو لیڈر...؟'' وہاں سے جواب آیا۔

''یہیں... بربادی کے راستے پر کھڑا ہوں۔'' اس نے دری کی صورت میں 'بربادی' کو دیکھا تھا۔

''کوئی نہیں... تھوڑا آگے آجا... میں بھی بربادی کے راستے پر ہی کھڑا ہوں۔'' دانش نے دیکھا، ابھی ہی دری سامنے سے آرہی تھی، جو اسے کو دیکھ کر رکی، ناک ٹیڑھا کیا اور رہنہ کرتی چلی گئی۔ یقیناً حاشر آس پاس ہی کہیں تھا۔

''بس میں پہنچا... ویسے بجلی آئی؟'' حاشر نے سوال کیا۔

''سگنل مل گیا ہے۔'' دانش بتا رہا تھا۔

''سب کو چوکنا ہونے کا کہہ دو!'' حاشر نے فون کاٹ دیا۔

☆...☆...☆

سامنے بڑے سے صوفے پہ وحید صاحب اپنی بیگم کے ساتھ براجمان تھے، اور 'وہ' سب ملازموں کے ساتھ لاؤنج میں مہمانوں کیلئے کرسیاں لگوا رہا تھا۔ وحید صاحب کو لاؤنج میں بیٹھا دیکھ کر رشتے دار سب یہاں آکر ان سے بات وات کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رہے تھے اور 'وہ' مہمانوں کے بیٹھنے کیلئے کرسیاں منگواتا، اسے بہت دلچسپ لگ رہا تھا، اس لئے وہ بھی اپنے کمرے کے دروازے پہ آکر کھڑی ہو گئی تھی اور کرسیاں لگواتے 'اس' کو دیکھ کر سوچ رہی تھی...

"یہ کیسا جادو سا چل گیا ہے...؟ کیوں بیٹھے بٹھائے یہ دل مچل سا گیا ہے...؟ یہ احساس... کیا ہے جو بے تاب کئے رکھتا ہے۔ یہ کیوں بس اسی ایک چہرے کو ڈھونڈنے کی خواہش جگا رہا ہے...؟ کیوں یہ چین سے بیٹھنے نہیں دیتا...؟ کیوں...؟

اس کیوں کا کوئی جواب نہ تھا۔

"روحی بی بی!" بنے میاں کی پکار پر روحی نے ان کی طرف دیکھا۔ کرسیاں لگواتے عباد نے ایک نگاہ اس کی طرف دیکھا تھا۔ "یہ چائے تو مہمانوں کو دے دیں۔" بنے میاں نے کہا تو روحی، عباد کی نگاہوں کا مرکز بن کر سٹپٹاتے ہوئے کچن میں بھاگ گئی تھی۔

مہمانوں کیلئے ناشتہ تیار تھا۔ سب بس واپس جانے کی تیاریوں میں گم تھے۔

کل تک جو ایک رونق تھی، افراتفری والا ماحول تھا، ایک ہی رات میں ختم ہو گیا تھا۔اب سب کچھ بس شانت تھا۔ ٹھہرا ہوا...

جیسے کوئی طوفان آکر اپنے پیچھے خاموشی چھوڑ جاتا ہے... تباہیاں چھوڑ جاتا ہے... ایسا ہی حال اس وقت ان سب کا تھا۔ مینو، وحید صاحب، اسفند، عباد، مہمان خواتین و حضرات... بس بجلی تھی جو بڑی ہی دلچسپی سے سب کے اترے چہرے دیکھ کر من ہی من میں کھلکھلا رہی تھی۔

بالآخر وہ دن آگیا تھا جس کے آنے کی خوشی میں وہ راتوں نہ سوئی تھی۔

اس دن کیلئے اس نے کتنا لمبا انتظار کیا تھا۔

وہ اوپر سے سب پہ اچاٹ نظر ڈالنے کے بعد بڑی ہی لے کے ساتھ نیچے اتر رہی تھی۔ وہی اسٹائلش سی ساڑھی، ہلکا میک اپ، نازک سی ہیل اور نرم ملائم سی جلد جو جگہ جگہ سے نمایاں ہو رہی تھی۔

اس کو ڈائننگ ٹیبل کی طرف آتے دیکھ، حاشر و دگینگ نے ایک دوسرے کو اشارہ کر کے چوکنا رہنے پر رضامند کیا۔

☆...☆...☆

ڈی پی او ہاؤس کے شاندار ڈرائنگ روم میں اصغری اپنی بہو کے ساتھ بیٹھی تھی۔ بھلے ہی اس نے کتنی ہی شادیاں دیکھی تھیں مگر اتنا شاندار محل نما گھر اس نے حقیقی زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔ خود اصغری کا اپنا شوہر اچھا کھاتا پیتا خوشحال زمیندار تھا۔ ان کا اپنا گھر تھا، زمینیں تھیں پر ڈی پی او ہاؤس کے مقابلے میں اس کا اپنا گھر کچھ بھی نہ تھا۔ وحید صاحب، اصغری کے دور پار کے کزن تھے۔ شادی کی دعوت پر انہیں یاد رکھا گیا، یہی بات ان کے لئے بہت بڑی تھی۔

تین چار دن جو اصغری اور اس کے خاندان والوں نے یہاں مہمان نوازی کا لطف اٹھایا تھا، شاید ہی کسی دعوت میں اٹھایا ہو۔ اس لئے وہ مسلسل اپنے ساتھ بیٹھی، باقی عورتوں سے تعریفوں کے پل باندھنے میں مصروف دکھائی دے رہی تھی۔

خاندان کی اتنی عورتیں تھیں، جو ناشتہ کرتے ہوئے اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھیں۔ امل، ردا، زلو کے علاوہ دری، مٹھی، روحی اور شانزے بھی

www.novelsclubb.com

(حیرت انگیز طور پر...) بڑی ہی پھرتی کے ساتھ سب کاموں کو سرانجام دے رہیں تھیں۔ صفورا بیگم اور خالدہ بیگم کب سے ان کو یونہی دیکھے جا رہیں تھیں...

روحی نے بڑا سا تھال تھام رکھا تھا... سیڑھیوں سے گزرتے ہوئے وہ سب کو چائے دیتی جا رہی تھی۔

"فکر نہ کریں بھابھی... ابھی گرا دے گی۔" خالدہ بیگم نے تسلی دی مگر قطار میں بیٹھی تمام عورتوں کو اس نے بڑی ہی پھرتی کے ساتھ، اور منظم طریقے سے سب کو چائے کے کپ تھما دیئے تھے۔ صفورا بیگم اور خالدہ بیگم کا منہ کھل گیا۔

بے بی ان کے اڑے اڑے رنگ دیکھ کر بولیں۔

"خیریت ہے بھابھی؟"

"خیریت نہیں ہے بے بی... روحی بنا کچھ گرائے کیسے کام کر رہی ہے؟

"بے بی نے دیکھا۔ پھر خوش گواریت سے بولی۔

"یہ وہی تبدیلی ہے بھابھی... جو ہم سمجھتے تھے کہ ان لڑکیوں پر نہیں آسکتی!

"

www.novelsclubb.com

"مبارک ہو... ایک تو سدھری!" صفورا بیگم نے بھی مان لیا... کہ روحی کے گلے میں یہ تبدیلی ایک خوش گوار انجام پہ آکر ختم ہوئی تھی۔

"ویسے اس افراتفری میں، ایک بہت اہم بات بتانا تو میں بالکل ہی بھول گئی۔" خالدہ بیگم کو یکدم ہی کچھ یاد آیا۔

"کیا...؟" صفورا بیگم نے پوچھا۔ بے بی نے کھوجتی نگاہ سے خالدہ بیگم کو دیکھا۔

"حمیدہ ہے ناں... وہ ہم لوگوں سے رشتہ کرنا چاہتی ہے۔"

"یہ تو اچھی بات ہے۔" صفورا بیگم نے شکر کا کلمہ پڑھا۔ "کم از کم کسی کو تو ہمارا گھرانہ بھی نظر آیا، ورنہ مجھے تو کوئی امید نہ تھی۔"

"امید تو واقعی آپ نے نہیں کی ہو گی... جو میں نے محسوس کیا ہے۔" خالدہ بیگم کی بات میں کوئی دوسری ہی بات چھپی تھی۔ صفورا بیگم اور بے بی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیا مطلب؟" بے بی نے فوراً پوچھا۔

خالدہ بیگم نے آہستہ سے سرگوشی کی۔"دری اور حاشر میں کچھ چل رہا ہے۔
"

صفورا بیگم کے کان کھڑے ہوئے۔"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟"ان کو یقین نہ آیا۔

"میں نے خود دیکھا ہے... حاشر، دری کے گرد ہی چکر کاٹتا رہتا ہے... دری سے تو مجھے کوئی امید نہیں، ہاں حاشر ہماری دری کو پسند کرنے لگا ہے۔"خالدہ بیگم نے تجزیہ دیا تو صفورا بیگم نے چٹا جواب دیا۔

"نہیں نہیں... میں نہیں مانتی... حاشر تو ابھی بچہ ہے... اس کے دل میں ایسا کوئی خیال ویال نہیں ہوگا۔"صفورا بیگم کو جیسے یقین نہ تھا۔ پھر بیٹی کا سوال تھا۔ بے بی سمجھ کر بولی۔

"پریشان نہ ہوں بھابھی... گھر آپسی رضامندی پر بندھتے ہیں... جہاں جیسے جوڑ لکھا ہوتا ہے، ہو جاتا ہے... اس لئے آپ پریشان نہ ہوں۔... اور حاشر اچھا بچہ ہے... ابھی ہی اسفند بتا رہا تھا کہ رات کو حاشر اس سے کیریئر کاؤنسلنگ کے

بارے میں صلاح مانگ رہا تھا...“

”چلو... ایسا ہے تو ایسا ہی صحیح ...“صفورا بیگم نے جیسے ہتھیار ڈالے، اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا۔

”ویسے خبر تو ایک اور بھی ہے میرے پاس!“ خالدہ بیگم نے پھر سنسنی سی پھیلائی تو صفورا بیگم نے منہ بنایا۔

”ایک تو تم بلاوجہ ہی بات کو طول دیتی ہو۔“

”اب کیا ہے۔“ بے بی نے پوچھا۔خالدہ بیگم نے بات سمجھداری سے بڑھاتے کہا۔

”حمیدہ نے باضابطہ مجھ سے ایک بات کی ہے۔“

”اور وہ کیا؟“ بے بی کے پوچھنے پر خالدہ بیگم نے تھیلی میں بند بلی کو باہر نکالا۔

”وہ شانزے کا ہاتھ دینا چاہتی ہے اشعر کے ہاتھ میں!“

”کیا؟“ بے بی بے یقینی سے بولی۔”شانزے؟“ بے بی نے ایک طرف کھڑی شانزے کو دیکھا جو جوس کا گلاس تھامے اب جھٹکا لگنے پر گلاس بجلی کے اوپر

www.novelsclubb.com

گرا چکی تھی۔ سب اس طرف متوجہ ہوئے۔

بے بی نے صاف انکار کیا۔ ”نہیں نہیں... شانزے نہیں۔“

”ابھی تو بڑا کہہ رہی تھی.... گھر آپسی رضامندی پر بندھتے ہیں... جہاں جیسے جوڑ لکھا ہوتا ہے، ہو جاتا ہے... اپنے بیٹے پر آیا تو بس غبارے سے ہوا نکل گئی۔

”صفورا بیگم نے طنزاً کہا۔

”خیر ہے بے بی! ایک بے وقوف جائے گی تو دوسری آئے گی... یہ کوئی گھاٹے کا سودا نہیں۔“ خالدہ بیگم نے بڑی ہی عجیب سی حکایت جھاڑی تھی۔

☆...☆...☆

”اوہو... تم Stupid لڑکی... میری نئی sophisticated ساڑھی کا سارا Design ہی Damage کر دیا۔“ اپنے اوپر اچانک گرتے جوس پر وہ چلا کر اٹھی، اور شانزے پر چیخنے لگی۔

”اوہو شانزے... دیکھ کر چلنا چاہیے تھا ناں۔“ حاشر نے آگے بڑھ کر بجلی کو نیپکن تھمایا۔ ”یہ لیں clean کریں... ورنہ Stain (داغ) لگ جائے گا۔“ وہ

شرارت سے بولا تو بجلی نے نیپکن سے داغ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"I Know...ان wicked حرکتوں کے Planner تم ہو۔"

"اوہ...ایسے نہ کہیں بجلی... ہم سب تو پالے پالے معصوم بچے ہیں۔" حاشر نے میسنی سی شکل بنائی۔

"جاؤ away!" بجلی کا سخت موڈ خراب ہوا، وہ منہ بناتی اوپر کو چلی گئی۔

اس کے جاتے ہی گینگ نے ایک دوسرے کو داد دی۔ انہیں بجلی کے ساتھ ایسی حرکتیں کر کے عجیب سا Inner Peace ملتا تھا۔

☆...☆...☆

ڈارک بلیو کلر کے ڈریس پر فیروزی لیس لگائے، بڑا سا فیروزی جارجٹ کا دوپٹہ لئے، اسٹیپ کٹنگ میں کٹے ہوئے سلکی بال' صاف چمکتی رنگت پہ ڈارک براؤن بڑی بڑی ترچھی آنکھیں، چھوٹی سی ناک اور اس میں چمکتی ستارہ جیسی لونگ، وہ سیڑھیوں سے اترتی ہوئی اب لاؤنج میں داخل ہوئی تو سب نے ہی نظر اٹھا کر اس کے جاذب سراپے کو سر تا پاء دیکھا تھا۔ وہ بس مسکرا ہی سکی۔

مینو اٹھ کر اسے گلے لگاتے ہوئے ایک دم ہی جذباتی ہوئی تھی۔

اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اس نے کہا۔ "میری بہادر بیٹی! تم آرام کرو..."

"میں تھک گئی ہوں کمرے میں بیٹھ بیٹھ کر..."

سجل بدمزہ ہوئی۔ شادی کے ہنگاموں میں وہ کسی سے بھی ڈھنگ سے نہ مل سکی تھی۔ پھر آج تو بہت سارے مہمان واپس ہی جا رہے تھے، اس لئے اس نے یہی بہتر سمجھا کہ وہ سب کے ساتھ بیٹھے... پھر نا جانے کب سب سے ملاقات کرنا قسمت میں لکھا ہو گا۔

"بہت اچھا سوچا..." بے بی نے بڑھ کر اسے اپنے پہلو سے لگایا۔ "تم واقعی بہت خوش نصیب ہو مینو جو تمہیں سجل جیسی اتنی سمجھدار بیٹی اللہ نے عطا کی... تم نے اس کی بہت اچھی تربیت کی ہے۔"

مینو' بے بی کی بات سن کر تھوڑا رنجیدہ ہوئی۔ "بے شک میں خوش نصیب ہوں جو سجل میری بیٹی ہے' مگر اس کی تربیت میں میرا کوئی ہاتھ نہیں۔" وہ سجل کا

چاند جیسا چہرہ اپنے ہاتھ کے ہالے میں لیکر پیار سے دیکھتے بولی۔

سجل' اپنی ماں کا ہاتھ تھام کر، اسے پیار سے چومتے بولی۔ "میری پوری ہستی آپ کے مرہونِ منت ہے امی...!"

"میری پیاری سجل!" مینو نے محبت پاش لہجے میں اسے گلے لگایا۔

سب ناشتہ کر چکے تھے، اب سامان باندھنے کا وقت ہوا چاہتا تھا۔ دور دراز کے لوگ تو رات ہی سامان پیک کر چکے تھے، جبکہ قریب کے لوگ دوپہر کے بعد نکلنے کا سوچ کر ذرا سستی کر رہے تھے۔

مینو' بے بی کے ساتھ راہداری میں ٹہل رہی تھی۔

"جی نہیں!" کسی بات پر بے بی نے گھورا تھا۔

"میں جانتی ہوں تم کالج میں چیمپئن تھی... پہاڑوں پہ چڑھنا، درختوں پر چڑھنا، دیواریں پھلانگنا تمہارے پسندیدہ کام ہوتے تھے... تمہیں تو سب ٹارزن بلاتے تھے۔"

"چلو چلو... میں اب ٹارزن بھی نہیں رہی... اب بوڑھی گھوڑی ہو گئی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہو...۔" بے بی نے ہنستے کہا۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو...اب عمر تھوڑی سے ٹارزن بننے کی۔"

دونوں پھر ہنسنے لگیں، تو اپنے کمرے کے دروازے پہ کھڑا اسفند دونوں عورتوں کو ہنستا دیکھ کر حیران ہوا تھا۔یہ کیسی 'تبدیلی' تھی...؟

☆...☆...☆

بجلی ان کو یوں ہنستا بستا دیکھ جل کر راکھ ہوئی تھی، تبھی سہج سہج کر چلتی وہ مینو کی خوشی برباد کرنے آئی۔

"مینو...مجھے کچھ Talk کرنی ہے You سے۔"

"ہاں بولو بجلی۔" وہ بجلی کی طرف متوجہ تھی۔

"مجھے کچھ alone میں talk کرنی ہے۔" بجلی کو جیسے بے بی کی موجودگی چبھی تھی۔بے بی سمجھ کر پیچھے ہٹی مگر مینو نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"بجلی تمہیں جو بات کرنی ہے... تم بے بی کے سامنے بھی کر سکتی ہو۔" مینو نے نرمتا سے کہا۔

بجلی جلی۔"ok!"وہ اپنے مقصد کی طرف قدم بڑھاتے، تمہید باندھتے

بولی۔"تمہاری daughter کی Marriage تو Off ہو گئی but یہ

good ہو گیا۔"

مینو اس کی بات پر الجھی۔

"کیا مطلب؟"

"میرا son حدید آیا ہے London سے...اب تم میری وہ Late-

Wish(دیرینہ خواہش) پوری کر دو...حدید کیلئے سجل کا ہاتھ دے دو...ان

دونوں کا آج ہی نکاح ہو جائے تو اچھا ہے...۔"

بجلی کے یوں اچانک دھماکہ کرنے سے مینو کے وجود کے چیتھڑے تتر بتر ہو

کر یہاں وہاں گرے، تو بے بی کا حال بھی اس پیش کش پہ ایسا ہی کچھ رہا تھا۔

☆...☆...☆

"چلو ہم بھی پیکنگ کر لیتے ہیں۔" نادرین نے روحی سے کہا اور بیگ کی

طرف بڑھی۔

''سارا سامان یاد سے رکھنا، کچھ بھول وول مت جانا!'' خالدہ بیگم نے نصیحت کی۔

''میرا موبائل کہاں ہے؟'' بے بی، عجلت میں کہتی کمرے میں داخل ہوئی۔

صفورا بیگم اور خالدہ بیگم نے اس کی تیزی کو نوٹ کیا۔

''وہ تکیے کے نیچے!'' مٹھی نے بتایا تو بے بی اپنی چارپائی کے تکیے کے نیچے پڑے موبائل کو اٹھا کر جلدی ہی باہر نکل گئی۔

''اوہو بے بی... اتنی جلدی کیا ہے...؟ تیار تو ہونے دو... پیکنگ تو کرنے دو...۔'' صفورا بیگم پیچھے لپکی، کیونکہ اسے لگا یقیناً بے بی' یہاں سے نکلنے کا ناشاد صاحب کو بتانے والی تھی، جس کا مطلب ایسے ہی افراتفری میں نکلنا پڑے گا لیکن بے بی ان کی بات سنی، ان سنی کرتی چلی گئی۔ ''اب یہ ہمیں تیار بھی نہیں ہونے دے گی۔ اتنے تو جلد باز ہوتے ہیں ناشاد صاحب۔'' صفورا بڑبڑائیں۔

''ہمیں بھٹ شاہ بھی جانا تھا...'' نادرین منہ بنا کر بولی۔

''اب آئیں ہیں تو گھوم پھر کر چلتے ہیں ناں...'' مٹھی نے بیگ کی زپ

کھولتے کہا۔

"ویسے بھی ابھی پورا دن پڑا ہے۔" روحی کی بات میں وزن بھی تھا۔

"اوہو تم لوگوں کو گھومنے کی پڑی ہے... دیکھ نہیں رہی... ادھر کتنا بڑا مسئلہ ہو گیا ہے۔" خالدہ بیگم ان سر پھری لڑکیوں کو ڈانٹنے لگیں، پھر افسوس سے بولیں۔ "بے چاری سجل! پتا نہیں کیا ہو گا اس کا۔"

خالدہ کے کہنے پر دری بولی۔ "سجل باجی خوش ہیں کہ ان کی اس دولہے سے شادی نہیں ہوئی۔"

"بڑی صبر والی بچی ہے۔" صفورا بیگم نے نرمی سے کہا۔

خالدہ بیگم ذرا دور اندیش عورت تھی، بے بی کے چہرے پہ ہوائیاں اڑی دیکھ وہ الجھی تھی۔ "بھابھی! بے بی پریشان تھی۔ میرا خیال ہے ہمیں اس کے پاس جانا چاہئے۔"

"مجھے بھی یہی لگتا ہے۔" وہ دونوں اٹھیں تو وہ تینوں نمونیاں بھی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

”تم لوگ کدھر...؟“ خالدہ بگڑیں۔

”بے بی کے پاس!“ وہ گائے کی طرح منڈھیاں گھماتے بولیں۔

”کوئی ضرورت نہیں ہے... چلو پیکنگ کرو!“ صفورا بیگم نے جھڑکا تو وہ منہ بنا کر واپس اپنے کاموں میں لگ گئیں۔

☆...☆...☆

یہ کوئی پہلی بار تھوڑی ہوا ہے' جو اسے رونا آرہا ہے... اس کے ساتھ تو ہمیشہ سے ہی یونہی ہوتا آرہا ہے۔ جہاں اس نے کچھ سوچا تھا' وہاں ہمیشہ اس نے منہ کی کھائی تھی۔ ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر اس کی کسی زمانے کا سوچا ہوا ایک پلان... اس کے منہ پہ طمانچے کی طرح آ کر لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

”Look مینو... یہ marriage ہو گی اور ضرور ہو گی... میری starting سے wish تھی کہ سجل میری daughter in law بنے اور تم بھی تو یہی چاہتی تھی...۔ اب دیکھو... میں کرواؤں گی اس کی marriage... اسی time میں... اسی hall میں... اسی Bridal

Dress میں سجل Bride بن کر میرے House جائے گی..."

مینو' پتھر کا بت بنی، ہوش کی دنیا سے بے خودی کے عالم میں بھٹک رہی تھی۔ بے بی جیسے ہی دروازہ کراس کر کے اندر آئی تو بجلی کی بات سن کر اسے ایک اچاٹ نگاہ سے دیکھا۔ بجلی پھرتیاں دکھاتی اپنی پلاننگ کے اب اہم موڑ کو ترتیب دے رہی تھی۔

"میں ابھی حدید کو call کرتی ہوں... وہ حیدر آباد میں ہے... وہ soon یہاں reach out ہو جائے گا اور Night o Night نکاح ہو جائے گا...

" بجلی فون اٹھا کر ایک نمبر پریس کرنے ہی لگی تھی اور گم صم سی مینو بالکل ہی لاتعلق سی کھڑی تھی۔

صبح صبح ہی 'سجل کے شادی نہ ہونے کی' خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ خاندان بھر کے فون پہ فون آرہے تھے جس نے وحید صاحب کو پریشان کر دیا تھا۔ سب جان چکے تھے کہ عبداللہ میاں نے کسی اور لڑکی کے ساتھ کورٹ میرج کر لی تھی... عبداللہ کے ماں باپ اُس لڑکی کو بہو بنانے پر بالکل بھی تیار نہ

www.novelsclubb.com

تھے،اس لئے عبداللہ کی زبردستی سجل سے شادی کروا رہے تھے...اللہ نے ان کو بھی اچھا سبق دے دیا کہ جس لڑکی سے وہ نفرت کرتے تھے،اسی سے ان کے بیٹے نے شادی کر لی اور جتنی بھی لالچ کر رہے تھے،وحید صاحب والوں سے...وہ بھی ہاتھ سے ریت کی طرح نکل چکا تھا... مگر اس سارے چکر میں سجل معصوم کا حال برا ہو کر رہ گیا تھا۔اسے اس سارے چکر میں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ہنسے یا روئے۔وہ تو اول روز سے ہی اس شادی کیلئے تیار نہیں تھی مگر اس کے رشتے کیلئے اس نے وحید صاحب اور مینو کو ہمیشہ پریشان دیکھا تھا...اور جب ان کو عبداللہ کا رشتہ پسند آیا... تو ہر بیٹی کی طرح ماں باپ کے فیصلے پر اس نے بھی اپنا سر جھکا دیا تھا۔اسے یہ سب اچھا نہیں لگ رہا تھا مگر وہ مجبور تھی۔ صبح'وہ خاصی اداس تھی۔ بے بی اس سے کمرے میں ملنے آئی تو اس کی خالتِ زار پر اسے دکھ ہوا تھا...اس عمر میں لڑکیوں پر ایسے دکھوں کا بوجھ ڈالنا'اسے ہمیشہ دکھی کر دیتا تھا۔اسے ناشتہ کروا کے...اس سے چند باتیں کر کے اس نے سجل کی ہمت کو بڑھایا تھا۔سب جانے کی تیاریاں کر رہے تھے،اس لئے بے بی نے سجل کو تیار ہو کر نیچے آنے کا کہا تاکہ

www.novelsclubb.com

ماحول میں چھائی مایوسی اور اداسی ختم نہ سہی، مگر کم تو ہو سکے!

مگر یہاں تو بجلی نے ایک نئی ہی پھلجھڑی چھوڑ کر کوئی نیا ہی ڈرامہ چلا دیا تھا۔

"اور Watch مینو... یہ Ending دیکھنا... ایک Happily Ever After ٹائپ کی Ending ہو گی۔ میں Call کرتی ہوں... وہ arrive ہو جائے گا... پھر وہ دونوں تمہارے حیدر آباد والے house میں live کر لیں گے... تم جب چاہو اس سے meet up کرنے آ جا سکتی ہو...!"

بجلی جلدی جلدی کال ملانے لگے۔ وحید صاحب گھمبیرتا سے ایک طرف کھڑے تھے۔ عباد، اسفندیار اور امل بھی سارا تماشا دیکھ رہی تھی۔ باقی کمرے میں کوئی نہ تھا۔ اسفند کے صبر جواب دے گیا تو وہ جرح کرتے بولا۔

"حدید پہلے سے ہی شادی شدہ ہے...!"

"تو what ہوا...؟ ہمارے Religion میں Four شادیاں جائز ہیں۔ اور میں یہ Trust دلاتی ہوں... وہ سجل سے شادی کرنے کے بعد First والی wife کو divorce دے دے گا۔" بجلی یقین دہانی کے بعد اب فون کان پر

رکھ ہی رہی تھی کہ بے بی بولی۔

"میرے پاس حدید سے بھی اچھا رشتہ ہے۔" سب اسے مڑ کر دیکھنے لگے۔

وہ تحمل مزاجی کے ساتھ بول رہی تھی۔ "لڑکا پڑھا لکھا... جاب والا... اپنا گھر بار... ضرورت کی ہر چیز پہلے سے موجود... اسے جہیز چاہیئے نہ ہی وہ ترس کھا کر... یا رحم کھا کے سجل سے شادی کرنا چاہتا ہے... بلکہ دل سے سجل کو اپنانا چاہتا ہے... وہ سجل سے محبت کرتا ہے..." بے بی کی بات سن کر بجلی نے کال کاٹی (کہ حدید نے فون نہ اٹھائی...) اور بے بی کی طرف گھورتی بڑھی۔

"اور وہ who...؟"

بے بی نے آ کر تو جیسے اس کے بنے بنائے پلان کو بالکل ہی چوپٹ کر دیا تھا۔ بجلی کرنٹ کے جھٹکے کھاتے ہوئے پوچھنے لگی۔ اس کی ساری پلاننگ ہی فیل ہوتی نظر آ رہی تھی۔ یہ کون تھا جو راتوں رات سجل سے محبت کرنے کا دعویدار ہو گیا تھا۔

"ہاں مینو... وہ لڑکا دل سے سجل کو چاہتا ہے..." بے بی نے نم آنکھوں

سے مینو کو دیکھتے بتایا۔ مینو پتھر کی طرح ساکت رہی۔

"کون ہے وہ...؟" وحید صاحب نے اس کے عقب سے پوچھا۔ مینو ساکن وجود کی طرح بے حس و حرکت کھڑی رہی۔

"آپ کہیں تو میں اسے بلاؤں...؟" بے بی نے اجازت طلب کی... تو بجلی دروازے کی طرف جھانک کر دیکھنے لگی...

"Who...؟"

اسفند، عباد اور امل نے بھی دروازے کی جانب اپنی نگاہیں دوڑائیں۔

"آجاؤ اندر!" بے بی نے آواز دی تو وہ وجود... اندر آتا دکھائی دیا۔

سفید شلوار قمیض پر بلیک واس کوٹ پہنے، خان جوتے، نازک فریم والا چشمہ پہنے وہ ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ اس کو دیکھ سب کے چہرے پہ حیرانی اور خوش گواری پھیل گئی۔

"فرجاد...؟" وحید صاحب بمشکل خود کو سنبھال کر بولے۔

"ہاں... ہم اپنے فرجاد کیلئے سجل کا رشتہ مانگتے ہیں۔" فرجاد کے پیچھے

www.novelsclubb.com

سے" ناشاد صاحب اندر آتے ہوئے بولے تھے۔

مینو تو حیران ہی رہ گئی تھی۔

"ہمیں تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ ایسا کچھ بھی ہو سکتا ہے۔" اب صفورا بیگم بھی بولتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئیں، پھر فرجاد کے شانے سے لگ کر بولیں۔ "میرا بیٹا گوہر نایاب ہے وحید صاحب... اس نے پہلی بار ہم سے کچھ مانگا ہے... تہہِ دل سے... مینو! کیا تم سجل کو میرے گھر کی بہو بناو گی...؟"

"نہیں نہیں مینو! سجل تو میرے ہی گھر کی بہو بنے گی۔" بجلی نے تلملا کر کہا، کیونکہ اس کے کئے کرائے پر پانی پھر رہا تھا۔ اس نے بڑی چالاکی سے اپنے بیٹے کو لندن سے پہلے ہی بلا رکھا تھا... وہ سازش کے تحت اندر ہی اندر کچھ نہ کچھ کام کرتی رہی تھی۔ یہ شادی تڑوانے کیلئے...

اس کا مقصد کیا تھا...؟

پہلے سجل کی اپنے بیٹے سے شادی...

اور پھر اپنی بیٹی کی اسفند سے شادی کروانے کا اس نے سوچ رکھا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مینو میں تمہاری اچھی دوست ہوں... میرے بیٹے سے اچھا تمہیں کوئی اور رشتہ نہیں ملے گا۔" مینو، بجلی کو اپنی خالی آنکھوں سے دیکھنے لگی تھی جیسے اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

جگہ جگہ دھماکے ہو رہے ہو... افراتفری مچی ہو...

"ہمیں فرجاد کا رشتہ منظور ہے۔"

وحید صاحب نے اسفند کی طرف دیکھ کر، اسفند کا اشارہ سمجھ کر، اپنا فیصلہ سنایا تھا۔

"کیا...؟" بجلی تو شاکڈ ہی رہ گئی۔

"بہت شکریہ وحید صاحب۔" ناشاد صاحب نے کہا اور دونوں بغل گیر ہو گئے۔

"مبارک ہو!" وحید صاحب بولے اور پھر اسفند کی طرف مخاطب ہوئے۔ "آج رات ہی نکاح ہو گا... اسی ہال میں... تو انتظامات مت روکنا!"

اسفند، فرجاد کی طرف تشکر بھری نگاہ سے دیکھ رہا تھا جب وحید صاحب کی

www.novelsclubb.com

بات پر چونک کر اس نے وحید صاحب سے سر کھجاتے کہا۔ ”پر میں تو ہال والے کو صبح کا ہی منع کر چکا ہوں...!“

”کیا...؟“ وحید صاحب نے گھورا۔

”میں کرواتا ہوں انتظام۔“ فرجاد مسکرا کر کہتا باہر نکلنے لگا، تو بے بی نے کہا۔

”اس کو دیکھو تو... پہلے فنکشنز میں نظر ہی نہیں آ رہا تھا...“ سب مسکرا دیئے۔

”میں بھی آتا ہوں۔“ اسفند ٹیبل سے والٹ اور موبائل اٹھاتے بولا۔ فرجاد رک کر اس کا انتظار کرنے لگا، پھر وہ دونوں ساتھ ہی کمرے سے نکل گئے۔

”میں سب کو روکتی ہوں۔“ بے بی کو اچانک یاد آیا کہ مہمان تو نکلنے کی تیاری میں تھے۔ اس نے کہہ کر مینو کے ہاتھ کو تھپتھپایا تھا۔ ”مینو... پریشان نہ ہو سب ٹھیک ہو گیا ہے۔“ وہ کہتی کمرے سے جانے لگی مگر عباد اس کے سامنے آیا۔

”اصغری چاچی بس نکلنے لگی ہے... ان کے جانے کے بعد سب کو روک لیجئے گا۔“

"وہ کیوں...؟" عباد کی بات پر بے بی الجھی۔

"وہ بہت زیادہ تنگ کرتی ہیں۔" عباد نے مایوسی بھرے انداز میں کہا تو بے بی ہنس پڑی۔

"آج خوشی کا موقع ہے... ہم دل کھول کر خرچ کریں گے... اور سب کی اچھی بری ہر چیز برداشت کریں گے۔" بے بی خوشی سے کہتی اوپر سیڑھیاں چڑھ گئی۔ وہ یہ خوش خبری جلد از جلد سجل کو سنانا چاہتی تھی۔

☆...☆...☆

"چلو ہماری پیکنگ تو ہو گئی... ہم تیار ہیں۔"

تیار شیار مٹھی نے بیگ بند کرتے ہوئے اطلاع دی، اور تبھی عباد کمرے میں داخل ہوا تھا۔ ملازم بھی چائے کا ٹرے لئے اندر آیا۔

"اور چائے بھی تیار ہے۔" وہ نرمی سے بولا۔

"قسم سے بہت طلب تھی چائے کی..." دری کہتی، بیگ گھسیٹتی وارڈ روب کے ساتھ والی دیوار پر ٹیک لگا کر رکھتے اس نے ٹرے کے جانب ہاتھ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بڑھائے اور چائے کا کپ اٹھایا۔

"آئی ایم سوری!" عباد نے دری سے کہا تو وہ رک کر اس دیکھنے لگی۔

"کس بات کیلئے...؟"

"حاشر نے مجھے سب بتادیا ہے کہ اس دن تم کچن میں کچھ نہیں بنا رہی تھی، وہ بس تم سے کچھ بنوا رہا تھا۔ مجھے مس انڈر اسٹینڈنگ ہوگئی تھی اس لئے سوری کر رہا ہوں۔" وہ صرف شرمندہ نہیں ہو رہا تھا، بلکہ وہ شرمندہ لگ بھی رہا تھا... انسان لگ رہا تھا... وہ روبوٹ سے انسان کب بنا...؟

یقیناً عباد بھی تبدیلی کا شکار ہو گیا تھا۔

"معاف کیا...!" دری کہتی چائے پینے لگی۔ اب مٹھی بھی کام چھوڑ کر چائے کا کپ تھام کر بیٹھ گئی۔ روحی غائب تھی۔ مٹھی نے اسے آواز دی۔

"روحی!"

"کیا ہے؟" وہ واش روم کے اندر سے چلائی۔

"چائے پی لو..." دری نے کہا تو واش روم کا دروازہ کھلا۔ روحی منہ دھو کر

اب ایک ہک پہ لٹکے تولیہ سے چہرہ صاف کر کے بولی۔ ''قسم سے دادو کے میمن بیکری والے پین کیک کی اتنی یاد آ رہی ہے... آج جا کر مزے سے کھاؤں گی۔''

عباد نے سنا تو بے ساختہ ہی ہنسا۔ روحی اس کی موجودگی سے بے خبر جب وارڈ روب والے حصے سے نکل کر کمرے میں آئی تو عباد کو مسکراتا ہوا کھڑا دیکھ خود کو کوسنے لگی۔ ''کیا سوچتا ہو گا کہ میں کس قدر چٹوری ہوں۔''

''میں چلتا ہوں۔'' وہ کہہ کر جانے لگا تو روحی نے منہ بنایا۔

''پہلے ہی چلے جاتے۔''

☆...☆...☆

''یہ سب What تھا مینو... تم نے کچھ ask (پوچھا) کیوں نہیں کیا...؟ تم silent کیوں رہی؟'' بجلی نے اسے جھنجھوڑا۔ ''Today تک جو تم نے like (پسند) کیا... وہی ہوا... پھر now کیوں silent ہو گئی...؟'' بجلی غصے سے اسے دیکھ رہی تھی۔

کمرہ خالی ہو چکا تھا۔ اب یہاں بس وہ دونوں ہی رہ گئے تھے۔ بجلی چنگاڑیاں

چھوڑ کر آگ کا شعلہ بنی ہوئی تھی جبکہ مینو شبنم کے برف کی طرح سرد پڑی تھی۔
لبوں کو جنبش دیتے ہوئے وہ خلاء میں کسی سے مخاطب ہوئی۔
"آج تک جو میں نے چاہا... وہ کیا... اور وہ پایا... پر کبھی اپنے گھر کو، اپنا گھر نہ بنا سکی... اپنے شوہر کو اپنا شوہر نہ بنا سکی... اپنے بچے اپنا سب کچھ کھوتی رہی... کبھی عام ماں بن کر ان کا خیال رکھ سکی نہ دیکھ بھال کر سکی... دونوں بیٹیوں کو نہ نماز کی تلقین کی... نہ روزے کی... ہر وقت بس یہی راگ الاپا کہ پارلر جاؤ... لوگوں کے ساتھ اٹھو بیٹھو... بناؤ سنگھار کرو... وہ تو میری بیٹیاں ہی نیک تھیں جو خود ہی نماز روزے رکھ لیتی تھیں... شوہر کو کبھی ناڑا تک نہ ڈال کر دیا... جوتے جراب... کبھی اٹھا کر نہیں دیئے۔" وہ یک ٹک ایک طرف نگاہ جمائے کہہ رہی تھی۔ "آج تک جو بھی فیصلہ کیا... اس کا غلط نتیجہ ہی نکلا... ہمیشہ غلط... وحید صاحب سے شادی... اپنے بڑے خوبصورت گھر کو چھوڑ کر سرکاری گھر میں رہنے کا فیصلہ کرنا... اسفند کو سب سے دور رکھ کر چیخنے چلانے اور غصے کرنے کی راہ پر لگانا... اپنے گھر کے غریب رشتے داروں کو گھر کا ملازم بنا کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رکھنا... وحید صاحب ہمیشہ چاہتے تھے کہ ان کے سب رشتہ دار ایسے ہی رہیں... ملازم اور رکھ لیتے ہیں مگر میں نے نہیں مانا... اور اب یہ سجل کی شادی کا فیصلہ..."

مینو بے تکان بولے جا رہی تھی جیسے اپنے ہوش میں نہ ہو۔ بجلی اس کی اجڑی حالت کو دیکھ رہی تھی۔

"سجل جب سے دادو سے آئی تھی... بہت خوش تھی... پھول پودوں کو سنوارنے میں لگی رہتی تھی... شام کی چائے کا انتظام کرنے لگی تھی... گھر کو سجانے میں، کھانا پکانے میں وہ پیش پیش رہتی تھی... وہ دادو سے آنے کے بعد بہت بدل گئی تھی... وہ عام لڑکیوں کی طرح دوپٹہ شلوار پہننے لگی تھی... وہ بے بی سے متاثر ہوئی تھی... اس قدر متاثر کہ وہ بے بی کے رنگ میں رنگی مجھے نظر آتی تھی۔ ایک طرف جاب دوسری طرف گھر کے کام کرنے والی بے بی اس کی آئیڈیل بن گئی تھی... وہ خوش رہنے لگ گئی تھی... بے بی لوگوں کا گھر اسے اچھا لگنے لگا تھا... مگر میں نے اس کی خوشی نہیں دیکھی تھی۔ میں نے اپنے بغض کے

آگے اپنی بچی کی خوشی نہ دیکھی۔ دیکھ کر اندھی ہو گئی تھی... اسی اندھے پن میں اس کی شادی طے کر دی... وہ اس شادی سے خوش نظر نہیں آتی تھی پر میں اپنی انا... اپنے غرور میں بس ہر حد سے پھلانگ کر گزر گئی... مگر اب ایسا نہیں ہو گا... اب جو میری بیٹی چاہے گی... وہی ہو گا۔" مینو کے آنسو گرتے جا رہے تھے، انہی کو صاف کرتے بولی۔ "اگر وہ فرجاد سے شادی کرنا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے... میں اس کی اسی سے شادی کرواؤں گی مگر... پہلے میں اس کی رضامندی لوں گی۔"

وہ عزم کے ساتھ اٹھتے کہتی باہر نکل گئی۔

"اسی بات سے میں ہمیشہ ڈرتی تھی... بجلی سوچ کچھ سوچ!" بجلی بلبلا کر پیر پٹخ رہی تھی۔

☆...☆...☆

"کیا واقعی سجل باجی کی شادی فرجاد بھائی سے ہو رہی ہے...؟"

امل بے حد خوشی سے پوچھ رہی تھی۔ بے بی نے اسے یقین دلاتے

کہا۔" بالکل سچی۔"

"او مائی گاڈ!" مجھے یقین نہیں آرہا...۔"

"یقین کر لو۔" بے بی نے اب سجل کو دیکھا جو چپ چاپ، بے یقینی کی حالت میں تھی شاید...۔ "تم خوش ہو سجل...؟" بے بی نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر پوچھا تو وہ چونک کر سر اٹھاتے ہوئے اسے دیکھے گئی۔

"فرجاد... ہاں اس نام سے دل آشنا تھا... اس آشنا کے نام سے دل خوش تو ہوا تھا... بے شک فرجاد بہت اچھا تھا... کسی بھی لڑکی کا خواب ہو سکتا تھا..." یہ سب سوچ کر اس کی زبان نے صرف یہی ایک سوال پوچھا تھا۔

"...پر مما؟"

بے بی ابھی کچھ کہتی کہ مینو دروازہ کھول کر اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔

سجل چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی اور مینو کو دروازے پر کھڑا دیکھ کر پوچھنے لگی۔ "مما...؟" وہ نم آنکھوں سے مینو کو دیکھ رہی تھی۔

کبھی کبھی کچھ کہنے کیلئے الفاظ کی ضرورت نہیں پڑتی۔

ابھی بھی الفاظ کی ضرورت نہ تھی۔

"تم خوش ہو تو میں بھی بہت خوش ہوں۔"

مینو نے سجل کے مہندی بھرے ہاتھ تھام لئے تو وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔ سجل مسکرادی۔امل، مینو کے پیچھے سے آکر لپٹ گئی تو مینو نے بھی امل کو ساتھ لگادیا۔

مینو نے ایک ہاتھ سجل کے گال پر،ایک ہاتھ امل کے پیٹھ پہ رکھے،اور پھر تشکر بھری نگاہ سے بے بی کو دیکھنے لگی،تو بے بی مسکراتی ان کو دیکھتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

☆...☆...☆

دونوں بیگ گھسیٹتی جب وہ باہر نکل گئی تو عینک والے جن کی طرح وہ اچانک نمودار ہوااور دری نے گھبرا کر اپنے بیگ چھوڑ دیئےاور دھڑام زمین پر گرے۔

"یہ کیا ہے...؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ حاشر نوید قریشی ہے۔" وہ اپنے مخصوص چڑانے والے انداز میں گویا ہوا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

"یہ محبت ہے جانِ من!"

"میں جا رہی ہوں۔" وہ منہ بنا کر اپنا سامان اٹھانے لگی۔

"جاؤ نہیں... میرے دل میں آؤ!"

"جوتے اتاروں...؟" وہ پیروں کی طرف اشارہ کر کے دھمکی دینے لگی۔

"مسجد نہیں حاشر کا دل ہے یہ... جوتے پہن کر بھی آسکتی ہو۔" وہی لوفروں کی طرح ہر بات منہ پہ مارنا۔ دری خفگی سے منہ پھلا بیٹھی۔

"کیا ناراض ہو گئی...؟" حاشر نے مسکرا کر پوچھ لیا۔

"تم ہو کون...؟" وہ چڑھ دوڑی۔

"تمہارا سب کچھ...!" حاشر نے چھیڑتے ہوئے کہا۔ "بس یہ آخری تھا... اب میں تمہیں ایک بڑے راز کی بات بتانے لگا ہوں۔" وہ رازداری سے

بولتے ہوئے ایک کمرے کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کون سی بات...؟"ایوئیں منہ بنا کر پوچھا گیا۔

"اُس کمرے میں..."حاشر نے جھک کر اس کے پاس کھڑے ہو کر ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا تو دری بھی اس کے بتائے کمرے کی طرف دیکھ کر اس بڑے سے دروازے کو دیکھنے لگی۔"...بزرگ لوگ کچھ فیصلے فرما رہے ہیں۔"سرگوشی کرتے ہوئے وہ پُراسرار لگ رہا تھا۔

"کیسے فیصلے...؟"وہ ڈرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"کہ اب کس بکرے کی تکہ بوٹی بنائی جائے۔"

"ہمارے والے کی بنانی چاہیئے ناں..."دری اچھل کر بولی مگر پھر مایوس ہوئی۔"...مگر وہ بکرا تو دادو میں ہے۔"

"او عقل کی اندھی... تمہارے فرجاد بھائی کی شادی ہو رہی ہے۔"مزید کوئی سنسنی پھیلائے بغیر حاشر نے بتایا، تو دری صحیح معنوں میں اچھل کر دور ہوئی اور گھور کر دیکھتے بولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا...؟ان کی شادی یہاں مٹیاری میں کیوں ہو گی...؟ان کا اپنا گھر ہے دادو میں... دوست احباب... پھر ہم بہت سارا دھوم دھڑ کا بھی کریں گے دادو میں... تو یہاں پر کیوں شادی ہو گی فرجاد بھائی کی خدانخواستہ!“ وہ ریل کی طرح زوم کرتی نکل گئی۔

”کیونکہ دلہن یہاں ہے نادرین ناشاد قریشی!“ حاشر نے اس کے سر پہ چپیڑ مارتے کہا۔

”کیا... دلہن...؟ یہاں...؟... پر ہم نے دلہن ڈھونڈی ہی نہیں ہے۔“ اس نے ہقا بقا ہوتے ہوئے جیسے جتایا تھا۔

”... مگر بزرگوں نے ڈھونڈ لی ہے۔“ حاشر بتا کر اس کا ردعمل دیکھ رہا تھا جس میں بے یقینی تھی۔

”کیا...؟“ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ہو کیا رہا ہے؟ ”ہم تو سجل باجی کی شادی میں آئے تھے، اب اس کی شادی نہیں ہو رہی تو... تو کیا مفت کا منڈپ دیکھ کر چاچا نے بھائی کی شادی مفت کروانے کا سوچ لیا ہے...؟“

"منڈپ؟" دری خود ہی اپنے لفظ پر بڑبڑائی تو حاشر نے اسے دلچسپی سے دیکھا۔ کبھی منہ سجھا رہی تھی، کبھی وہ سر کھجا رہی تھی، کبھی ناخن چبا رہی تھی، کبھی بڑبڑا رہی تھی۔

"اپنے چھوٹے سے ذہن پہ زیادہ بوجھ مت ڈالو۔ اصل میں فرجاد بھائی کی شادی سجل باجی سے ہی ہو رہی ہے۔" حاشر کے بتانے پہ وہ آنکھیں پھاڑیں اسے دیکھتی رہی، پھر کچھ سمجھ کر وہ اندر کی طرف بھاگی۔

"ارے اپنے بیگ تو لے جاؤ۔" حاشر کی آواز پہ وہ واپس آئی اور جیسے تیسے وہ بیگ گھسیٹ کر واپس اندر بھاگی۔

حاشر کے قہقہے نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

☆...☆...☆

"چلو چلو تیار ہو جاؤ دولہے کی بہنوں۔"

صفورا بیگم، خالدہ بیگم اور بے بی کے کمرے میں داخل ہونے کے بعد امل نے کمرے میں پیر رکھتے ہی ان دونوں (روحی اور مٹھی) کو مخاطب کیا جو بیگ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سمیت بالکل تیار کھڑیں تھیں۔ مٹھی بگڑ کر بولی۔

"اللہ نہ کرے جو ہم اس منحوس مارے دولہے کی بہنیں ہوں۔"

"دفع دور... وہ چوزے کے منہ والا دولہا۔" امل نے روحی کو دیکھا جو منہ پھاڑے دولہے کے بارے میں نا جانے اور کیا اول فول بولتے دیکھ رہی تھی۔ امل نے کچھ سمجھ کر بے بی کو اشارہ کرتے کہا۔

"لگتا ہے کچھ پتا نہیں ان اللہ میاں کی بھینسوں کو...۔" امل نے افسوس سے دیکھ کر کہا۔

"کہاں سے پتا ہو... ہم ہی ابھی آئے ہیں۔" خالدہ بیگم عجلت سے بیگ کھولنے لگیں، جسے بڑی ہی محنت سے روحی نے بند کیا تھا۔

"چھوٹی بھابھی... یہ نہ کھولیں، میں نے بڑی محنت سے بند کیا ہے۔"

"یہ نہیں کھولوں گی تو شادی کیلئے تیار کیسے ہوں گی...؟"

"لگتا ہے سجل باجی کی شادی ٹوٹ جانے سے چھوٹی بھابھی کو صدمہ لگ گیا ہے۔" مٹھی نے کھِلی اڑائی۔

"او چھوٹی بھابھی... نہیں ہو رہی سجل باجی کی شادی..."

"تم لوگ اپنا دماغ کے گھوڑوں کو زیادہ نہ تھکاؤ...اور بس چپ کر کے شادی کی تیاریاں کرو۔"امل کہتی کمرے سے چلی گئی تو اسی پل سامان باندھ کر آتی دری کمرے میں داخل ہوئی۔

"اب کس کی تیاریاں کرنی ہیں...؟"مٹھی منہ ہی منہ میں کہتے ہوئے روحی سے پوچھنے لگی۔ بڑی، چھوٹی بھابھی کے علاوہ بے بی بھی اپنے اپنے کاموں میں لگ گئیں۔دری نے ان کو جواب دیا۔

"شادی کی تیاریاں...!"

وہ دونوں سر کھجاتی ناسمجھی سے ان کو دیکھنے لگیں۔"کس کی...؟"

"فرجاد بھائی اور سجل باجی کی...!"

"کیا...؟"اب چیخنے کی باری ان دونوں کی تھی۔

☆...☆...☆

دوپہر...

تقریب کیلئے جانا تو ہال میں تھا مگر گھر میں بھی ایک عجب سماں تھا۔ فرجاد اور سجل کی شادی کی خبر ہر جگہ پہنچادی گئی تھی، اسی وجہ سے ایک نہ رکنے والا فون کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ بہت سارے مہمان کالز پہ کالز کر رہے تھے۔ وہ مہمان جو دور شہروں سے نکل رہے تھے، پہلے کنفرمیشن کیلئے فون کر رہے تھے کہ خواہ شادی ہے بھی کہ نہیں...؟، جبکہ آدھے سے زیادہ لوگ تو یہی جاننے کیلئے متجسس تھے کہ آخر 'چل کیا رہا ہے مٹیاری میں!'

ویسے مٹیاری میں شادی کی تیاریاں اپنے عروج پر چل رہیں تھیں۔ سب مہمان کسی نہ کسی چیز میں لگے ہوئے تھے۔ نوید صاحب کی زیر نگرانی دوپہر کی دیگھ تیار کروائی گئی جو ابھی ہی ڈی پی او ہاؤس کے ہال میں پہنچی تھی۔ دوپہر کا وقت تھا، زوروں کی بھوک سب کو لگی تھی... کہ صبح ناشتہ وہ ٹھیک طرح سے نہ کر سکے تھے۔

عباد کالز پہ ہی مصروف تھا کہ وحید صاحب نے اس کی ڈیوٹی فون کے جواب دینے کی لگا رکھی تھی۔ جبکہ روحی دیگھ کے ساتھ بیٹھ کر، اس میں پلیٹ سے چاول نکال رہی تھی۔ پلیٹ سے چاول نکال کر شانزے اور ملازموں کو دیتی جا رہی تھی۔ کالز پہ بات کرتے ہوئے عباد کی نظر گھوم گھوم کر روحی کی طرف اٹھ رہیں تھیں۔ وائٹ شلوار قمیص پر خوبصورت ڈیزائن کا دوپٹہ پہنے روحی، دوپٹے دونوں سرے سے باندھے، بالوں کا اونچا جوڑا بنائے، چہرے کو چھوتی لٹ کو بار بار سامنے سے ہٹاتی، وہ بس روحی کو بے سبب دیکھتے ہوئے ابھی دانیال سے بات کر رہا تھا۔

"ہاں ہاں رات کو شادی ہے... نکل آؤ ٹائم سے!" عباد، دانیال سے کہہ رہا تھا۔

"تین گھنٹے کا تو سفر ہے دادو سے مٹیاری... آ جاؤں گا فکر نہ کرو... بس یہ بتاؤ کہ دادو کا کوئی کام شام تو نہیں...؟ کسی اور مہمان کو لانا ہو... یا کوئی اور خدمت...؟" وہ دوستانہ انداز میں عباد سے پوچھ رہا تھا۔

دانیال، عباد کا کالج کا دوست تھا جو حیدرآباد میں رہتا تھا، کسی کام کے سلسلے

www.novelsclubb.com

میں شاید دادو گیا ہوا تھا۔اس کی خاندانی زمین دادو کے کسی چھوٹے سے گاؤں میں تھی،وہاں ہر وقت پانی کا مسئلہ رہتا تھا،اسی وجہ سے وہ حیدر آباد کم اور دادو زیادہ رہتا تھا۔

اس کی پیش کش پر عباد' ناجانے کیوں کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"یار ایک چھوٹا سا کام کرے گا...؟"

"تم دو بڑے کام بھی بول سکتے ہو..."

عباد اس کی بات پر مسکراتے ہوئے اپنا کام بتانے لگا۔

جب سے رات کی تقریب کا مزہ کر کرا ہوا تھا' تب سے ہی گھر کے ہر فرد کے چہرے پہ پریشانی کے آثار دکھائی دینے لگے تھے،اس پریشانی نے سب کو ہولا کر رکھ دیا تھا۔کل رات سے سب اداسی سے اپنے کمروں میں دبک کر رہ گئے تھے، کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہو گا...ان میں عباد بھی شامل تھا ۔گھر کی خاموشی اسے بھی تنگ کر رہی تھی۔ان تین چار دنوں میں وہ جس طرح اس گھر کے ہنگاموں کا عادی ہوا تھا،اسے اس چیز کا بالکل بھی اندازہ نہ تھا...اسے یہ

خاموشی کسی انجانے خوف اور وحشت میں مبتلا کر رہی تھی۔نہ کوئی کچن میں چائے بنا رہا تھا...نہ لاؤنج میں بیٹھے مہمان کی کچہری کی آوازیں ہی آ رہیں تھیں،نہ کہیں ہنگامہ نہ شور...رات کو وہ تین چار بار اٹھ کر کچن میں آ چکا تھا... محسوس ہو رہا تھا جیسے کچن میں کوئی ہے... مگر کوئی نہ تھا۔صبح تک وہ ایک عجیب سی کشمکش اور ناقابلِ سمجھ صورتحال کا شکار تھا۔اور پھر یوں اچانک جس طرح سارے مسئلے حل ہوتے جا رہے تھے،بے بی نے جس طرح سب کچھ سنبھال لیا تھا،اور اب سارے مہمانوں کو کھانا کھلا پلا رہے تھے،اس گھر کی وہی ہلچل،دھوم دھڑکا پھر سے محسوس کرتے عباد کو ایک انجانی سی خوشی ہو رہی تھی۔دیگھ سے چاول نکالتی روحی کو دیکھ کر عباد ایک نئے جذبے سے روشناس ہو رہا تھا۔روحی کو دیکھ کر کچھ دن پہلے جو ایک irritation اور annoying سی فیلنگ محسوس ہو رہی تھی...اب وہ ایک دم سی اڑن چھو ہو گئی تھی۔اچانک روحی اچھی لگنے لگی تھی۔پتا نہیں کیوں...؟" وہ سوچ رہا تھا۔

دانیال کا فون بند کر کے اس نے محسوس کیا،روحی اپنے چہرے پر بکھری ہوئی

لٹوں سے تنگ ہو رہی تھی۔اس کے ہاتھ مصروف تھے اس لئے بھی شاید وہ ان زلفوں کو کان کے پیچھے کرنے میں ناکام دکھائی دیتی تھی۔اس کی پریشان بھانپ کر وہ سہج سہج چلتا آیا اور ساتھ کھڑی شانزے سے بولا۔"شانزے' ذرا لٹیں تو کان کے پیچھے کرنا۔"عباد نے اشارہ روحی کی طرف کیا تھا مگر شانزے نا سمجھی سے عباد کو دیکھنے لگیں۔

"میری لٹیں تو کان کے پیچھے ہی ہیں۔"

"تمہاری نہیں اس کی بات کر رہا ہوں۔"اب اس کا صاف اشارہ سمجھ کر شانزے بولی۔"اوہ! اچھا۔"شانزے نے جھک کر روحی کی لٹیں کان کے پیچھے کی۔

"تھینک یو!"روحی نے شانزے سے کہا مگر دیکھا عباد کو تھا۔

آپ کو کیا لگا... عباد خود روحی کی لٹیں کان کے پیچھے کرے گا...؟ ٹھیک ہے کہ یہ ناول ضرور ہے مگر حقیقت سے قریب... ہمارے یہاں اتنی بے باکی نہیں کہ سب کے سامنے اپنے کزنز کے بالوں میں ہاتھ ڈالے جائیں... سمجھے!

☆...☆...☆

"کوئی ہم سے بھی کھانا پوچھ لے۔"

شائزے سے ٹرے تھام کر دری جیسے ہی ٹرے لئے سیڑھیوں کے پاس پہنچی وہاں بیٹھا حاشر بولا۔ اس وقت وہ اپنی گینگ کے ساتھ نہ تھا۔ دری اسے دیکھ کر منہ بنانے لگی۔ حاشر ایک ادا کے ساتھ اٹھ کر اس کے ٹرے سے چھوٹی سی بوٹی کا ٹکڑا اٹھا کر بولا۔ "...ویسے ٹرے لے جانے کے بہانے کتنی بوٹیاں کھا چکی ہو؟"

دری نے گھوری سے نوازہ۔ "مجھے اپنے جیسا سمجھا ہے؟"

دری دوسری راہ لینے لگی تو وہ فوراً اس کے راستے میں دیوار بن کر کھڑا ہوا۔ "کیا تم میری جیسی نہیں...؟"

"بالکل نہیں۔" وہ پھر دوسری طرف سے نکلنے لگی، مگر پھر حاشر اس کے سامنے آیا۔ "تم میری جیسی ہو... بلکہ میری ہو... بلکہ میں ہی ہو تم... جیسے ہیر رانجھا تھی..."

"بہت چھچھورے ہو!" دری نے اسے اب دھکا دیا، وہ اس کی ہمت پر قائل

www.novelsclubb.com

ہوا۔ وہ سہج سہج آگے بڑھی، وہ پیچھے پیچھے آیا۔

"جو بھی ہوں... تمہارا ہوں... ایسے ہی قبول کرنا پڑے گا۔"

"مجھے نہیں ہو تم قبول...!" وہ چیر پھاڑ انداز میں غرائی۔

"مجھے قبول ہو یہی کافی ہے۔" وہ رک گیا، اور دری سامنے اس کمرے میں گھس گئی جہاں اصغری چاچی کی فیملی ٹھہری ہوئی تھی۔ وہ سر کھجاتا دری کے انتظار میں باہر ہی کھڑا اس کا منتظر رہا۔ رات کو شادی تھی اور سارے مہمان رک گئے تھے۔ صفورا بیگم کی قیادت میں اس وقت کمرے میں بیٹھے مہمانوں کو چاول بھجوائے جا رہے تھے۔ مٹھی مہمان خانے میں لے جا رہی تھی، جبکہ دری کی ذمہ داری پہلے فلور پر بیٹھے مہمانوں کی طرف لگی تھی۔ اس لئے دری ٹرے لیکر مہمانوں کو کمرے میں پہنچانے کا کام کر رہی تھی۔

وہ خالی ٹرے لیکر باہر نکلی تو حاشر کو وہی جما کھڑے دیکھ کر دری تیز تیز قدم بڑھاتی جانے لگی تو وہ بھی ساتھ چلنے لگا۔ "میرے ساتھ کیوں چل رہے ہو... جا کر مہمانوں کو کھانا کھلاؤ!" دری نے اب کے ڈپٹا۔

”قدم ہیں تمہارے جہاں...

میری منزلیں ہیں وہاں...

تم ہی تم ہو میری دنیا...

میرے پیار کا آسمان...“

وہ اپنی سریلی آواز میں گنگنایا۔ تو دری نا جانے کیوں شرما کر مسکرائی۔ وہ اس کے شرما کر مسکرانے پر پھیلا اور بولا۔ ”میں اور بھی پیار بھرے گیت سنا سکتا ہوں... سناؤں...؟“

”ابھی میں کام کر رہی ہوں... اصغری چاچی کو ایک اور ٹرے دینا ہے۔“ وہ اس جان چھڑانے والے انداز میں بولی۔

”تم اصغری چاچی کیلیئے دوسری ٹرے لیکر آؤ تب تک میں تمہارا وہیں انتظار کرتا ہوں جہاں میں نے پہلی بار تمہیں چھوٹا پیک کہا تھا۔“ دری کو اس نے دیکھا۔ وہ اس کی آنکھوں میں روشن جذبات دیکھ سٹپٹائی۔

”اب جاتے کیوں نہیں...۔“ وہ کہہ رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میری مرضی !" وہ تن کر بولا۔ دری نے آنکھیں سکیڑیں تو وہ بولا۔ "اچھا ٹھیک ہے جا رہا ہوں۔"

اس کے جانے کے بعد دری "ہنہ !" کہتی سیڑھیاں اتر گئی۔

حاشر اسی جگہ بیٹھ کر دری کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد کسی کی اس طرف اٹھتے قدموں کی آواز آئی تو وہ کسی کونے میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اب کوئی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا، جیسے ہی قدموں کی آواز قریب آئی، وہ اس ستون سے باہر نکل کر 'ہاؤ...' کرتا سامنے آیا تو آنے والی نے ڈر کر قدم پیچھے ہٹائے اور چیخ کر گرنے لگی۔

حاشر نے گھبرا کر اسے ہاتھ تھمایا مگر وہ کوئی دھان پان سی لڑکی نہ تھی جو ہاتھ پکڑ کر، سنبھل کر اس کے سینے سے آ کر لگتی...' بلکہ وہ تو اچھی خاصی موٹی تازی زلو تھی جو اسے اپنے ساتھ کھینچتی نیچے لڑک گئی۔ وہ تو شکر ہوا کہ وہ کچھ ہی سیڑھیاں تھیں۔

چیخ و پکار پر اور گرنے کے دھماکے پر سب متوجہ ہوئے اور ادھر دوڑے چلے

آئے۔فاصلے پر کھڑی دری ساری صورتحال سے لطف لیتی پر ان دونوں کو کہنی مسلتے دیکھ کر ہنس رہی تھی۔

"ارے ارے کیا ہوا...؟"

اوپر کھڑی سجل پوچھ رہی تھی۔امل کا منہ چل رہا تھا مطلب وہ چاولوں میں مصروف تھی۔

"ارے زلو تم گر گئی...؟" بمشکل نوالہ گلے سے گرا کر امل بولی۔"مجھے لگا دری،روحی یا منٹھی گری ہوں گی کیونکہ یہ ریکارڈ ان کا رہا ہے ناں..."۔امل شکر ادا کرتی چل دی جبکہ سب اپنے اپنے کمروں میں چل دیئے۔ادھر حاشر نے دری کو ہنستا دیکھ لیا تھا، تبھی وہ اٹھتا، اسے فاصلے سے گھورتا' اب قدم اٹھاتا باہر نکل گیا اور دری اسے دیکھتی رہ گئی۔

"مجھے تو اٹھاؤ!" زلو کی آواز پر بھی وہ نہ رکا تھا۔

☆...☆...☆

"بجلی چلی گئی۔"

بنے میاں کی آواز پہ مینو جو سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جا رہی تھی، رکتے ہوئے بولی۔

"کہاں چلی گئی... ؟ کیسے چلی گئی... ؟"

"مجھے کیا پتا کہاں گئی... ؟ کیسے گئی... ؟ بس ہمارے گھر سے چلی گئی۔" بنے میاں حیرت سے بتانے لگا۔

"اوہو کچھ بتا کر بھی گئی ہے... یا ایسے ہی نکل گئی... ؟ یقیناً ناراض ہو کر نکل گئی ہو گی۔" مینو جھلائی۔

"مجھے کیا بتا کر جائے گی ادی!" بنے میاں نے منہ بنایا۔ "اپنی مرضی کی مالکن ہے، جب دل کرتا ہے، منہ اٹھا کر چلی جاتی ہے۔"

"زیادہ بڑ بڑ نہ کرو اور پتا کرو... بجلی کہاں گئی... ؟" مینو ڈانٹنے لگی۔

"کیسے پتا کروں... ؟ کہاں سے پتا کروں... ؟" بنے میاں گڑبڑا کر بولا... "بجلی کو تو جب آنا ہے، تب آئے گی مگر پانی نہیں آ رہا... موٹر چلانی ہے، اور بجلی کا شوہر روشن بھٹی بھی باتھ روم میں بیٹھا ہوا ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بنے میاں نے بتایا تو مینو کو سمجھ آیا کہ بجلی نہیں... لائٹ چلی گئی ہے۔

"اوہو تو اسے بالٹی بھر کر دو ناں... بجلی کا کچھ پتا نہیں کب تک آئے۔ تب تک کیا وہ اندر باتھ روم میں ہی بیٹھا رہے گا...؟" مینو نے ڈانٹتے پلائی۔

"جی جی مختیار بھر رہا ہے۔" بنے میاں کہتا باہر نکل گیا' تو اوپر کھڑی دری تیزی سے پلٹی اور کمرے میں داخل ہوئی۔

"سنو سنو! 2023 کا لطیفہ!"

"کون سا؟" روحی نے پوچھا تو دری نے بتایا۔

"وہ جو کل ایک آدمی نہیں تھا... وہی جو بوسکی پہ نارنگی سندھی ٹوپی پہنے ایسے منہ پھلا کر بیٹھا تھا جیسے گوشت کے سالن میں اسے گوشت نہ ملا ہو... ارے وہی... ترچھی ٹوپی والے، بابو بھولے بھالے... وہ بجلی کا شوہر تھا۔"

"عجیب سا ہے ناں...؟" مٹھی کو ڈرائنگ روم میں بیٹھا وہ شخص یاد آیا جو بقول اسفند بجلی کا شوہر تھا۔

"وہ روشن بھٹی تھا؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

روحی نے حیرت سے پوچھا۔اس نے روشن بھٹی کا بس نام ہی سنا تھا،اسے دیکھنے کی سعادت ابھی تک اسے نصیب نہ ہوئی تھی جبکہ حقیقت میں وہ اس سعادت سے محروم نہ تھی۔''رات کو ہم نے لائٹس وغیرہ بند کر دی تھیں اس لئے ہم نے اس کی شکل نہ دیکھی تھی،اور دیکھو... جسے ساری رات ہم ترچھی ٹوپی والے' بابو بھولے بھالے کہتے رہے،وہ بجلی کا شوہر نکلا!''

☆...☆...☆

''یہ پائپ اوپر پھینکو تنکاماما!''

یاسر فرسٹ فلور کے ٹیرس پر چڑھا،مختیار عرف تنکاماما سے مخاطب تھا،جو نیچے پارک میں پائپ تھامے کھڑا تھا۔اوپر کی ٹینکی میں پانی ختم تھا،تو نوید صاحب کے گھر سے تین چار لمبے لمبے پائپ جوڑ جاڑ کر یہاں تک لایا گیا تھا کہ اوپر کی ٹینکی کو پانی سے بھرا جا سکے۔موٹر کے ساتھ پتا نہیں کس نے چھیڑ چھاڑ کی تھی جو چل ہی نہیں رہا تھا۔مہمان سب شام ہوتے ہی ہال میں چلنے کی تیاریاں شروع کریں گے تو اس لئے پانی کے انتظام میں پھرتیوں سے کام لیا جا رہا تھا۔ٹینکر کو آنے میں دو گھنٹے

سے اوپر کا وقت تھا... اس لئے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھنا، کوئی سمجھداری کا کام نہ تھا۔ سب کسی نہ کسی کام میں مصروف تھے، ویسے بھی شادی والے گھر میں کام تو بے شمار ہی ہوتے ہیں... مختیار بھائی فارغ بیٹھے دکھائی دیئے تو ان کو اوپر پائپ پھینکنے کیلئے یاسر نے کہا، مگر پچھلے دس منٹ سے مختیار بھائی بس پائپ پھینک ہی رہے تھے، جو ذرا اوپر جا کر بار بار نیچے گر رہا تھا۔

"ذرا جان لگا کر پھینکو تنکا ماما!"

تنکے سا سراپا تھا بے چارے مختیار بھائی کا... اس لئے بھی سب اس کو تنکا ماما پکارتے تھے، جتنی بھی طاقت لگائیں... وہی تھوڑا اوپر اور پھر نیچے... اپنے کمرے میں کھڑی مینو اس منظر کو تکے گئی۔ شاہزاد صاحب گزرتے ہوئے وہ پائپ تنکا ماما سے لیکر اب یاسر کی طرف پھینکنے لگے جو پہلی ہی باری میں پھینکتے ہوئے یاسر کے ہاتھ میں آ گیا تھا، اب وہ پانی بھرنے کیلئے وہ پائپ ٹینکی سے لگاتے ہوئے ماما سے بولا... "وہاں حاشر بھائی کھڑے ہیں، ان سے کہیں پانی چلا دیں!"

اور اس طرح پانی کا ایک مسئلہ حل ہو گیا تھا۔

مینو نے کمرے کا پردہ بند کیا، اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ راہداری سے لگ کے جو لاؤنج تھا، وہاں اصغری، مہتاب، فضیلہ، ناہید باجی، صفورا، خالدہ اور باقی عورتیں ہنستی مسکراتی، باتیں کرتی گھر کی رونق میں اضافہ کر رہیں تھیں۔ روحی چائے بانٹ رہی تھی۔ وہ دیکھ کر مینو کے لبوں پہ یکدم ہی ایک حسین تبسم بکھر آیا۔

اب وہ سیڑھیاں اترتی دکھائی دے رہی تھی۔ مین ہال میں کبڑا خان کھانے کے بعد کے برتن سمیٹنے کا حکم دے رہے تھے، گلو، بنے میاں اور باقی چند ملازم جلدی جلدی ہاتھ چلاتے ہوئے مصروف دکھائی دے رہے تھے۔ ان دیواروں نے اتنے منظم ملازم ان دنوں سے پہلے کبھی دیکھے تھے؟ وہ سوچ کر اب اس کونے میں دیکھ رہی تھی جہاں امل اپنے بال کرل کر رہی تھی، ساتھ زلو، ردا اور شانزے بھی تھیں جو نیل پالش اور مہندی لگوانے میں مصروف تھیں۔ بے بی ' ابھی ہی کہیں سے نمودار ہوتی ہوئی مینو کے پاس آئی... اس سے ہنستے ہوئے کچھ بولتی سیڑھیاں چڑھ گئی اور مینو بس اسے دیکھتی رہی... یہ کیسے دن آ گئے تھے...؟ یہ حسین

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دن...! شاید یہ زندگی ہمیشہ سے ہی حسین تھی بس اسے سمجھنے میں دیر لگ گئی تھی۔

سارا ڈی پی او ہاؤس صاف ستھرا... ہر چیز ٹھکانے پر رکھی ہوئی نظر آتی تھی۔

مینو سیڑھیاں چڑھتی اس فلور پر آئی تھی، جہاں بے بی والوں کے رہنے کا انتظام تھا۔ ویسے تو اور جگہوں پر مہمان وغیرہ کچھ نہ کچھ گند مچائے رکھتے تھے مگر یہ پورشن اس نے ہمیشہ صاف ستھرا دیکھا تھا۔ اس نے دری کو دیکھا جو ہر کمرے میں جا جا کر سب کو نلکے بند کرنے کا کہہ رہی تھی... کیونکہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ لوگ نلکے کھول کر بند کرنا بھول گئے تھے، اور ٹینکی کے بھرنے کی وجہ سے اب بہہ بھی رہے تھے۔ حاشر وڈگینگ بھی اسی کام کیلئے تعینات ادھر ادھر بھٹک رہی تھی۔

پھر وہ اس فلور کے ہال کی طرف آئی جہاں مٹھی' اس وقت صوفے کے کشن ٹھیک کر کے رکھ رہی تھی۔ مینو اپنے ہی کسی خیال میں اس کی طرف بڑھی تو مٹھی تو لگا جیسے کوئی بات مینو کو ناگوار لگ گئی ہے۔ ان سے ڈر کر وہ کشن رکھتی ایک طرف کھڑی ہو گئی مگر حیرت تب ہوئی جب مینو نے بڑھ کر اس کی پیشانی پر بوسہ

دے کر اس سے کہا۔

"اسفند اور عباد کا کمرہ بھی صاف کروا دینا۔"

مینو پھر رکی نہیں، بس کہتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی، مگر عین اسی وقت بجلی آئی۔ لائٹ نہیں!

بجلی...!

بیگ سمیت...

"میں اس House کو Leave کر کے جا رہی ہوں!"

وہ غصے میں تھی... جوالا مکھی کی طرح پھٹنے کو تیار کھڑی تھی، مگر اس کے عین خلاف مینو نے تحمل سے کہا۔ "تو جاؤ!" اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ کر وہ سیڑھیاں اترنے لگی۔ بجلی بھنا گئی۔

"Look مینو! میں truthfully (سچی) leave کر جاؤں گی۔"

بجلی کو اب بھی غلط فہمی تھی کہ مینو اسے روکے گی، روکنے کے الگ الگ واسطے دے گی، مگر روک لے گی، ہر حال میں... ہر قیمت پر... لیکن ایسا کچھ بھی

نہیں تھا۔

”چلی جاؤ... تمہیں کوئی نہیں روکے گا!“

”changeہو گئی تم مینو! تمہیںQureshi's نےchange کر دیا ہے۔“

”تمہاری اپنی مرضی ہے... تم جو سوچو!“ مینو نے بس اتنا ہی کہا تھا۔

”OK! میںleave کر کے جا رہی ہوں۔ مجھے فون کبھیnot کرنا۔

“ بجلی نے اپنا بیگ سنبھالا۔

”نہیں کروں گی!“ پھر بجلی کو جھٹکا لگا۔ اس نے زلو کو آواز دی۔

”زلو...Come!... ہمpeople لاڑکانہ جا رہے ہیں۔“ وہ حاکمانہ انداز میں بولی۔

ہاتھوں پر مہندی لگاتی زلو منہ بنا کر بولی۔ ”امی! میں نہیں جا رہی... آپ کو جانا ہے تو اکیلے جائیں!“

”ادھر بیٹی ہی عزت نہیں دے رہی... کسی اور سے کیا امید لگائی جائے!

"اتنا سا منہ لے کر بجلی بڑبڑائی۔

مینو کمرے میں جا چکی تھی، اب بے بی ٹرے لئے نیچے آتی دکھائی دی...

بجلی نے خود کو کمپوز کیا۔ "میں جا رہی ہوں۔"

"اللہ حافظ بجلی... پہنچ کر خیریت سے میسج کر دینا!" بے بی کہتے ہوئے کچن میں چلی گئی۔ بجلی جلی۔

"واپس جاتی ہے میری جوتی...! ہنہ...!" وہ اپنا بھاری بیگ سنبھالتی ہوئی واپس اوپر چڑھنے لگی۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

شام...

گلابی سرد شام تیزی سے در و دیوار پر اترتی جا رہی تھی۔ جامن کے پتوں سے قطرہ قطرہ پانی ٹپکتا تھا اور ماربل کے دھلے دھلائے سفید چکنے فرش پہ گر کر کرسٹل

کے موتیوں کی طرح بکھر جاتا تھا۔ فضاء میں اگست کے مہینے کی ہلکی نمی سی محسوس کی جاسکتی تھی۔

ڈی پی او ہاؤس میں ایک بار پھر چائے کا دور چلا تھا کیونکہ شام کی چائے کے بغیر یہاں مغرب نہ ہوتی تھی۔

عباد کچن کے کاؤنٹر پر کھڑا تھا جب روحی اندر آئی۔ بنے میاں نے خاص روحی کو کمرے سے بلوایا تھا، چائے سب کو جا کر دینے کیلئے... مگر اس وقت عباد کو اکیلے ادھر دیکھ کر وہ سٹپٹائی تھی۔ وہ مسلسل کل سے اسی کیفیت کا نئے سرے سے شکار ہو رہی تھی، جس سے عباد بھی بخوبی واقف تھا... وہ بھی تو روحی کو دیکھ کر اسی کیفیت سے گزر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

''میں چائے لینے آئی تھی۔'' وہ نظریں نیچی کئے' اندر چلی آئی تو عباد نے کھرپی سے چائے کو گھمایا۔ بنے میاں کدھر غائب تھے؟ روحی سوچتی کاؤنٹر کے پاس آئی تو عباد نے ایک کپ میں چائے ڈالی' اور اسے پیش کی۔

''یہ چائے کس کو دینی ہے؟'' وہ ناسمجھی سے کپ تھامتے پوچھنے لگی۔

"یہ تمہارے لئے ہے۔" وہ ٹھہرے ہوئے انداز میں بتا رہا تھا۔

"... مگر میں پہلے سب کو چائے دے آؤں...؟" وہ الجھی۔

"بنے میاں سب کو چائے دے چکے ہیں۔ ابھی وہ تمہارے کمرے میں بھی چائے دے چکا ہو گا۔" عباد نے بڑے آرام سے کہا۔

"تو پھر میں اپنی چائے لے جاتی ہوں۔" وہ کہہ کر جانے لگی تو عباد نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ روحی کے جسم میں کرنٹ دوڑ گیا۔

"کیا ایک کپ تم میرے ساتھ چائے کا نہیں پی سکتی...؟"

"ہاتھ تو چھوڑیں!" روحی نے آہستہ سے کہا تو عباد نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"کیا برا لگا...؟" وہ تحمل سے پوچھ رہا تھا۔

"برا نہیں لگا... بس... پتا نہیں۔" روحی کے پاس الفاظ ختم ہو گئے۔

"حاشر... دری کو پسند کرنے لگا ہے۔" عباد نے انکشاف کیا تو روحی کی آنکھیں پھٹیں۔

"کیا...؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں..." وہ ایک کیبنٹ کھولتے ہوئے بتانے لگا۔ "...اور مجھے لگتا ہے تم میرے اس کچن کا ایک خاص حصہ بن گئی ہو...اس کچن میں اب میں جب بھی داخل ہوتا ہوں... تمہیں ناپا کر لگتا ہے جیسے یہ اداس ہو گیا ہے... یہ تمہیں مس کر رہا ہے..." وہ کیبنٹ سے ایک شاپر نکال کر اس کے سامنے کھڑا ہوا۔ کسی نازک سے لمحے میں...، کسی شام سے پہلے...، اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر...، فقط اتنا ہی کہا۔ "... کیا تم میرے اس کچن کو قبول کرو گی... جس میں 'میں' بھی شامل ہوں...؟"

وہ اس کے سامنے کوئی قیمتی سی انگوٹھی لئے نہ کھڑا تھا... بلکہ میمن کی بیکری کے وہ پین کیک جو دانیال آدھے گھنٹے پہلے ہی عباد کو پہنچا کر گیا تھا، اور روحی جسے ان چار دنوں میں بہت زیادہ مس کر رہی تھی، عباد وہ کیک لے کر روحی کے سامنے کھڑا اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔

روحی کو کچھ سمجھ نہ آیا، وہ کیا کرے...

اس کے رخسار دہکنے لگے...

آنکھوں میں بے یقینی سی چھلکی...

وہ برف کی طرح جمی رہی...

عباد نے کھوجتی نگاہ سے اس کی احساسات کو محسوس کرنے کی کوشش کی

مگر...

وہ ساکت تھی...

ابھی وہ کچھ کہتا کہ روحی دروازے کی طرف تیز قدموں سے جانے لگی...

یہ ردعمل بہت برخلاف تھا... مگر وہ رکی...

عباد نے اس کے چہرے پر شرم کی چادر کا نقاب دیکھا...

وہ اس کے پاس آئی...

www.novelsclubb.com

آرام سے...

اور اس کے ہاتھ سے پین کیک لے کر جلدی سے کچن سے نکل گئی...

اور عباد کو لگا جیسے محبت کی عدالت میں وہ اپنی محبت کو ثابت کر چکا ہے... اور

اسے 'دل' سے یہ فیصلہ مل چکا ہے کہ روحا نے شاہزاد قریشی کا نام اسی کے ساتھ جڑا

جانا ہے۔

☆...☆...☆

عصر کی نماز کے بعد سے ہی مردوں نے تیار شیار ہونا شروع کر دیا تھا، اور مغرب تک سب تیار ہو کر ہال کی تیاریوں کی طرف نکل جانے تھے۔ فرجاد اور اسفند ابھی ہی ہال کے تمام انتظامات کر کے ڈی پی او ہاؤس لوٹے تھے اور تھکاوٹ سے چور چور دکھائی دیتے تھے۔ بے بی کے منانے پر فرجاد بشمول اشعر، سائر، مائر اور فرہاج کے، حیدر آباد کیلئے نکل گئے تھے کہ وہ شادی کی مناسبت سے اچھے کپڑے بھی لے اور اچھے سے سیلون سے تیار ہو کر سیدھا ہی ہال میں جائے۔ حیدر آباد میں اسفند کو کوارٹر ملا ہوا تھا...، اس کی چابی پہلے ہی بے بی نے ہاتھ کر لی تھی، اور صاف کہہ دیا تھا کہ وہ تمام لوگ وہیں جا کر تیار ہوں تو سب اپنا اپنا سامان لیکر نکل گئے تھے۔

ڈی پی او ہاؤس کو سجانے کیلئے پھولوں، اور دئیوں کی ڈیکوریشن وغیرہ منگوائی گئی تھی۔ یاسر اور شانزے سیڑھیوں پر پھولوں کی لڑیاں لگا رہے تھے، جبکہ ہال

کے دروازے کی ڈیکوریشن کیلئے حاشر اسٹول کے اوپر چڑھا ہوا دکھائی دیتا تھا۔

گیندے اور رات کی رانی کے پھولوں کو جوڑ کر تازہ لڑی پروئی گئی تھی جو بہت خوبصورت تھی۔ حاشر 'ٹیپ کو توڑ کر لڑی کو لگا رہا تھا... مگر دونوں ہاتھ مصروف ہونے کی وجہ سے وہ ٹیپ کا کام صحیح سے مینج کرنے میں ناکام دکھائی دیتا تھا۔ دانش بھی پتا نہیں کدھر مصروف تھا جو اتنی آوازوں کے بعد بھی ابھی تک نہ آیا تھا۔

بھول بھٹک کر دری آئی تو حاشر کے چہرے پہ خفت چھائی۔ اس نے جیسے تیسے ٹیپ لگانے کی کوشش کی مگر نہ لگی۔ دری اس کو مسلسل دیکھے گئی۔ یہ کرنا کیا چاہتا ہے...؟ سوچتے ہوئے اس نے حاشر سے کہا۔

"یہ ٹیپ مجھے دو... میں توڑ کر دیتی جاتی ہوں۔"

"نہیں رہنے دو!" حاشر ناراضگی سے بولا تھا، اور جیسے تیسے وہ لڑی ٹیپ سے لگانے کے بعد اسٹول سے اتر کر، کہیں اور چلا گیا۔

دری کو اس کی یہ بے رخی، اندر سے تڑپا گئی... جس کی کوئی وجہ نہ تھی۔ وہ منہ بنا کر سجل کے کمرے کی طرف گئی... اصل میں وہ سجل کے ہی کسی کام کیلئے کمرے

www.novelsclubb.com

سے نکلی تھی مگر حاشر کو کام کرتا دیکھ وہ یونہی کھڑی ہو گئی تھی۔ادھر بھی آئی تو کام یاد نہ آیا کہ وہ حقیقتاً آئی کس لئے تھی...؟

"نادرین...! آؤ نہ اندر..."

"نہیں بس میں جا رہی ہوں..." وہ سر کھجاتے بولی۔

"تو پھر آئی کیوں تھی...؟" سجل نے پوچھا۔وہ عام گھریلو کپڑوں میں بیٹھی تھی۔

"مجھے بے بی نے کچھ کہا تھا... مگر میں بھول گئی۔" وہ اندر آئی اور اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔

"اچھا کیا تم آگئی... مجھے ایک چیز الجھا رہی تھی... اس کو سلجھانے میں میری مدد کرو گی؟"

"ہاں... کوشش کروں گی۔" وہ عجیب سا منہ بنانے لگی۔

"تم سے کوئی ناراض ہو تو اس کو منانے کیلئے تم کیا کرو گی...؟"

"کچھ بھی نہیں... ہوتا ہے ناراض تو رہے 'میری بلا سے...۔" دری نے

www.novelsclubb.com

برجستہ کہا۔

"تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے کوئی ناراض ہے تم سے!" سجل کا گمان غلط نہ تھا۔

"ہاں ناں... وہ حاشر!" دری کے منہ سے پھسلا۔ سجل حیران تو ہوئی مگر اس نے دری پر ظاہر نہ کیا۔

"اچھا... تو حاشر ناراض ہو گیا ہے... وہ بھی تم سے... کیوں؟"

"مجھے کیسے پتا ہو گا...؟ ناراض تو وہ ہوا ہے... ورنہ تھوڑی دیر پہلے تک تو میرے پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا۔"

"اچھا!" سجل نے سر ہلایا۔ تو بات یہاں تک آ گئی ہے اور اس بے وقوف کو کچھ پتا ہی نہیں۔

"تنگ کر رہا ہو گا۔" دری نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو سجل نے سمجھانے کی نیت سے بتایا۔

"حاشر تو ہم سب کو ہی بہت تنگ کرتا ہے۔ قسم سے پارا ابھرا ہوا ہے اس کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اندر۔ہر وقت چھیڑ خانی... ہر وقت مذاق... پاگل ہے بالکل... لیکن ایک بات بتاؤ... دل کا بہت اچھا ہے میرا کزن۔جو بھی کرتا ہے ڈنکے کی چوٹ پر کرتا ہے۔ جب بھی میں اسے کہتی ہوں ناں کہ تم نے نیٹ پہ ہزار لڑکیاں پٹائی ہوں گی... تو کہتا ہے صرف ہزار...؟غلط معلومات ہے آپ کی... چھے ہزار نو سو اڑتالیس لڑکیاں پٹا کر رکھی ہیں ماشاءاللہ سے...!" سجل بتا کر ہنستے ہوئے یکدم ہی سنجیدہ ہوتے ہوئے بولی۔"اتنا سچ کوئی بولے ناں... تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ رونگ نمبر نہیں ہے۔اس کا دل سونے کی طرح ہے... ہر ملاوٹ سے پاک...!اس لئے میرے کزن کی ناراضگی دور ہونی چاہیئے... ٹھیک ہے؟"

"ٹھیک ہے..." دری کو سمجھ تو نہ آیا مگر اس نے سجل کو تسلی دی۔

☆...☆...☆

گرم پانی سے باتھ لینے کے بعد اس کی طبیعت پر چھائی کسلمندی اور بے زاری بہت حد تک ختم ہو چکی تھی۔آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر وہ بال بنا رہا تھا۔وہ اب Vintage... نامی یہ پرفیوم اپنے سراپے پر چھڑک رہا تھا جب دروازہ مدھر

سروں سے بجا اور مینو اُس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ وائٹ شرٹ اور ڈھیلے گرے ٹراؤزر پہنے وہ اپنی وجاہتوں اور ساحرانہ نقوش کے ہمراہ بے حد جاذب دکھائی دے رہا تھا۔

''ہال کا انتظام ہماری شایان شان ہے ناں...؟''

''بالکل!'' مینو کی بات میں اس نے مختصر سا جواب دیا۔ وہ آئینے میں دیکھتے ہوئے اپنے داڑھی کے بالوں کو دیکھ رہا تھا... ٹرمنگ کی خاص ضرورت محسوس نہ ہوئی کیوں کہ اس ہلکی داڑھی میں اس کا No Facial Look اس کے روعب میں آگ میں تیل کی طرح جچتا تھا۔ مینو نے مسکرا کر کہا۔

''مجھے بہت اچھا لگا جو تم نے اپنے Differences بھلا کر اس شادی میں حصہ لیا... ورنہ میں تو تمہاری طرف سے بالکل ہی مایوس ہی ہو گئی تھی۔'' مینو کو اسفند کی الگ پریشانی تھی، کیونکہ اس شادی سے پہلے تک اس کا مزاج بہت گرم رہتا تھا۔

حاشر نے تو یہ بات بھی مشہور کر رکھی تھی خاندان میں کہ... اسفند بھائی کے

غصے کی توانائی کو اگر جمع کر دیا جائے تو اس سے پورے پاکستان کی بجلی کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے، مگر اس شادی کے سارے سلسلے میں' اس کے مزاج اور شخصیت میں بھی ایسی 'تبدیلی' آ گئی تھی جیسے وہ ہمیشہ سے ہی ایسا ہو۔ وہ مسکرا کر اپنی ماں کے شانے پکڑتے، اپنا چہرہ جھکاتے بولا۔ "اتنا جلاد تھا میں...؟"

"اور نہیں تو کیا... سمجھا سمجھا کر تھک گئی مگر اس شادی نے تمہیں یکسر ہی بدل ڈالا ہے۔" وہ اس بات کا اقرار بالکل نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"میں نہیں بدلا ہوں... باقی لوگ تبدیل ہو گئے ہیں... دیکھیں... سب وہی لوگ ہیں جو آپ کو کیا کچھ نہیں کہتے تھے... اب کیسے بھیگی بلی بن کر دعوت میں نہ صرف آئے ہوئے ہیں بلکہ ان کو یاد بھی نہیں... کہ وہ کبھی کیسے تھے اور اب میرے ڈی پی او بننے کے بعد کیسے ہو گئے ہیں...۔" وہ ذرہ تلخ بھی ہوا تھا۔

"اچھا جانے دو... موڈ خراب نہ کرو... اور بتاؤ... کوئی لڑکی پسند آئی؟" مینو نے اس سے پوچھا۔ وہ مسکرایا اور کب سے اپنے ہونٹوں پہ رکھی بات اس نے کہہ ڈالی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”ہاں...مجھے ایک لڑکی پسند آگئی ہے۔“

☆...☆...☆

...رات...

اس کے اندر ایسی خاموشی اتر آئی تھی، ایسی بربادی جو طوفان گزر جانے کے بعد ہی محسوس کی جاسکتی تھی۔وہ خود اپنے آپ سے بھی بے زار تھی...بے حد خفاء

‘کیوں...؟

شاید اسے لگتا تھا...ہر محبوب چیز کو پالینا ہی زندگی کہلاتا ہے‘ مگر آج اس پہ عیاں ہوا کہ ہم ان لوازمات کے بغیر بھی زندگی متانت، وقار اور بردباری سے گزار سکتے ہیں، اوروں کی خوشی بھی معنیٰ رکھتی ہے...

اس نے اپنے خیالات جھٹکے۔

”میں بھی کیا سوچ رہی ہوں...مجھے کوئی مطلب نہیں متانت زندگی

گزارنے کی...اوروں کی خوشی کو سمجھنے کی...جب میں خوش نہیں تو باقی سب کیوں خوش رہیں...مجھے تو آگ لگا کر مزہ آتا ہے...میں تو Toxicity کو سپورٹ کرتی ہوں...پھر کیوں میرے دماغ میں ایسے خیالات آرہے ہیں...؟

وہ تسلی دیتی اس کمرے سے نکلی تو اس نے دیکھا...پوری راہداری پھولوں سے سجی ہوئی تھی۔دو گھنٹے سے وہ کمرے سے باہر نہ نکلی تھی،اور دو ہی گھنٹے میں اتنی بڑی تبدیلی...؟اس کے بغیر بھی ایک ویران اداس پڑا گھر، پھر سے خوشیوں کی قلکاریوں سے گونج اٹھا...یہ بات اسے جلا کر بھسم کر گئی۔

وہ دھم دھم کرتی،اپنا پلو سنبھالتی جب سیڑھیاں اترنے لگی تو سیڑھیاں بھی گلشنِ عدن کا کوئی ٹکڑا معلوم ہوتی تھی،جس میں رنگ برنگی پھول اور چل چل کرتی لائٹس لگیں تھیں۔کرنٹ کھا کر گرتے پڑتے وہ نیچے آئی تو اس نے دیکھا...سب مہمان شادی کی تیاریوں میں مگن تھے...کوئی کپڑے استری کر رہا تھا...کوئی کپڑے پہن کر اب میک اپ کر رہا تھا...قریشیز کی تیاریاں بھی دیکھنے لائق تھیں۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

روحی ابھی ہی کمرے سے نکلی تھی جس نے Peach اور Rosewood Pink رنگ کا حسین فراک پہنا ہوا تھا اور وہ بہت دلنشین لگ رہی تھی۔ بال اس نے کھولے ہوئے تھے... جو کاندھوں سے تھوڑا نیچے آ کر ختم ہوتے تھے۔ بلاشبہ وہ ڈریس اور اس کا رنگ اس پہ بہت جچ رہا تھا... یقیناً بے بی کی محنت ہو گی ورنہ ان کو ان چیزوں کی اتنی سمجھ تھی کہاں...؟

روحی چلتی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگی تو اس نے پاؤں تک آتا فراک دونوں ہاتھوں سے تھام لیا... اور سہج سہج کر نیچے اترنے لگی۔

عباد اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے، گھڑی بائیں ہاتھ میں باندھتے ہوئے اس نے یونہی نظر سیڑھیوں کی طرف اٹھائی تو وہ نظر ہٹانا ہی اس منظر سے بھول گیا۔ نازک سینڈل کے ساتھ سنبھل سنبھل کر چلنے والی وہ کوئی پری نہیں... اس کی روحی تھی... اس نے بوسکی رنگ کا کوٹن سوٹ پہنا تھا جو اس کے قد کاٹھ کو نمایاں کر رہا تھا۔ وہ اپنے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے سیڑھیوں کے پاس کھڑا ہوا اور اس نے روحی کے جانب اپنا ہاتھ بڑھایا۔ روحی نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسی پل، کسی

www.novelsclubb.com

کونے میں کھڑے یاسر نے اس خوبصورت منظر کو اپنے آئی فون کے کیمرے میں قید کر لیا تھا۔

بجلی جل کر خاک ہوئی... یہ منظر نہ دیکھ سکنے کے بعد اس نے منہ موڑ کر اپنے کمرے کی جانب کیا تو وہاں ایک اور ہی دل دہلا دینے والا منظر محوِ رقص تھا۔

اسفند اپنے شاندار کمرے سے جب خوشبوؤں میں نہاتے ہوئے نکلا تو سامنے ریلنگ کے ساتھ پڑے بیشتر دیئوں نے اس کی توجہ حاصل کی، مگر جلد ہی ایک اور بڑے سے دیئے نے اس کو کسی مکناتیس کی طرح کھینچنا شروع کیا... وہ مٹھی تھی جو دیئوں کے جھرمٹ میں بیٹھی، خود بھی جلتے دیئے کی مانند لگ رہی تھی۔ بلیک سوٹ، جس کی آستینیں کہنیوں تک چٹّا چٹّا تھیں، اور جس کے بارڈر پہ گولڈن رنگ کا انتہائی نفیس کام ہوا تھا... وہ اس خوابناک عالم میں، اس گمشدہ ستارے جیسے لگتی تھی جو کائنات میں کہیں کھو کر زمین پر آ گرا ہو... اس کے ڈی پی او ہاؤس میں گرا ہو...!

بجلی اسفند کو دیکھ رہی تھی... اور اسفند مٹھی کو دیکھنے میں کھویا ہوا تھا، جبکہ

مٹھی خود میں مگن دئیوں کو جلا رہی تھی۔ایک ماچس جلاتی...اس سے ایک دیا جلاتی... پھر ماچس کا شعلہ بجھاتی... پھر اس دیئے کو کسی سمت سیٹ کرتی...اور پھر دوسری ماچس جلاتی...اس سے دوسرا دیا جلاتی...اسفند دیکھ کر مسکرایا تھا... کتنی سادہ تھی وہ...اور کیوٹ بھی...

اسفند بلیک رنگ کے کرتے پر بنارسی پرنٹ کا بلیک کوٹ پہنے ہوئے تھا،اس نے اپنا موبائل نکالا اور دئیوں کے ساتھ بیٹھی اس لڑکی کی تصویر نکالی،اور پھر اس کے جانب آیا تو وہ اسفند کی طرف متوجہ ہوئی...

"ماچس کیوں ضائع کر رہی ہو...؟" وہ روعب سے بولا تو مٹھی سہم گئی۔

"ماچس ضائع کہاں کر رہی ہوں...میں تو بس دیا جلا رہی ہوں۔" وہ معصومیت سے بولی۔

اسفند پنجوں کے بل بیٹھا،ایک جلتا دیا اٹھایا،اور اس کی لوَ سے بجھا ہوا دیا جلانے لگا۔"ایسے جلاتے ہیں دیا... سمجھیں...؟"

اسے سمجھ آیا تھا کہ نہیں... مگر بس وہ سر ہلا کر رہ گئی...اور بجلی بھڑ بھڑ جلنے

لگی..."جنید کی طرح اسفند بھی ہاتھ سے نکلتا جا رہا ہے...زلو...ذرا عقل نہیں ہے تجھ میں..."

بجلی پیر پٹختی ہوئی کچن کی طرف جانے لگی کہ ایک اور نئے منظر نے اس پر صدمے طاری کئے۔

دری نیوی بلیو رنگ کا سوٹ پہنے، جس پہ چاندی کے تار کی خوبصورت کشیدہ کاری دور سے ہی نظر آتی تھی، کسی طرف نہیں یقیناً حاشر کی طرف جا رہی تھی۔

دری کب سے حاشر کو یہاں وہاں ڈھونڈ رہی تھی مگر وہ شام کے بعد سے نہ دکھا تھا...ابھی بھی مینو کے بلوانے پر وہ آیا تھا۔ بلیک شلوار قمیص میں وہ ہینڈسم دکھائی دیتا تھا۔ دری نے بڑی ہمت جمع کی اور اسے اکیلا دیکھ وہ اس کی جانب آ رہی تھی۔ حاشر گم صم کسی طرف کو دیکھ رہا تھا کہ دری نے اپنا موبائل نکالا۔ اس کا فرنٹ کیمرہ کھولا اور موبائل کو ہاتھ میں لیکر اچانک سے اس کے سامنے آئی اور بولی۔

"ایک سیلفی لے سکتی ہوں تمہارے ساتھ...؟" اس بیچ حاشر نے جلدی

سے کیمرے کے سامنے ہاتھ بڑھا کر تصویر خراب کرنے کی کوشش کی مگر دری سیلفی لے چکی تھی۔ موبائل کی اسکرین میں ایک خوبصورت اور یادگار لمحہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مقید کر لیا گیا تھا۔

حاشر منہ بنا کر خفگی سے دوسری طرف رخ کر کے کھڑا ہو گیا۔ دری تصویر دیکھ کر مسکراتے بولی۔

"اکیلے میں دیکھوں گی۔"

حاشر نے ایسے جتایا جیسے اس نے یہ بات سنی ہی نہیں...۔

ناراضگی اپنی چوٹی پر تھی۔ بات بڑھانے کو دری نے کہا۔ "ویسے بغیر اجازت کے بھی تصویر لے سکتی تھی سیلفی... مگر لی نہیں...۔ یہ بھی میری ایک شرافت ہے۔"

"شرافت کا پتا نہیں... مگر شر اور آفت کا امتزاج ضرور ہے تمہارے اندر..." وہ رخ روشن کو دوسری طرف کیئے بولا۔

"نظر بھر کر دیکھا تک نہیں... پھر میں تمہاری بات کیسے مان لوں...؟" وہ

اس کے سامنے آئی، اور پوچھنے لگی۔ ”کیا واقعی میرے اندر... شر اور آفت کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے...؟“ مگر حاشر کے چہرے پر بہت بڑا نو لفٹ کا بورڈ لگا ہوا تھا...

”ویسے سیلفی کافی اچھی آئی ہے... دیکھو گے...؟“

کوئی جواب نہ آیا۔

”اتنے ہی نخرے ہیں ناں... تو جاؤ... نہیں کر رہی میں بھی بات...!“ وہ پیر پٹخ کر جانے لگی تو عقب سے آواز آئی۔

”سنو...!“ وہ رکی۔ مڑ کر دیکھا۔ اب وہ اسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جس سے دری کے سارے جسم میں سیکڑوں چونٹیاں رینگنے لگیں تھیں... ”حسین تو ویسے بھی تم ہو... مگر آج...“ دو پل اس کے دمکتے چہرے کو دیکھتے ہوئے، وہ ناز سے بولا۔ ”کاش مجھے کوئی اچھا سا شعر آتا... مگر کیا کریں کہ مجھے تو ایک ہی شعر آتا ہے۔“

”میں تمہارا ایسے خیال رکھوں گا جیسے،
مسٹر بین اپنے ٹیڈی بئیر کا رکھتا ہے...“

اس کا نقلی شعر سن کر دری مسکرائی تھی اور کوئی جواب نہ دیئے بغیر مڑ کر چلتی چلی جا رہی تھی۔

میسج کی ٹون پر اس نے موبائل کھولا۔ دری نے سیلفی واٹس ایپ پر بھیجی تھی۔ تصویر دیکھ کر وہ دری سے بولا۔

”ویسے سیلفی اچھی آئی ہے۔“ دری جا چکی تھی مگر وہ جانتا تھا کہ اس نے یہ بات فاصلے سے بھی سن لی تھی۔

بجلی کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ ڈی پی او ہاؤس کے در و دیواریں گرا دے مگر اس وقت اس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہ تھا... کیونکہ جو برا سوچتا ہے... اس کے ہاتھ میں بس برا گمان ڈالنے کا ہی ہنر ہوتا ہے... اور اگر کوئی شخص اس برے گمان سے نکل آئے تو برا سوچنے والے کے پاس کچھ نہیں بچتا... جیسے بجلی کے پاس کچھ نہ بچا تھا۔

☆...☆...☆

شادی کا فنکشن حیدر آباد اور ٹیاری کے بیچ واقع ایک شاندار میرج ہال میں رکھا گیا تھا۔ ہال کی ڈیکوریشن اور کھانے پینے کے اسٹال قابلِ دید تھے۔ میوزیکل

پروگرام عروج پر تھا۔ہال میں مکس گیدرنگ تھی کیونکہ سب قریب کے لوگ ہی اس تقریب میں مدعو تھے۔

ڈیک فل والیوم کے ساتھ بج رہا تھا' حاشر، یاسر، دانش جوش و خروش سے ہو جمالو پر ڈانس کر رہے تھے، شانزے، زلو، ردا اور امل بھی ان کا بھرپور ساتھ دے رہیں تھیں۔ باقی لوگ تالیاں بجا کر مزید حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔سامنے اسٹیج پر شاندار آرائش تھی۔سرخ مخملیں صوفے پہ بیٹھی سجل، سفید اور لال رنگ کے عروسی جوڑے میں ملبوس، لال اور سفید چوڑیوں سے سجی غضب کی دلکشی کے ہمراہ مینو کے ساتھ بیٹھی تھی۔اس کے چہرے پہ جو مسکراہٹ تھی، اس میں بڑے عرصے کے بعد تازگی، نکھار اور دلکشی کا خالص رنگ اترا تھا۔

ایک طرف مہمانوں سے ملتے وحید صاحب فاصلے سے سجل کو اتنا خوش دیکھ کر مطمئن ہوئے جا رہے تھے، اور دل ہی دل میں اس اللہ کے شکر گزار ہو رہے تھے، جس نے یہ خوب صورت دن ان کو دیکھنا نصیب کیا تھا۔

مینو' وحید صاحب کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کی جانب بڑھی۔

''سب کچھ کیسے معمول پر آگیا ہے، مجھے یقین نہیں آرہا۔سب کچھ کتنا اچھا لگ رہا ہے۔''وحید صاحب 'مینو سے مخاطب تھے۔

''ہاں واقعی...سچ میں سب کچھ ایک دم ہی ٹھیک ہو گیا... کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ جب ہم کسی بات کو پورا کرنے کی کوشش میں لگے ہوتے ہیں، تو وہ اور الجھتی چلی جاتی ہے، مگر کبھی کبھی جب ہم تھک ہار کر،اس بات کو چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں تو اچانک ہی جیسے غیب کا کرشمہ ہو جاتا ہے اور سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔...اور ایسے لگتا جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں...''

''شاید اسی لئے کہتے ہیں کہ انسان Plannings ہی کرتا رہ جاتا ہے اور اللہ اپنی تدبیر بناتا جاتا ہے۔''وحید صاحب 'مینو کی ایک بات کو اچک کر اس میں اپنا لقمہ بھرتے بولے۔

''ویسے بارات کدھر پہنچی...؟''

''بس نکل آئی ہے... تم بارات کے استقبال کی تیاریاں تو شروع کروالو۔

''وحید صاحب نے ہدایات دیں تو مینو نے پھرتیاں دکھانا شروع کیں' اور خاندان

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی لڑکیوں کو ڈھونڈنے کیلئے نظریں دوڑانے لگی۔

☆...☆...☆

فرجاد اپنی شادی کی تقریب کے لحاظ سے تیار ہو چکا تھا۔ سفید کاٹن کا کُرتا شلوار اس کے دراز شاندار و جیہہ سراپے پہ جچ رہا تھا' چہرے پہ محسوس کردہ ایک طمانیت و آسودگی تھی جو سب سے اہم اور خاص چیز تھی، آنکھوں کی چمک اور دلکشی بہت بڑھی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔

کبھی کبھی لگتا ہے' کوئی کام بہت مشکل ہوتا ہے...اس سے زیادہ کوئی دوسرا کام مشکل نہیں ہوگا... مگر پلک جھپکتے' لمحہ بدلتے' ہوا کا جھونکا گزرتے...وہ کام مکمل ہو جاتا ہے اور ہمیں پتا بھی نہیں چلتا...

رات کسی وحشت کی طرح گزر رہی تھی' اتنی سست روی کے ساتھ کہ وہ بار بار کروٹ بدلنے کے بعد اٹھ کر گھڑی دیکھتا...پانچ منٹ ہی گزرتے محسوس ہوتے تھے...اور ان پانچ منٹ میں جیسے اس پر پانچ سو بار سوئیاں چبھتی محسوس ہوتی تھیں۔ ہاں...ہر منٹ پر ایسی سوئیاں تبھی چبھتی ہیں' جب کوئی بات آپ کے

www.novelsclubb.com

زبان پہ رکھی ہو مگر وہ منہ سے نکالے نہ نکالی جائے... گلے میں اٹک کر رہ جائے...

ساری رات وہ ہمتیں جمع کرتا رہا کہ صبح ہوتے ہی وہ اپنی ماں، تایا ابا یا کم از کم بے بی سے ہی اس سلسلے میں بات کرے گا... 'ہاں بے بی اس کی بات سمجھے گی... ویسے بھی وہ جانتی تھی کہ اس کے دل میں سجل کیلئے جذبات تھے، مگر صبح کا سورج طلوع ہوا اور اس کی ساری ہمتیں سورج کی روشنی میں بخارات بن کر ہوا میں گم ہو گئیں۔

وہ کم ہمت نہ تھا... بس ایسی بات منہ سے نکالتے ہوئے اسے ایک جھجک محسوس ہوتی تھی۔ سجل آخر اس کی بھی اسٹوڈنٹ رہ چکی تھی... اور اسٹوڈنٹ کے لئے ایسے جذبات رکھنا، ایک ٹیچر کو زیب نہ دیتا تھا... پھر اس کا ذکر کسی اور سے کرنا اسے انتہائی ہتک آمیز بات محسوس ہوتی تھی۔

آج کل کے معاشرے میں کیا کچھ نہیں ہوتا... لوگ بیٹوں کی طلاق شدہ بیویوں سے نکاح کر لیتے ہیں' پھر ایسے کیسز کے سامنے یہ کوئی اتنی سنگین بات بھی

www.novelsclubb.com

نہ تھی... بالکل یہ کوئی جواز نہ تھا...اس نے دل کو بہلایا مگر پھر صبح کی باتیں اس کے کانn میں پڑ گئیں جو مہمان عورتیں، عبداللہ کے حوالے سے کر رہیں تھیں۔

"توبہ توبہ! آج کل کی لڑکیوں کو ذرا سا آزادی کیا دو...پڑھائی کی یا نوکری کی...اپنے ٹیچرز اور باس کے ساتھ افئیر چلا کر، ان کو ورغلا کر ان سے چھپ چھپا کر نکاح کر لیتی ہیں۔" پتا نہیں کون سی وہ عورت تھی۔ فرجاد اکثر خاندان کی عورتوں کی شکلوں سے ناواقف تھا... مگر سب کی بات کا مقصد ایک ہی تھا۔

"تعلیم تو پیغمبری پیشہ ہے، مگر نہ لڑکیوں کو شرم...نہ ٹیچرز کو...جو تعلیم کی آڑ میں کیسے کیسے فحش کام کرتے پھرتے ہیں۔" دوسری عورت کی بات نے اس کی جمع کردہ ساری ہمت کو جلا کر بھسم کر دیا تھا۔

"اس لئے تو میں لڑکیوں کی تعلیم حاصل کرنے کے ہی حق میں نہیں...نہ لڑکیاں نکلیں گیں، نہ مردوں کے دماغ خراب ہوں گے...نہ معاشرے میں ایسی برائیاں پھیلیں گی..." ایک اور عورت بولی۔

"عبداللہ میاں کو یہ زیب نہیں دیتا تھا کہ اپنی اسٹوڈنٹ کے ساتھ کورٹ

www.novelsclubb.com

میرج کرتا... کیا عزت رہ گئی...'' اسی جمگھٹے میں کوئی اور عورت بولی۔

اور وہ مزید ایسی باتیں نہ سن سکنے کے بعد واپس اسی کمرے میں آکر، اسی کھڑکی کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ وہی غیر دلچسپ مناظر... وہی آگ اگلتا سورج... اور دھول اڑاتی ہوا... کیا بدلا...؟

کسی کیلئے کچھ نہیں بدلتا...

اسی اثناء میں جب بے بی کا فون آیا تو اس نے چونک کر فون اٹھایا اور اس نے بہت عجیب سی بات کی۔

''میں منتظر ہی رہی کہ تم اب مجھ سے سجل کے بارے میں بات کرو گے، مگر تم سے ہمت نہ ہو پائی۔ اب پانی سر سے گزر گیا ہے فرجاد!''

''مگر ہوا کیا ہے...؟'' اس نے بے بی کی آواز میں پریشانی بھانپ لی تھی۔

''سجل کے لئے ایک نیا رشتہ آ گیا ہے... اور تمہیں کچھ خبر ہی نہیں۔'' اب وہ بھی فکر مند ہوا۔

''اتنا جلدی...؟''

www.novelsclubb.com

"ایسے ہی ہوتا ہے فرجاد... مگر وہ سب چھوڑو اور تم بتاؤ... تم سجل کو اپنانا چاہتے ہو کہ نہیں...؟"

وہ سوچ میں پڑ گیا... کیا ہاں کر دے... یا ناں...؟

"زیادہ وقت نہیں ہے فرجاد..."

وہاں سے بے بی زور دے کر پوچھنے لگی۔ "ہاں... کرنا چاہتا ہوں... مگر کیا لوگ اسے قبول کریں گے؟"

"اب قبول کرنے سے کیا مراد ہے تمہاری...؟"

"وہ میری اسٹوڈنٹ تھی بے بی! جیسے وہ لڑکی عبداللہ کی... جب ان کے رشتے کو معاشرے میں اچھا نہیں سمجھا جا رہا تو میرا کیسے سمجھا جا سکتا ہے؟"

"کیا باتیں کر رہے ہو...؟" بے بی نے گھمبیرتا سے کہا۔ "عبداللہ کا اور تمہارا کیس الگ ہے۔ تم نے کورٹ میرج نہیں کی... تم نے اپنی عمر سے کم عمر لڑکی سے محبت کرنے کی غلطی نہیں کی... تم نے اس تعلق کو چھپانے کے بعد کسی اور کے ساتھ شادی کرنے کی کوشش نہیں کی... کسی کے ساتھ فریب کرنے کا گناہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں کیا...“

”مگر اپنے جذبات کو پیدا تو کیا تھا... اس پہ قابو پا سکتا تھا... اس کو بڑھنے سے روک سکتا تھا... مگر نہیں کر پایا بے بی... لوگ کیا کہیں گے...“ بے بی نے اس کی بات کو کاٹتے ہوئے کہا۔

”لوگوں کی پرواہ چھوڑ دو... وہ لوگ تب کہاں تھے جب سجل کو اس اذیت سے گزرنا پڑا...؟ جب کم عمری میں مجھے بیوگی بتانی پڑی تب کہاں تھے لوگ...؟ لوگ بس باتیں بناتے ہیں اور کر کے بھول جاتے ہیں... مگر پچھتاوے بھولتے نہیں... آج اگر تم ان کی باتیں سن کر پیچھے ہٹو گے تو یاد رکھو... دلاسہ دینے کیلئے یہ لوگ تمہارے کاندھے کو کبھی نہ تھپتھپائیں گے... کہ چلو ہماری باتوں سے تم بچ گئے...“ وہ قائل نہ ہوا۔

”ٹیچر۔اسٹوڈنٹ رلیشن شپ کو بس ٹیچر۔اسٹوڈنٹ رلیشن شپ ہی ہونا چاہئے... اس میں کسی اور چیز کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے... یہ Morally، اور ethically غلط ہے... یہ آپ کی اپنے پیشے سے غداری ہے، مجھے ہی اپنی حدود

کا خیال ہونا چاہئے تھا۔

”ٹھیک ہے... اگر یہ Ethically اور morally غلط ہے... تو میرا خیال ہے کہ سجل کی شادی ایک شادی شدہ مرد سے ہی ہو جانی چاہیے... کیونکہ وہ ethically اور morally بالکل ٹھیک ہے... آخر مرد کو چار شادیاں کرنے کا لائسنس جو ملا ہوا ہے۔“ بے بی نے تلخی سے فون کاٹ دیا، اور اس کا فون کاٹنا فرجاد کو جھنجھوڑ گیا۔ اس نے کال بیک کی۔ بے بی نے فون اٹھایا۔

”آپ وحید صاحب سے بات کر لیں... میں تیار ہوں...“

”اور وہ morally اور ethically کدھر گیا...؟“

”وہ گیا تیل لینے... کیونکہ میں سمجھ گیا ہوں کہ میں غلط شخص سے مد بھڑ کر رہا ہوں...“ فرجاد زندہ دل ہنسی اور ڑھتے ہوئے مسکرایا۔

”اور وہ کیسے...؟“

”وہ ایسے کہ جس نے ہمیں ہمیشہ صحیح غلط کا پاٹ پڑھایا اور سکھایا ہو... وہ ہمیں کسی غلط سمت کی طرف تو کبھی نہیں دھکیلے گا...“

اور اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے لمحہ بیتے، پلک جھپکتے اور ہوا کا جھونکا گزرتے ہوئے وہ مشکل کام یوں ہو گیا جیسے بڑا آسان تھا' چٹکیوں کا کام تھا۔

وہ سوچ کر مسکرایا اور سامنے راستے کو دیکھنے لگا جو شادی ہال کی طرف رواں دواں تھی۔اس کی گاڑی پھولوں سے سجی ہوئی تھی۔یہ اشعر کی حرکت تھی، جو ابھی بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا گاڑی چلا رہا تھا... مگر ٹھیک ہے...اس کی اپنی شادی ہے...اب اس کی شادی پہ بھی اس کی گاڑی کو نہیں سجایا جائے گا تو کسی کی گاڑی کو سجایا جائے گا...؟

☆...☆...☆

حاشر اپنی ٹولی کے ساتھ ہو جمالو کرتا خوب مزے کر رہا تھا جب اور لڑکیاں اور لڑکے ٹولے میں گھس گئے تھے۔ایسا نہیں تھا کہ کوئی بے ہودگی ہو رہی تھی یا ہونے والی تھی... کیونکہ بڑے منظم طریقے سے لڑکیاں بھی اپنے حدود میں مزہ کر رہیں تھیں...اور لڑکے بھی... دانش نے حاشر سے، ہو جمالے کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہا...

''لڑکیاں چیک کر یار... لگتا ہے ساری دنیا کی پریاں آج اس ہال کے اندر آ گئی ہیں... وہ کیا گانا ہے شاہ رخ خان کا... ہاں یہاں قدم قدم پر لاکھوں حسینائیں ہیں...''

حاشر بھی ہاتھ ہلاتے، ناچتے ہوئے بولا۔ ''ابے! دھیان سے... کسی پہ لٹو ہونے سے پہلے یہ دیکھ لینا کہ وہ لڑکی اصل میں کون سی والی کیٹیگری میں آ رہی ہے...''

''کیا مطلب...؟'' دانش بھی ہاتھ ہلاتے ہوئے نا سمجھی سے پوچھنے لگا۔

''لڑکیاں دو طرح کی ہوتی ہیں... ایک وہ جن کے چہرے پر ہلکا سا میک اپ ہوتا ہے، دوسری وہ جن کے میک اپ میں ہلکا سا چہرہ ہوتا ہے۔ تو غلطی سے وہ لڑکی پسند نہ کر بیٹھنا جس کے میک اپ میں ہلکا سا چہرہ ہو...''

دونوں تالی مار کر ہنستے ہوئے پھر زور و شور سے ناچنے لگے...

اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مینو اس ٹولے میں گھس کر حاشر سے فی الحال ڈانس کی ٹولی بند کرنے کا حکم جاری کرواتی ہے کیونکہ بارات کے آنے کا وقت ہو رہا تھا

اوران کے استقبال کیلئے ایک اچھا سیٹ اپ کرنا تھا۔

امل نے اس سمے جامنی رنگ کا ریشمی سوٹ زیب تن کر رکھا تھا، جو اس کے دراز قد کے ساتھ انتہائی نکھر کر سامنے آیا تھا۔ کانوں میں نازک طلائی آویزے، صندلی کلائیوں میں جامنی ہی رنگ کی کانچ کی چوڑیاں... اس نے اپنے لمبے اور گھنے بالوں کی چوٹی بائیں جانب سینے پہ ڈال رکھی تھی۔ اس کی اجلی اجلی سی رنگت پہ موقع کی مناسبت سے خاص طرح کا میک سا لگا رکھا تھا' جس سے اس کی اٹھان میں اور چار چاند لگے تھے۔ اس کی اداؤں میں تمکنت بھی تھی' وقار بھی... مزاج میں طنطنہ بھی تھا اور انداز میں لیا دیا پن...

وہیں ثمینہ بیگم بڑی سی قمیص پر، نگینوں سے سجا بھاری دوپٹہ ڈالے...، نیچے بھاری بارڈر کا پھیلا ہوا شرارا...، بال کھولے، زیورات سے لدھی ہوئی، ہاتھ میں نازک سا پرس اٹھائے تیز میک اپ کئے ہال کے دروازے پر کھڑی بارات کے استقبال کیلئے تیاریوں میں مگن تھی۔

وحید صاحب نے اطلاع دے دی تھی کہ فرجاد تیار ہو کر پہنچ چکا تھا... اور

بارات بھی آچکی ہے، اس لئے وہ استقبالیہ دروازے کے دونوں طرف لڑکیوں کو کھڑا کر کے، ان کو پھول کی پلیٹیں تھما کر کہہ رہی تھیں کہ...

"بارات پر اچھے سے پھول نچھاور کرنے ہیں سب نے!"

شانزے...، امل... ردا... اور دو تین اور لڑکیاں بھی تھیں مگر زلو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ابھی کچھ اور لڑکیوں کی بھی ضرورت تھی اور وقت بالکل بھی نہ تھا... کوئی بھی نہیں دکھ رہا تھا... نہ حمیدہ، نہ فضیلہ، نہ اصغری، نہ ناہید باجی، نہ بجلی... مینو سوچتی ہال میں بیٹھے مہمانوں پر ایک نظر اچھالتی، اب ایک کونے میں بیٹھی بجلی کے پاس عجلت سے پہنچی تھی... جس کے ساتھ زلو منہ پھلا کر بیٹھی دکھائی دی۔

www.novelsclubb.com

"بارات آرہی ہے زلو... تم نے پھول نہیں پھینکنے کیا...؟ اور بجلی تم کیوں ادھر بیٹھی ہو...؟" وہ تیزی سے بول رہی تھی...

زلو بھی موقع کی مناسبت سے بہت پیاری لگ رہی تھی... منہ بناتے بولی۔ "امی جانے نہیں دے رہیں۔"

"میں کہہ رہی ہوں... ابھی جاؤ لڑکے والے آ گئے ہیں۔" مینو نے کہا تو بجلی بھڑک کر بولی۔

"کوئی need نہیں ہے go کرنے کی..."

"تمہیں دولہے والوں کا استقبال کرنا ہے ناں...؟" مینو کے اپنائیت بھرے انداز پر زلو نے سر ہلایا۔

"تو اٹھو اور جاؤ..." بجلی کی بات کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے مینو نے سختی سے کہا تو زلو اٹھی اور خوشی خوشی لڑکیوں کی طرف بھاگی تھی۔

"زلو!" بجلی نے غصے سے اسے پکارا، مگر وہ تو کسی سانڈ کی طرح بس آگے بھاگی چلی گئی تھی۔

"بجلی! یہ کوئی وقت نہیں ہے منہ پھلانے کا..." مینو نے نرم لہجہ اپناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ والی خالی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"why... اب تمہیں ہماری need کیوں پڑ گئی...؟" بجلی جلی۔

"ارے کمال کرتی وہ... تمہاری ضرورت تو مجھے ہر وقت رہتی ہے... کبھی

www.novelsclubb.com

تمہارے بغیر میں نے کچھ کیا ہے بتاؤ بھلا...!"مینو نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا مگر وہ ناراضگی سے ہاتھ ہٹاتی مزید کچھ نہ بولی۔"میں تمہارے بغیر ادھوری ہوں بجلی...اور یہ بات تم جانتی ہو...ہماری جوڑی کو کیا تم ایسے ہی توڑ دو گی۔"وہ بجلی کا دوبارہ ہاتھ پکڑ کر دوستانہ انداز میں بولی تھی۔

"اب تم اب اپنا Pair جا کر بے بی کے ساتھ بنالو because میں کوئی spare part نہیں ہوں۔"بجلی نے روکھائی سے کہا۔

"بے بی تو لڑکے والوں کی طرف سے ہے...وہ میرے ساتھ کیوں ہو گی...؟"مینو نے آنکھیں دکھائیں،پھر نرمی سے بولی۔"چل اٹھ ناں...دولہے والے آگئے ہیں...وہاں دروازے پر استقبال کرنا ہے،پھول نچھاور کرنے ہیں...میری سہیلی نہیں بتا!"

"groom میرا son ہوتا تو دیکھتی میں کیسا special اور sophisticated سا استقبال کرتی...۔"بجلی منہ پھلا کر بولی۔

"دولہا کوئی بھی ہو،کیا فرق پڑتا ہے...دلہن تو اپنی ہے ناں...اپنی سجل...!

'آج تک میں نے اسے اتنا خوش نہیں دیکھا بجلی...اس کی خوشی کیلئے ہی چل اٹھ... تمہارا مقصد بھی تو سجل کی شادی تھی ناں... حدید نہ سہی تو فرجاد سہی... تو بس اب نخرے اور ناراضگی ختم کر اور اٹھ... چل!'' مینو نے منت وسماجت بھرے انداز میں کہا تو بجلی نرم پڑی۔ شہنائی اور ڈھول کی آواز، ہال کے دروازے پر بجتی سنائی دی۔

''چل ناں... اب نخرے نہ دکھا... دولہے والے آگئے ہیں۔'' مینو نے اب اس کی ایک نہ سنی اور اسے باقاعدہ کھینچتے، کھچاتے ہوئے دروازے پر کھڑا کر کے، اب ہاتھ میں تھالی تھماتے بولی۔

''یہ پکڑو اور شروع ہو جاؤ میرے ساتھ...!''

''but مجھے اپنے ساتھ سب سے front پر کیوں stand کر دیا ہے...؟

''سندھی روایات کے مطابق یہ جگہ صرف لڑکی کی ماں کیلئے ہوتی ہے...اس لئے بجلی حیرت سے بولی تھی۔

''میرے بچوں پر میرے بعد تمہارا ابھی حق نکلتا ہے بجلی... ہمارا ہر جگہ

Pair ہے یہاں کیوں نہیں...؟"

"but..." بجلی احتجاج کرنے کیلئے کچھ بولنے لگی مگر مینو نے اس کی بات

کاٹتے کہا۔

"کوئی بٹ وٹ نہیں... تم خود کسی نوجوان خوبصورت دوشیزہ سے کم ہو

کیا...؟ جو یہاں کھڑے ہونے پہ اعتراض کر رہی ہو۔"

"what مینو تم بھی...۔" مینو نے اس کی رگ پکڑ لی، تو وہ اپنی تعریف پر

کھل اٹھی۔

ڈھول، شہنائی کے ساتھ بارات آتی دکھائی دی۔ لڑکیاں، پھولوں کی

تھالیاں سنبھالے attentive کھڑی ہو گئیں۔ بارات سے ٹپے سہروں کی

آوازیں آنے لگیں۔

"لونگ پھوٹو تھالی میں آؤں کھیوں پئی اچان

رالڑن تنھنجی انگن میں آؤں نچندی پئی اچان"

تالیاں بجاتی، دری اپنے اوپر گرتے پھول دیکھ الجھی۔ ابھی لڑکیوں نے پتیوں

کی برسات نہ کی تھی پھر یہ پھول...؟پلٹ کر دیکھا...تو" ویلکم...!" کہتے ہوئے اس پر پھولوں کی برسات برساتے حاشر نے کہا تو وہ گڑبڑا کر آگے بڑھی اور روحی سے جا ٹکرائی،اور روحی جا کر حمیدہ بیگم سے...اور حمیدہ بیگم سیدھے بجلی سے ٹکرائیں۔دونوں ہی گرتے گرتے بچیں۔اب لڑکیوں نے گلاب کی پتیوں کی برسات شروع کی۔

مینو،حمیدہ بیگم کو بارات کے ساتھ آتے دیکھ ششدر رہ گئیں۔

"تم دولہے کی پارٹی میں کیسے چلی گئ...؟"اب مینو نے باقی عورتوں کو بھی دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔"فضیلہ تم بھی؟"

"اصغری،مہتاب...you too..."بجلی بھی چونکی تھی۔

"ہماری بارات تھوڑی سی تھی تو ہم نے لڑکی والوں سے کچھ لوگ ادھار مانگ لئے..."صفورا بیگم مسرت کے ساتھ سب کی طرف سے جواب دینے لگی۔

"ادھار مانگ کر شرمندہ نہ کریں..."۔مینو سمجھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔

"shopping کر کے آنی چاہیے تھا ناں کچھ people کی۔"بجلی نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

طنز کیا۔

"ابھی کہاں سے خریدتے لوگ وہ بھی رات کے اس پہر...؟" خالدہ بیگم نے بجلی کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"for sale والے people بہت سارے sale ہو جاتے ہیں۔" بجلی نے ناز سے کہا، تو اب بارات سے بے بی نکل کر سامنے آئی۔

"تو چلو... ابھی تمہاری خریداری کر لیتے ہیں... بتاؤ... کتنے میں بکو گی...؟" انداز انتہائی بے تکلفی سا...

"میں for sale نہیں ہوں۔" بجلی تڑخ انداز میں بولی۔

"than... ایسا کرتے ہیں... sophisticated طریقے سے you آ جاؤ ہماری بارات میں... without کسی چوں چرا کے۔ مجھے trust ہے کہ تمہارے اس part سے ہماری بارات کو four moons لگ جائیں گے۔" بے بی نے بجلی کے ہی انداز میں پوچھا تو سب ہنس پڑے تھے۔ مینو کو لگا... اب بجلی پھٹے گی... مگر وہ بڑے ہی تحمل سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"لونگ پھوٹا تھالی میں آؤں کھیوں پئی اچان!"

اور بجلی بارات میں شامل ہو کر تالیاں بجانے لگی اور باقی باراتوں نے بھی سہرے گانے میں اس کا ساتھ دیا تھا۔ مینو منہ بنا کر رہ گئی کیونکہ اس کے ساتھ اب کوئی نہیں تھا۔

بجلی بھی نہیں... تو مینو بھی اپنی تھالی امل کو پکڑاتے ہوئے، تالیاں بجاتے بارات کا حصہ بن گئی تھی۔

☆...☆...☆

"لو ایک نئی خبر سنو...!"

بھیڑ میں سے روحی، مٹھی اور دری کو کھینچ کھانچ کر ایک کونے میں لے آئی۔

"2023 کا لطیفہ یاد ہے...؟" روحی نے آنکھیں مٹکا کر پوچھا تو مٹھی بولی۔

"ترچھی ٹوپی والے...؟"

"بابو بھولے بھالے...؟" دری بھی ساتھ ہی گنگنائی۔

"مگر 2023 کا اصل لطیفہ یہ نہیں ہے۔" روحی نے بتایا۔ مٹھی اور دری کو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی بات سمجھ نہ آئی۔”... چلو اس کا اصل نام بتاؤ۔“

”اس کا کس کا...؟“ مٹھی منمنائی۔اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

”روشن بھٹی...؟“ دری نے نام دہرایا تو روحی نے اپنے ہاتھوں سے تالی ماری۔”ہاں...روشن بھٹی پتا ہے کس کا نام ہے...؟“

”ترچھی ٹوپی والے، بابو بھولے بھالے کا...“ مٹھی نے بتایا تو روحی نے سر نفی میں ہلایا۔

”نہیں!“

”تو پھر...؟“ وہ دونوں عجیب تاثرات کے ساتھ روحی کو دیکھ رہی تھیں۔

”روشن خا صخیلی، شادی کے بعد روشن بھٹی ہو گئی تھی... مطلب بجلی کا نام بھی اپنے شوہر روشن بھٹی کی طرح...روشن بھٹی ہے...۔“روحی کے انکشاف پر دری ایسے چلائی جیسے 80s والی فلموں میں ہیرو کی مائیں نہیں چلاتی...جب انہیں پتا چلے کہ ان کا شوہر بھٹی میں گر کر...یا ٹرک سے ٹکر کھا کر مر گیا...ہاں...دری بالکل ایسے چیخی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اچھا تو اسے لئے سب اسے بجلی بلاتے ہیں... کیونکہ روشن بھٹی تو دو ہیں... ایک کو بلاتے ہوں گے تو دوسرا آ جاتا ہو گا!" مٹھی نے سوچ کر کہا۔

"اور یہ بات تمہیں کہاں سے پتا چلی...؟"

"اصغری چاچی دودھ مانگ رہی تھی، تب ان سے باتیں کرتے ہوئے مجھے پتا چلا... کہہ رہی تھی، میں دلہے کی بہن ہوں... مجھے یہ جاننے کا حق ہے۔" روحی کے بتانے پر مٹھی ٹھٹکی۔

"اچھا... اب سمجھ آیا کہ امل ہمیں دولہے کی بہنوں کیوں کہہ رہی تھی۔

"مٹھی کو صبح والی بات اب سمجھ آئی تھی... پھر بولی۔"... اور دیکھو میں نے فرجاد بھائی کو منحوس کہہ دیا تھا۔"

"اور میں نے بھی فرجاد بھائی کو دفع دور کہا...!" روحی نے بھی یاددہانی کروائی۔

"تو فرجاد بھائی کا نام لے کر اب وہی بات دہرانے کی ضرورت کیا ہے...؟

"دری بگڑی۔اس کا سگا بھائی تھا فرجاد... اور وہ دونوں کیسے اس کے منہ پہ اول فول

بک رہے تھے۔

”ویسے تمہیں کیسے پتا چل گیا تھا فرجاد بھائی اور سجل باجی کی شادی کا...؟

“ مٹھی کے سوال پر دری کے منہ سے پھسلا۔

”وہ حاشر نے بتایا تھا۔“

”اوہ ہو... حاشر!“ روحی اور مٹھی سمجھ کر دری کو چھیڑنے لگیں۔ دری بتا کر پچھتائی۔

”کیا اوہو...؟“ دری رعب سے چلائی۔ ”ایسا کچھ نہیں... بس وہ میں بیگ لے کر جا رہی تھی اور حاشر نے مجھے بتا دیا۔“

”بڑی سیلفیاں لی جا رہی ہیں اس کے ساتھ!“ روحی نے آنکھیں گھما کر پوچھا تو دری گڑبڑائی...۔

”نہیں تو...“ وہ صاف مکر گئی۔

”تو یہ کیا ہے...؟“ روحی نے اپنا موبائل کھول کر تصویر دکھائی جس میں وہ دونوں تصویر کھنچواتے نظر آ رہے تھے۔ تصویر ایسے لی گئی تھی جیسے چپ کر لی گئی

ہو...تو دری چلائی۔

"تم میری جاسوسیاں کر رہی ہو...؟"

"وہ تو عباد اور میں وہاں سے گزر..." اب روحی بول کر پچھتائی۔

مٹھی نے آنکھیں مٹکائیں۔ "تم اور وہ روبوٹ وہاں سے کیوں گزر رہے تھے...؟"

"وہ...وہ کون روبوٹ...؟" روحی بات اچک کر لقمہ دیتے بولی۔ "مجھے نہیں پتا تم جس بارے میں بات کر رہی ہو۔"

"عباد..." دری نے گھور کر بتایا، تو روحی نئے بہانے کے ساتھ حاضر ہوئی۔

"میں ٹہل رہی تھی...اور وہ عباد وہاں سے گزر رہا تھا...ایسے ہوا تھا۔"

"تو یہ کیا ہے...؟" مٹھی نے اب ایک تصویر موبائل پر دکھائی جس میں عباد نے روحی کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، اور وہ سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی۔ روحی وہ تصویر دیکھ کر، جل کر پوچھنے لگی۔

"تو کیا تم بھی کہیں سے ٹہلتے ہوئے یہ تصویر بنا آئی ہو...؟"

"مجھے یاسر نے دی تھی... کیونکہ مجھے تم پہ پہلے ہی شک پڑ گیا تھا۔"

مٹھی کی بات پر دری اور روحی نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے کوئی اشارہ کیا۔ روحی بولی۔ "تو اس کا مطلب تم اور یاسر...؟"

"دماغ خراب ہے کیا؟" مٹھی تپ کر بولی۔ "میں ابھی جا کر بے بی کو تم دونوں کا بتاتی ہوں۔" مٹھی دھمکی آمیز لہجے میں بولی مگر روحی اور دری منمناتے ہوئے اس کو پکڑ کر بولیں۔

"دیکھ مٹھی... بہن نہیں ہے پیاری... ایسا نہ کرنا ورنہ بے بی نے مار مار کر ہمارا بھڑکس نکال دینا ہے۔"

دونوں کی دہائیوں پر مٹھی نے اپنی دھمکی واپس لے لی تھی۔

☆...☆...☆

سجل اور فرجاد ساتھ بیٹھے اچھے لگ رہے تھے۔ فوٹو سیشن چل رہا تھا۔ سندھی رسم و رواج کے مطابق ہر رسم کی جا رہی تھی۔ فرجاد کے جوتے بہانے سے اتارے گئے اور امل نے ساٹھ ہزار روپے مانگ لئے... پھر تاؤ بھاؤ کے بعد فرجاد نے تیس

ہزار روپئے دیئے اور امل نے وہ سب لڑکیوں میں برابر' برابر بانٹ دیئے۔ نکاح ہو چکا تھا، دولہا، دلہن ایک دوسرے کو دیکھ چکے تھے...اب ان کے سروں کی آپس میں ٹکر کروائی جارہی تھی۔

دری دیکھ کر خوش ہو رہی تھی جب حاشر اس کے قریب آکر بولا۔ "ہمارے وقت میں' میں تو تمہیں ایسی ٹکر ماروں گا...کہ تمہارا خون نکل آئے گا۔"

دری بولی۔ "جی نہیں...میں زیادہ زور سے ماروں گی۔"

"تو کیا ابھی ہی مار لیں...؟" وہ شوخ ہوا۔

"گھر والوں سے پٹنا ہے...؟" وہ سامنے دیکھنے لگی۔ حاشر نے بھی پھر کچھ نہ کہا اور چپکے سے عباد اور اسفند کے ساتھ کھڑا ہو گیا، جو ذرا فاصلے پر کھڑے رسمیں ہوتے دیکھ رہے تھے۔ موقع بھی تھا...دستور بھی...حاشر نے گلا کھنکارتے ہوئے پوچھا۔

"اسفند بھائی! آپ کب کر رہے ہیں شادی!"

"بس سمجھو...اگلی میری ہی شادی ہے۔" وہ شانِ بے نیازی کے ساتھ بولا

www.novelsclubb.com

تو حاشر کے کان میں ایمبولنس کا سائرن بجا۔

"کیا مطلب... آپ نے کوئی لڑکی پسند کر لی ہے...؟"

عباد بھی چونک کر اسفند کو دیکھنے لگا۔ اسفند سٹّا کر تحمل انداز میں بولا۔ "نہیں... پسند تو نہیں کی... بس امی کو کوئی لڑکی اچھی لگی ہے... اور وہ ہی یہ معاملہ دیکھ رہیں ہیں۔" اسفند کی بات نے حاشر کو فکر مند کر دیا۔

"کہیں یہ دری...؟"

"کہیں یہ روحی...؟" وہاں عباد کو الگ پریشانی ہوئی۔

رسموں کے ختم ہونے کے بعد کھانا لگایا گیا۔ کھانے میں بے حد لذیز اور ذائقے دار پکوان کا انتخاب کیا گیا تھا۔ سب مزے سے کھانا کھا رہے تھے۔ کولڈ ڈرنکس کے دور نہیں زمانے چل رہے تھے۔ آخر میں میٹھے میں قلفی تو جیسے کیک کے اوپر رکھی چیری کی طرح کا لطف دے گئی۔ سب اپنی باتوں میں لگے تھے... سب اپنی کہانیوں میں لگے تھے... دھوم دھڑ کا... ناچ گانا... اور پھر وقت رخصت الوداع کا شروع ہوا۔

"آج رات رک جاتے!"

مینو نے بے بی سے کہا، تو بے بی نے سمجھایا۔

"نہیں مینو...! اتنی اچانک شادی ہوئی... پھر سارے دوست احباب گلہ کریں گے کہ کیسے ہم نے فرجاد کی چھپ چھپا کر شادی کر دی... تو بہتر ہے ہم آج ہی نکل جائیں تاکہ رات کو وقت پہ پہنچ جائیں اور صاف صفائی بھی کروالیں... ظاہر ہے کل ولیمہ ہوگا... تم سب لوگوں کو بھی تو آنا ہے..." بے بی کے سمجھانے پر مینو نے رخصتی کی اجازت دے دی۔ قریشیز اپنا اپنا سامان باندھ کر ساتھ ہی لے آئے تھے، جبکہ وحید صاحب، پہلے ہی عباد کو ڈی پی او ہاؤس بھجوا کر سجل کے ولیمے کے علاوہ چند اور ضروری سامان وغیرہ لانے کا کہہ چکے تھے، جو عباد لا بھی چکا تھا۔ دلہن بنی سجل اب مینو اور وحید صاحب سے لپٹ کر رو رہی تھی... جبکہ وحید صاحب اور مینو اسے تسلیاں دے رہے تھے، نم تو آنکھیں ان کی بھی تھیں مگر وہ دل سے مطمئن تھے کہ وہ جہاں جا رہی تھی، بہت خوش رہنے والی تھی... ان شاءاللہ!

”چلو اب ہمیں اجازت دو!“ بے بی، مینو سے گلے ملتے ہوئے بولی۔ ناشاد صاحب، شاہزاد صاحب، وحید صاحب سے مل رہے تھے۔ اشعر، سائر مائر، فرجاد باقی لڑکوں سے جبکہ گاڑی میں بیٹھی وہ تینوں نمونیاں اپنی کزنز سے ملے بغیر پہلے ہی گاڑیوں میں چڑھ کر بیٹھ گئیں تھیں۔

”اجازت ہے... مگر ذہنی طور پر تیار ہونا کل... کیونکہ ہم کسی اور خاص کام سے بھی آنے والے ہیں۔“

مینو نے گویا بم ہی پھوڑا تھا۔ گاڑی کے ساتھ کھڑے حاشر نے پریشانی سے مینو چاچی کو دیکھا۔ عباد بھی چونک کر ماں کو دیکھنے لگا۔ بے بی کے علاوہ صفورا بیگم اور خالدہ بیگم بھی الجھ کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

”اور وہ کیا...؟“

”اسفند اور عباد کا relation (رشتہ) لیکر آئیں گے، مٹھی and روحی کیلئے۔“ بجلی نے بے بی کو بتایا...

بجلی جان گئی تھی کہ ہم کتنا ہی ہاتھ پیر کا زور لگا لیں... آخر میں ہوتا وہی ہے

جو اللہ چاہتا ہے... اس لئے اللہ کی مرضی کے سامنے اس نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے تھے۔ اسفند نہ سہی تو کوئی اور ضرور لکھا ہوگا، زلو کے نصیب میں...۔

"تو آپ نے ہم سب کی ناک کے نیچے مٹھی سے چکر چلائے رکھا... مان گئے اپ کو ڈی پی او صاحب!" حاشر داد طلب نگاہوں سے بولا تو اسفند نے گھور کر دیکھا۔ "اچھا اچھا... میں نہیں کہہ رہا کچھ!" اس نے سکھ کا سانس لیا... کیونکہ پوری تقریب وہ اس بابت خاصا پریشان ہوتا رہا تھا، جبکہ عباد مطمئن تھا، اس نے اپنے ارادے کا بھی اپنی ماں کو پہلے ہی بتا دیا تھا۔

"ضرور... ضرور..." بے بی نے مینو کے ہاتھ تھام لئے... "تھینک یو!"

"تھینک یو تمہارا بے بی... تم میری ایک بہترین دوست تھی، ہو اور رہو گی۔

"

"And میں...؟" بجلی نے پوچھا تو مینو نے خوش گوار انداز میں اسے ساتھ لگاتے کہا۔ "تم تو میرے جگر کا ٹکڑا ہو...!"

مصحف کے سائے میں، ہنسی خوشی سجل کو فرجاد کے ساتھ گاڑی میں بٹھایا

گیا۔ صفورا بیگم، بجلی سے کہہ رہی تھی۔ ”ہم تو انتظار ہی کرتے رہ گئے مگر عنایت خاتون نہ آئیں... مگر ابھی کال کر کے ان سے لازمی کہنا کہ ولیمے میں' میں ان کی منتظر رہوں گی... نہ آئیں تو میں ناراض ہو جاؤں گی۔“

”don't worry! میری ان سے talk ہو گئی ہے، وہ حیدر آباد not آ سکیں تھیں مگر... دادو مطلب tomorrow ولیمے میں ضرور آئیں گی۔“ بجلی نے خوش خبری سنائی۔

”اصغری! تمہارے لئے ہم سب نے بہت سارے تحفے لے کر رکھے ہیں، عباد اپنی ذمہ داری پر ان کو پہنچا دینا۔“ بے بی، اصغری کو بتاتے ہوئے عباد کو حکم دے رہی تھی۔

”میں نے حاشر اور دری کے بابت نوید صاحب سے بات کر لی ہے... اور وہ مان گئے ہیں... ابھی ان کی منگنی کر دیں گے... شادی پھر تین چار سالوں کے بعد... ٹھیک ہے۔“ حمیدہ بیگم، خالدہ سے مخاطب تھیں۔

”اشعر اور شانزے کا رشتہ بھی بے بی نے قبول کر لیا ہے... بہت مبارک ہو

تمہیں!"حمیدہ بیگم کی خوشی اس خبر سے سرشاری تھی۔جابر کے فوراً بعد یکے بعد دیگرے... خیر سے حاشر اور شانزے کے رشتے بھی طے ہو گئے تھے۔

دادو روانہ ہونے والی تینوں گاڑیاں اب ہال کے روڈ سے نکل کر نیشنل ہائی وے پر چڑھیں،اور لمحوں میں آنکھوں سے اوجھل ہو گئیں...اندھیرے فلک پہ تیرتا چاند ان کی راہ میں آتے ہر اندھیرے کو صاف کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا کہ ان سب کو اپنی اپنی زندگی کی راہ اب بہت روشن دکھائی دے رہی تھی۔

زندگی ہمیشہ سے حسین ہے... مگر لڑائی جھگڑے،انا حسد، غیرت، نفرت، عداوت، کدورت، بغض لالچ، بدگمانیاں، غلط فہمیاں...اور ایسے ہی نا جانے کتنے منفی جذبات کے ہاتھوں انسان اس حسین زندگی کو اپنے ہاتھ سے دوزخ بنالیتا ہے... مگر انسان کو یہ بات ایسے سمجھ نہیں آتی...ذرا سی تبدیلی جب گلے پڑتی ہے ناں...،تو احساس ہوتا ہے کہ ان منفی جذبات کا دنیا کی بازار میں کوئی مول نہیں ہوتا... مول صرف سچے جذبوں کا ہوتا ہے، سچی دوستی، سچے رشتے، سچی محبتوں کا ہوتا ہے...اور وہ مول پتا ہے کیا ہوتا ہے...؟

انمول!

☆...ختم شدہ...☆

www.novelsclubb.com